



سلسلہ کلام اساتذہ

# غزلیاتِ مرقعہ

(جس میں ملک الشعراء خاقانی، بہادر خان بہادر شیخ محمد ابراہیم

کے متفرق اشعار بھی شامل ہیں)

موازنہ ذوق و غالب

صاحبِ ایم اے ایل ایل ڈی

آنرین جسٹس ڈاکٹر شاہ

بیرٹرائٹ لالچ ہائیکورٹ الہ آباد

۱۹۹۱ء

11/9/21

MS. No. 1719

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## مکملہ

اُستاد و ذوق کے قصائد کا مجموعہ مع مثنوی و قطعات و رباعیات اس سے قبل شائع کر چکا ہوں۔ اس وقت یہ اداوہ نہ تھا کہ غزلیات بھی اس سلسلہ میں شائع کروں لیکن اب میں چند اجباب کے اصرار سے غزلیات کے انتخاب کرنے کا قصد ہوا۔ قصائد کی ترتیب میں پہلاں وقت محسوس نہ ہوئی کیونکہ اس انتخاب کی کوشش و ترتیب نہ تھی۔ غزلیات میں ترتیب کلام کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ہر نسخہ میں غزلیات ردیف و ارجح ہیں۔ مگر ترتیب سے زیادہ بظاہر امر انتخاب اشعار پیش آیا۔ ذوق جیسے استاد کے اشعار کو چھانٹنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ ہر شعر اعلیٰ اور مایہ ناز نکالتا ہم خوبی کے بھی مداح ہو سکتے ہیں۔ ایک عمدہ شعر سے دوسرا شعر زیادہ عمدہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے انتخاب امکان سے باہر نہیں مگر اس کے لیے کوئی ماہر فن ہونا چاہیے۔ میں نے اپنے میں یہ ہمت طاعت نہ پائی اور اولاً انتخاب کرنے سے محترز رہا۔ بعد کہ یہ خیال پیدا ہوا کہ اُستاد و ذوق کے کلام کی خوبی یہ ہے کہ کچھ اشعار خاص کے لیے ہیں اور کچھ عوام کے لیے۔ ہر غزل میں سے ہر شخص اپنی رغبت خاطر کے موافق اپنے لیے اشعار منتخب کر سکتا ہے جس کو وہ بہتر سمجھتا ہے۔ اس کے معنی نہیں کہ بقید اشعار حقیقتاً اچھے نہیں بلکہ یہ کہ انتخاب کنندہ نے اپنے ہنر و



اور طبیعت کے مناسب اشعار منتخب کیے ہیں۔ اس اصول کو مدنظر رکھ کر ہر شخص کے لیے یاسان ہو کہ اپنے مذاق کے لحاظ سے اشعار چھانٹ لے چنانچہ میں نے ان اشعار کو انتخاب میں رکھا ہے جو مجھے مرغوب معلوم ہوئے۔ مجھے اس کا اعتراف ہے کہ ممکن ہے کہ چند اشعار جن کو میں نے ترک کیا ہے ایسے بھی ہوں جو دیگر اہل مذاق کی نگاہ میں اعلیٰ درجہ کے ہوں اس لیے جو اشعار چھوڑ دیے گئے ہیں ان کے متعلق یہ تصور نہ کیا جائے کہ میں ان کو شاعرانہ معیار سے عمدہ نہیں سمجھتا بلکہ صرف یہ خیال کیا جائے کہ یہ انتخاب ایک انگریزی دال کی نقطہ نگاہ سے کیا گیا ہے نہ کہ شاعرانہ لحاظ سے۔ باوجود ان خامیوں کے یہ امید کرنے کی جرات کرتا ہوں کہ عموماً اچھے اشعار اس انتخاب میں ضرور لگے ہوں گے۔

جلد اول میں ذوق کے تاریخی حالات اور ان کے کلام پر ایک مختصر تنقید شامل ہے اس لیے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں جلد اول کا دیباچہ ملاحظہ ہو۔

## سبب انتخاب

اکثر اصحابوں کو شاید یہ خیال پیدا ہو کہ انتخاب غزلیات مناسب نہ تھا۔ اس لیے انتخاب کرنے کی وجہ درج کرتا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ بوجہ خلفشار زمانہ غرض ذوق کے کلام کا کثیر حصہ ضائع ہو گیا۔ صرف ایک قلیل حصہ باقی رہ گیا ہے۔ اور اس پر بھی میں نے اس قلیل حصہ میں سے انتخاب کرنے کی جرات کی ہے جس قدر کلام موجود ہے وہ مقدار میں بہت کم ہے اور صرف چیدہ اشعار پر مشتمل نہیں بلکہ اس میں ہر پایہ کے اشعار موجود ہیں اس لیے انتخاب کی گنجائش ہے حضرت آزاد کو جو غزلیات و سنیات نہ ہو سکیں وہ بدرجہ مجبوری چھوٹ گئیں لیکن جتنے اشعار و سنیات ہو سکے ان کو دیوان میں درج کر دیا بلحاظ اس کے کہ وہ کس پایہ پر ہیں برخلاف اس کے غالب کے چھوٹے دیوان کا بھی خود ان کی حیات میں مولوی غنیمت حق اور مرزا خان نے انتخاب کیا اور صرف عمدہ اور عام فہم اشعار قایم رکھے اس سے انکار

نہیں کیا جاسکتا کہ علاوہ خوبی کلام غالب ایک بُری وجہ اس کی زیادہ مقبولیت کی یہ ہونی  
 کہ صرف چیدہ اشعار شایع کیے گئے۔ بعکس اس کے ذوق کا بیشتر کلام ضائع ہو گیا لیکن انتخاب  
 کی نوبت نہ آئی جو رتبہ ذوق کو اپنی حیات میں حاصل ہوا وہ غالب کو نہ ہو سکا۔ اس کی وجہ یہ  
 یہ نہ تھی کہ وہ بادشاہ کے مستند تھے بلکہ اکثر مقبول پر اور مشاعروں میں معرکہ آرا میاں  
 ہوا کرتی تھیں۔ غالب کا کلام عام فہم نہ تھا اور مشاعرہ کے لیے اس قدر موزوں نہ تھا جیسا کہ  
 ذوق کا۔ اُن کے کلام کی پاکیزگی نے ذوق کو مستاد بنایا لیکن بعد کو غالب کے منتخب  
 دیوان نے زیادہ مقبولیت حاصل کر لی۔ کاش ذوق کے دیوان کا بھی انتخاب ہوا ہوتا تو  
 موجودہ حالت سے زیادہ مقبول ہوتا۔

# موازنہ ذوق وغالب

ذوق اور غالب کے پایہ کے اساتذہ کا موازنہ ایک مشکل امر ہے کیونکہ رنگ و ونوں کا جداگانہ تفصیلی موازنہ کی نہ ہمت نہ وقت میں وسعت۔ صرف چند باتیں جو دونوں میں نمایاں ہیں ان کو مختصر طور پر درج کرتا ہوں۔

## قصائد

دونوں استادوں کے قصائد کا مقابلہ کرنے سے قصیدہ گوئی میں ذوق کو ترجیح دینا پڑتی ہے۔ قدرت کلام کثرت قوافی و بلند خیالی ذوق کا مرتبہ جھٹاتے ہیں حقیقت میں ذوق کے پایہ کا قصیدہ کہنے والا اردو زبان میں اب تک کوئی شاعر نہیں گزرا۔ مرزا رفیع سودا پر بھی ترجیح دینا چاہی نہیں۔ مومن خاں کا رتبہ بھی قصیدہ گوئی میں ذوق سے کم تھا۔ دیگر ہم عصر شعرا تو کسی طرح بھی ہم پایہ نہیں ہو سکتے! فہوس ہے کہ ذوق کے قصائد میں سے صرف چند قصائد جو وہیں لیکن جو کچھ ہیں وہ ان کی شاعری کے اعلیٰ درجہ کو دکھاتے ہیں۔ اکثر قصائد موقوف ہیں خود وہ قصیدہ گوں پر خاقانی ہند کا خطاب عطا ہوا تھا کم از کم صرف تین شعرا باقی ہیں۔ مطلع یہ ہے:

جب نہ سلطان واسد مہر فاکھر کن آب و ایول ہوے نشوونماے گلشن

غالب کے قصائد میں نسبتاً وہ خوبیاں نہیں پائی جاتیں جو ذوق کے قصائد میں ہیں۔ صرف بلاغت اور ترکیب الفاظ ہی پر انحصار نہیں بلکہ نازک خیالی میں بھی ذوق کے قصائد نمایاں جاتے ہیں۔ کھٹے شیریں میں قصائد ہی نے ذوق کو مسلمہ الثبوت استا و بنایا۔ اتفاق سے ان دونوں استادوں کے ایک ہی بحر و ردیف و قافیہ کے کوئی دو قصیدے موجود نہیں جن کا پورا طور پر مقابلہ کیا جاسکے۔ صرف دو قصائد ہم ردیف و قافیہ ہیں اور غالب کا ایک فقط ذوق

ایک قصیدہ سے ملتا ہے لیکن یہ تین قصائد ذوق کے بہترین قصائد میں سے نہیں۔ ذوق کا مطلع ہے

قلم جو صفحہ کا تذبذب ہووے نکتہ نگار تو اپنے نقش مٹا دیں جاں کے جادو نگار  
اس قافیہ میں غالب نے ایک زبردست قصیدہ تحریر کیا ہے مطلع ہے  
سازیک فرہ نہیں فیض جن سے بیکار سایہ لالہ جیدل آسودہ لکے بہار  
اور ایک قطعہ بھی ہے

اے شہنشاہ آسماں اور نگ اسے بہاندار آفتاب آثار

ذوق کا مطلع ہے

تازبان دوہریں فلسفی کا یہ کلام ہے ذرا فلاک لگام نفی خرق والنتیام  
اس خیال کے ادا کرنے کے لیے کہ محمد شاہ اکبر کا رتبہ عالی ہمیشہ فروں ہو جب تک کہ دنیا  
کی زیر پا چیزیں قائم رہیں۔ لا جواب تمثیلیں یکجا کی ہیں۔  
اس قافیہ میں غالب کا مطلع ہے۔

ہاں مہ نو سنیں ہم اس کا نام جس کو تو جھکے کر رہا ہے سلام  
قصیدہ خوب ہے لیکن ذوق کے ہم قافیہ قصیدہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ذوق کا مشہور قصیدہ ہے

لانا نیرنگ ہے رنگے چرخ محفل واہ گہرا ہے کچھ اس خم میں عجب رنگ نیل  
اس بحر قافیہ میں غالب کا مشہور قطعہ ہے

اے شہنشاہ فلک منظر ہے مثل و نظیر اے جاندار کر مٹیوہ و بے شبہ و عدیل  
مقابلہ سے ذوق کی قدرت کلام کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

**مثنوی**

ذوق کی مثنوی نامہ جانسوز و موجود ہے لیکن بالکل ناتمام منجملہ زاید یا نقص اشعار کے صرف

سہ اشعار باقی ہیں اگر مکمل ہو جو وہ ہوتی تو شاید میر تقی میر کی مثنویات کا جواب ہوتی طرز ہی

ہو۔ چاہتیے نام اسی کا اے خامہ زینت نامہ زیب سرنامہ  
غالب کی کسی مثنوی کا پتہ نہیں چلتا ہو۔ البتہ انہ کی صفت میں جو اشعار ہیں وہ مثنوی کے  
طرز پر ہیں۔ اور ذوق کی مثنوی کے ہم بحر ہیں۔

ہاں دل برد مند زمرہ ساز کیوں نہ کھولے درخیزہ راز  
لیکن میر کا انداز یا سادہ ہیں نہیں۔

سہرا

غالب کے سہرے کے جواب میں ذوق نے اسی بحر و ردیف و قافیہ میں ہر جیتہ سہرا تحریر  
کیا جو بلاشبہ غالب کے سہرے سے نمبر لے گیا۔ غالب کی طبع آزمائی کے بعد پھر انھیں  
قافیوں کو باندھنا اور بڑھا دینا کمال تھا۔

غالب کا مقطع تھا

ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرف اندیش  
ذوق کا مقطع یہ ہوا۔

جن کو دعویٰ ہنغن کا پہ نادوان کو دیکھو اس طرح سے لکھے ہیں سخنور سہرا  
غالب نے جو اس سہرے کی شان کا اعتراف کیا اور وہ مشہور قطعہ لکھ کر حضور میں بھیجا  
جس کا ایک شعر ہو

استاد شہتے ہو مجھے پرغاش کا خیال یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے

## قطعات

غالب کے قطعات قصیدہ نما ہیں اور قصیدہ کی طرز میں ہیں۔ اس لحاظ سے ذوق کے چھوٹے  
قطعات سے مقابلتہ بلند تر ہیں۔ غالب کے تین قطعات کا ذکر اوپر آچکا ہو ایک اور قطعہ

چکنی ڈلی کی تعریف میں خوب لکھا ہے۔ دیگر قطعات غالب کے ذوق کے قطعات سے  
 عملگی میں کچھ زیادہ نہیں بلکہ شاعرانہ معیار سے ہم پلہ ہیں۔ نمونہ کے لیے دو دو قطعات درج  
 کیئے جاتے ہیں۔

غالب۔ افطار صوم کی کچھ اگر دستگاہ ہو	اُس شخص کو ضرور ہی روزہ رکھا ہے
جن پاس۔ روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو	روزہ اگر نہ کھائے تو ناچا کیا کرے
دیگر۔ سہل تھا سہل لے سخت مشکل آپری	مجھ پر کیا کرے گی اتنے روزہ حاضر نہ ہو
تین دن سہل سے پہلے تین دن مشکل کے بعد	تین سہل تین تیر میں۔ یہ بک دن ہو
ذوق۔ میں نے کہا کہ پوسہ تھیں دوادست میں	لاسکنا اپنا منہ نہیں چاہ ذوق کے پاس
ہنسکر کہا کہ جاتا ہے پیاسا کنویر آپ	یا جاتا ہے کنواں کسی تشنہ دہن کے پاس
دیگر۔ تو بھلا ہے تو برا ہے نہیں سکتا ذوق	ہو برا وہ ہی کچھ کہہ کو برا جانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو سوچ کہتا ہے	کیوں برا کہنے سے تو اس کو برا مانتا ہے

بڑے قطعات میں غالب کا پر جوش قطعہ حقیقتاً لا جواب ہے۔

اے تازہ وادان ببا طہا وِل زہنار۔ اگر تھیں ہوس لائے نوش ہے  
 اسی طور پر شب ہجر کے بیان میں ذوق کا یہ درد قطعہ اپنا مثل نہیں رکھتا۔  
 کہوں کیا ذوق احوال شب ہجر کہ تھی اک اک گھڑی سو سو مہینے

## رباعیات

دونوں استادوں کی رباعیات مساوی درجہ کی ہیں لیکن انیس کی رباعیات کے مقابل  
 نہیں۔ ملاحظہ ہوں رباعیات جن کے آخر مصرعے ذیل میں درج ہیں۔

غالب سو سو سو گند ہو گیا ہے غالب	ذوق	اب پیر ہوا۔ پیر خرابات ہوا
گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل		اب جائیں گے اور وں کو ملا جائیں گے

غالب ہی صفر کہ افزایش اعداد کرے ذوق جانا تو یہ جانا کہ نہ جانا کچھ بھی

## غزلیات

اگر مجموعی حالت پر لحاظ کیا جائے تو بلاشبہ غالب کی غزلیات بمقابلہ غزلیات ذوق اعلیٰ ہیں لیکن اس قدر تفاوت ہرگز نہیں ہو جتنا کہ عموماً تصور کیا جاتا ہے۔ غالب کے کلام میں ترکیب فارسی منتخب مضامین اور پیچیدہ نیالات بھرے ہوئے ہیں۔ فلسفہ غالب کا حصہ ہے لیکن مشکل ترکیبوں کی وجہ سے اشعار عام فہم نہیں ہیں۔ دیر تک غور کیے بغیر اکثر اشعار سمجھ میں نہیں آتے لیکن جب سمجھ میں آگئے تو بلند پروازی خیال ظاہر کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ شاعروں میں غالب کی غزلوں کو وہ مقبولیت نہ حاصل ہو سکی جو ذوق کو تھی یا مومن خاں کو ملی جو پھبتی حکیم آغا خان عیش نے غالب کے ادق کلام پر ایک مشاعرہ میں کہی تھی وہ غیر فوہوں نہ تھی فرمایا تھا۔

اگر اپنا کہا تم آپ ہی سمجھے تو کیا سمجھے      فرما کہنے کا جب ہوا کہنے اور دوسرے سمجھے  
کلام میر سمجھے اور زبان میر نہ سمجھے      مگر ان کا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا سمجھے  
اکثر دوستوں نے بار بار کہا کہ میں کہیں کہ کچھ آسان اشعار کہیں جس کا اشارہ غالب نے اس  
قطعہ میں کیا ہے

مشکل ہے نہیں کلام میر اذ دل      سُن سُن کے اسے سخنورانِ کامل  
آسان کہنے کی کرتے ہیں فزائش      گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل  
لیکن غالب پر فراہیت اور فلسفہ کا اتنا اثر تھا کہ اپنے طرز کے شعر کہنے پر مجبور تھے۔ کلام میں  
آمد تھی نہ کہ آورد اس لیے اپنے طرز کو بدل دینا ان کی فطرت کے خلاف تھا اور امکان سے  
باہر اس امر کا غالب نے خود اعتراف کیا ہے

نہ ستائش کی تمنا نہ صلہ کی پروا      گر نہیں ہیں میر شادیں معنی نہ سہی

برخلاف اس کے ذوق کی زبان روزمرہ کے محاوروں سے ملو گی۔ الفاظ فارسی و عربی کا استعمال  
 کثیر ہے لیکن ترکیب فارسی مقابلہ کم ہے۔ زیادہ تر اشعار بذات خود مکمل ہیں۔ کوئی لفظ محذوف  
 نہیں ہے جو الفاظ شعر میں ہیں۔ یہ اس شعر کے پورے مضمون کو ادا کرنے کے لیے کافی ہیں۔  
 ذوق کی غزل کو شعر میں تبدیل کرنا نہایت آسان ہے۔ زیادہ الفاظ بڑھانے کی ضرورت نہو گی  
 لیکن غالب کے اشعار میں تصور کو زیادہ دخل ہے۔ الفاظ خیالات کی طرف توجہ دلاتے ہیں  
 بس خیالات ذہن میں پیدا ہو گئے تو پڑھنے والا ان الفاظ کو بھول جاتا ہے لیکن حقیقت میں  
 ان خیالات کو ادا کرنے کے لیے کافی الفاظ اشعار میں موجود نہیں ہیں صرف بلند خیالی کا  
 نطق اس کمی کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اس کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب یہ کوشش کی جائے  
 کہ غالب کی ایک غزل کو شعر میں تبدیل کریں۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ مزید الفاظ بڑھانے  
 کی کس قدر ضرورت ہے۔

ادھر ذکر آچکا ہے کہ علاوہ برتری کلام ایک سبب زیادہ مقبولیت کا یہ بھی تھا کہ غالب کا  
 منتخب کلام شائع ہوا جو اشعار دیوان میں شائع کیے گئے وہ چمید تھے ایک یہ وجہ بھی ہوتی کہ  
 غالب نے بحرقافیہ و ردیف کے انتخاب میں کچھ احتیاط کی۔ زیادہ تر بحر میں ایسی رکھیں جو پڑھنے  
 میں بھلی معلوم ہوں۔ اور گانے میں اچھی تخت زمین یا غیر معمولی ردیف و قافیہ سے غائبے  
 حتی الامکان پرہیز کیا۔ مثلاً خ۔ و۔ س۔ جن۔ ط۔ ظ۔ ق۔ کی ردیفوں میں غالب کی کسی غزل  
 کا پتہ نہیں چلتا۔ مگر ذوق نے نگل خ زینوں اور شکل ردیفوں میں ہمیشہ طبع آزمائی کی اور  
 اور اپنی قادر الکلامی دکھلائی۔ بحر و قافیہ کے انتخاب میں احتیاط نہ کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ لفظ  
 فن شعری غزلیات غالب کی نازک خیالی مضمون بندی کو نہ پہنچ سکیں۔ غالب نے  
 سخت زمین میں اپنے اعلیٰ چانے کی غزل کہنے کی دشواری کو ضرور محسوس کیا ہو گا اور اسی وجہ  
 سے معمولی اشعار کہنے کی بجائے دیوان میں اکثر ردیفوں کو متروک کرنا پسند کیا۔ اور ذیل کے طنز آمیز  
 شعر کی پروا نہ کی۔



ڈیڑھ جز پر بھی تو ہر مطلع وقطع غائب غالب سان نہیں صاحبِ لیاں ہونا  
 بہتر طریقہ موازنہ کا یہ ہے کہ ایک ہی طرح کی غزلیں ساتھ ساتھ پڑھی جائیں اور پھر ذوق کی  
 پختگی کلامِ صحتِ زبان سلاستِ بیان اور فصاحت کا مقابلہ غالب کی مصنوعِ ہندی۔ نام کی ہر  
 نازک خیالی اور بلاغت سے کیا جائے۔ ہر طرح کی غزلوں کا مقابلہ کرنا ایک۔ طویل امر ہو گا۔  
 صرف ایک طرح کے اشعار ایک دوسرے کے مقابل تحریر کیے جاتے ہیں۔ اور نتیجہ صرف  
 پڑھنے والے کی رائے پر چھوڑی جاتی ہے۔ ہر شخص اشعار پڑھ کر اپنے لیے آپ فیضیہ کرے۔  
 تلاش سے ایک طرح کے چھٹے اشعار دونوں استادوں کے دیوانوں میں مل سکے وہ سب  
 جمع کیے گئے ہیں جس استاد کی غزل میں اشعار کم ہیں وہ کل نقل کر دیئے ہیں اور اسی تعداد کے  
 اشعار دوسرے استاد کی غزل سے منتخب کر لیے گئے ہیں۔ مقابلہ ملاحظہ ہوں۔

(۱) ذوق کے دیوان کی پہلی غزل حمد میں ہے اور اسی طرح میں دوسری غزل شاعرانہ نالائق  
 میں ہے۔ دونوں غزلوں میں ۴ اشعار ہیں جن میں سے اس انتخاب میں ۱۱ اشعار درج  
 کیے گئے ہیں۔ اس طرح میں غالب کے ۱۱ اشعار ہیں جن میں سے صرف ۲ اشعار  
 مروجہ کلام میں ہیں۔ اس لیے ہر دو استاد کے دو دو اشعار نقل کیے جاتے ہیں۔

ذوق ہو احمد خدا میں دل جو مشرفِ قم میرا      الف الح کا سا بن گیا گویا قلم میرا  
 صراطِ عشق پر از بس کہ ہو ثابتِ قم میرا      دغم شیر قاتل پر بھی خوں جانا ہو جم میرا  
 غالب نہ ہو گا کیناں مانگی سے ذوق کم میرا      حبابِ موبہ رفتار ہو نقشِ قدم میرا  
 محبت تھی جسے لیکل بیسے کاغذی ہو      کہ مون بوئے گل سے اک میں آ ہو دم میرا

(۲) ذوق کے ۱۱ اشعار میں سے ۱۱ اشعار انتخاب میں درج ہیں جن میں سے دو اشعار نقل کیے  
 جاتے ہیں کیونکہ غالب کے گیارہ اشعار میں سے صرف دو اشعار مروجہ ہیں جو درج  
 ہیں۔

ذوق ہو جل ٹھا سمعِ منط تارِ گِج جاں میرا      آہ روشن نہوا کلبہ احزاں میرا

ذوق۔ دھیان میں آئینہ رخ کے گئی جان نکل  
 رہ گیا ہائے کلام دیدہ حیراں میرا  
 غالب۔ سر نہ مفت فطریوں مری قیامت یہی  
 کہ رہے چشم خریدار پر احساں میرا  
 رخصت نہ لے مجھے دے کہ مبادا ظالم  
 تیرے چہرے سے ہونا سر غم بہاں میرا  
 (۳) غالب کے بارہ اشعار مروج دیوان میں ہیں لیکن اس طرح میں ذوق کا صرف ایک  
 شعر دستیاب ہوا ہے۔

ذوق۔ لگا ہوا تیر دل پر آہ کس کفر کی ترکاں کا  
 نشان سو فار کا معلوم ہوا نہ پیکار کا  
 غالب۔ خموشی میں نہاں غول گشتہ لاکھوں آنو میں ہیں  
 چراغ مرده ہوں میں بوزاں گویہ غیب کا  
 (۴) غالب کے دیوان کی مشہور پہلی غزل میں دس اشعار تھے جن میں سے ۵ مروج ہیں۔  
 افسوس ہے کہ اس طرح میں ذوق کے صرف ایک شعر کا پتہ چلتا ہے۔

ذوق۔ دل کہاں جن گماں ہو غنچہ تصویر کا  
 ہر کوئی سینہ میں غول آلودہ پکایں تیر کا  
 غالب۔ جذبے اختیار شوق دیکھا چاہیے  
 سیدہ شمشیر سے۔ باہر ہو۔ دشمن شمشیر کا  
 (۵) دونوں استادوں کے صرف ایک ایک ہی شعر کا پتہ چلتا ہے۔

ذوق۔ بیمارِ عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج  
 کہ اے طبیب تو ہی کہ بھر تیرا کیا علاج  
 غالب۔ لو ہم مریضِ عشق کے تیمار دار ہیں  
 اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج

(۶) غالب کے صرف چار اشعار ہیں اور چاروں مروج ہیں۔ ذوق کے ۳۳ اشعار میں سے  
 دس اشعار انتخاب میں مروج ہیں۔

ذوق۔ ہم اپنے جذبہ دل کے آئینہ دیکھتے ہیں  
 وہ پہلے بزمِ نین بکھیل کھڑے دیکھتے ہیں  
 ہر اُن کی چشم کی گردش پر گشتِ عالم  
 جہرِ جوان کی نظر سب کھڑے دیکھتے ہیں  
 عشق کے قتلے نہیں دیکھتے ہیں سُن پر  
 ستارے دھوپ میں ہو پکڑ دیکھتے ہیں  
 جہاں کے آئینہ سے دل کا آئینہ ہو جدا  
 اس آئینہ میں ہم آئینہ گر کو دیکھتے ہیں  
 غالب۔ یہ ہم جو چہرے دیوار و در کو دیکھتے ہیں  
 کبھی صبا کو۔ کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں

وہ آئیں گھر میں ہے۔ خدائی قدرت ہے  
 کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں  
 نظر لگے نہ کہیں۔ اس کے دست باز کو  
 یہ لوگ کیوں میسے زخم جگر کو دیکھتے ہیں  
 ترے جاہر طرقت کلمہ کو کیا دیکھیں  
 ہم ادب طالع لعل و گمر کو دیکھتے ہیں  
 (۱۷) ذوق کے صرف تین اشعار موجود ہیں۔ غالب کی دو غزلوں میں ۲۴ اشعار ہیں جو  
 کل مروج ہیں۔

### ذوق۔

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن۔ اضطراب میں  
 واں ایک آنکاشی تری سب کے جام میں  
 خطہ دیکھ کر وہ آئے بہت پیچ و تاب میں  
 کیا جانے لگے یا نہیں کیا اضطراب میں  
 بے بادہ غورگی میں ہو ذوق چوں موثر  
 کی تو بے وقوف نے ناحق شباب میں  
 غالب۔

قاصد کے آئے آتے خطا لک رکھ رکھیں  
 میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں  
 غالب چٹی شراب پر اب بھی کبھی کبھی  
 پیتا ہوں۔ رہ نہ ابر و شب ماہتاب میں  
 اصل شہود و شاہد و مشہود۔ ایک ہر  
 حیران ہوں۔ پھر مشاہدہ ہو کر حیران ہوں  
 (۱۸) غالب کے آٹھ اشعار میں سے صرف دو شعر رائج ہیں۔ ذوق کا صرف ایک شعر  
 ملتا ہے۔

### ذوق۔

مے نالوں سے چپ ہیں مرغ خوش الحان ملنے میں  
 صد اطوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں  
 غالب۔

دل نازک پُر اس کے ہم آتا ہو مجھے غالب  
 نگر سرگرم اس کا فر کو اُلفت آزلے میں  
 (۱۹) غالب کے تیرہ اشعار میں سے نو اشعار مشہور ہیں۔ ذوق کے صرف ایک شعر کا  
 پتا ہے۔

## ذوق

اسیری عشق کو منظور تھی میرے لڑکپن میں بہانہ کر کے عزت کا پہنایا طوق گردن میں غالب۔

اسد زبانی تاثیر الفت لے خباثتوں نغمہ دست نوازش ہو گیا ہی طوق گردن میں غالب کے بارہ اشعار کل مروجہ ہیں۔ ذوق کے صرف تین اشعار معلوم ہیں۔

## ذوق

میراں کس لاغوی ہوا جس تہ سے جیسے تن کو جسب کیا ہی جو جھٹکے طوق گردن چشم سوزن کو زیادہ ہوتا ہو چہن میں شہرہ نفس امارہ کمن زام و شہرت بھینچ لاتی ہو عدم سے بھی غالب۔

نفس میں ہیں۔ گر چہ بھی نہ جانیں میںے شیون کو مراد ہونا یا کیا ہو نوا سنجان گلشن کو نہیں اگر جہ نہی آسان ہو۔ یہ شک کیا کہ جو نہ دی ہوتی خدایا۔ آرزو سے دوست شمع کو شہادت تھی عری قسمتیں عری تھی یہ جو مجھ کو جہاں تلوار کو دیکھا جھکا دیتا تھا گردن کو (۱) ذوق کے بیس اشعار میں سے آٹھ اشعار انتخاب میں دست ہیں۔ جن میں سے پانچ نکل سکے جاتے ہیں۔ غالب کے صرف پانچ اشعار ہیں جو زبان زد عام ہیں۔

## ذوق

الہی چشم کے چشمہ کو اتنا آب تو دے کہ سر پہ چرخ بھی دکھلائی جو نصاب تو دے کھلے ہو ناز سے گلشن میں غنچہ زر گس ذرا دکھا اسے تو چشمہ نچو آب تو دے دیر قبول ہو دربان نہ بند کر دربار دعاے خیر ذرا ہوئے مستجاب تو دے صبا! گو لبے کشنگون زلف کی خاک کہ بعد مرگ بھی معلوم ہیج و تاب تو دے زبانِ خنجر قاتل نے کیا کہا تجھ سے دل شہید تو چپ کیوں ہو پھر جو تپنے سے

## غالب

وہ آکے خواب میں تسکین نظر آئے دے  
کے ہر قتل لگاؤ میں تیرا و دینا  
نہ دے جو بوسہ تو نہیں کہیں علی قوی  
پیارا لگہ نہیں دیتا نہ دے شراب قوی  
کہا جو اس نے ذرا نیسے پانچو بوسے  
(۲) غالب کے دس اشعار ہیں اور کل مروجہ ہیں۔ ذوق کے صرف سات اشعار ہیں۔

## ذوق

سرور وقت فرح اپنا اس کے زیر پائے ہو  
خصلت سے زباناں لبوں پر کھائے ہو  
واہ و اشور محبت غیب ہی چھو کا ناک  
دم کی ہوس میں کر وضعت یہ گفت گو  
بس م سوز دلوں بھر جائے دل اور بگر  
بلجے استغنا کہ وہ یاں آئے آئے گئے  
نزع میں بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہو نظا

## غالب

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ شک آجائے ہو  
ہاتھ دھو دل سے یہی گئی گزشتہ میں ہو  
غیر کو یارب۔ وہ کیونکر منع گستاخی کرے  
شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جائے  
کہہ ہو طرز تغافل۔ پردہ دار راز عشق  
میں اسے دیکھوں؟ بھلا اک مجھے دیکھا جائے ہو  
آہگینہ تنہا صہبہ سے چھلکا جائے ہو  
گر حیا بھی اس کو آتی ہو۔ تو شرابا جائے ہو  
دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہو  
پر ہم ایسے کھوئے جاتے ہیں کہ وہ پا جائے ہو

اس کی بزمِ آرمیاں سن کر۔ دل بچو ریاں  
 سایہ میرا مجھ سے مثل دو دجھا گے ہوا سدا  
 مثل نقشِ دھماکے غیر۔ بیٹھا بائے ہو  
 پاس مجھ آتشِ بجاں کے کس سے ٹھیر جائے ہو  
 (۱۳۱) غالب کے چودہ اشعار ہیں اور کل مروجہ ہیں۔ ان میں سے پانچ اشعار نقل حسین خاں کی  
 دج میں ہیں جو نقل نہیں کیے جاتے ہیں۔ ذوق کے اس طرح میں ۲۱ اشعار ہیں جن میں  
 سے ۱۰ اشعار انتخاب میں دج ہیں۔

### ذوق

ثبات کب ہو زمانہ کے عوضاں کے لیے  
 جو سنگِ کعبہ کے بوئیں جگمبہ جو شیخ  
 کہ ساتھ اوج کے پستی ہو آسمان کے لیے  
 تو پوسے ہم نے بھی اس سنگِ آستان کے لیے  
 نگاہِ نازنے کی دیر ورنہ میں تیار  
 الہی کام میں ہو کیا صنم نے چھو کیا  
 امید ہو گئی ہم سایہ ورنہ خانہ یاس  
 چلیں ہیں یہ کو مدت میں خانقاہ سے ہم  
 وبالِ دوش ہو اس نا توں کو سرلیکن  
 اشارہ چشم کا تیرے پکا کئے قاتل  
 بنایا ذوق جو انسان کے لئے جزوِ ضعیف  
 کہ ساتھ اوج کے پستی ہو آسمان کے لیے  
 تو پوسے ہم نے بھی اس سنگِ آستان کے لیے  
 بول کہتے بیٹھا ہو مرگن گماں کے لیے  
 کہ ہاتھ رکھتے ہیں کانوں پر سب ان کے لیے  
 بہشت تھا یہیں رہم جاوداں کے لیے  
 شکست تو پر لے اصنافِ میناں کے لیے  
 لگا رکھا ہوتا ہے خجروستاں کے لیے  
 ہوا سب نہ مری مرگ ان گماں کے لیے  
 تو اس ضعیف سے کل کام وہاں کے لیے

### غالب

نویا میں ہو۔ بیدار دوست جان کے لیے  
 بلا سے گر خڑہ یار تشنہِ نگوں ہو  
 وہ زندہ ہم ہم ہیں۔ کہیں وشناس خلقِ انجمن  
 رہا بلایا میں بھی میں بتلائے آفتِ شک  
 فلکشاں و رکھ اس سے مجھے کہیں ہی نہیں  
 رہے نہ طرہِ ستم کوئی آسمان کے لیے  
 رکھوں کچھ اپنی بھی مژگانِ خوںِ فشاں کے لیے  
 نہ مژم کہ چور بنے عمر جاوداں کے لیے  
 بلائے جاں ہو ادائیری اک جہاں کے لیے  
 دراز دسنی قاتل کے امتحاں کے لیے

مثال یہ مری کوشش کی ہو کہ مرغ اسیر  
 گدبھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت کے  
 بعد شوق نہیں طرف تنگنائے غول  
 ادائے خاص سے غالب ہوا ہو نکمہ سرا  
 کرے نفس میں فراہم خس شیاں کے لیے  
 اٹھا اور اٹھ کے قدم میں نے پاس کے لیے  
 کچھ اور چاہیے وسعت کمرے میاں کے لیے  
 صبا کے عام ہر یار ان مکہ وال کے لیے  
 (۱۴) غالب کے گیارہ اشعار میں سے صرف تین اشعار مردود ہیں۔ ذوق کے  
 چار اشعار کا پتہ ہو تین تین اشعار نقل کیے جاتے ہیں۔

ذوق۔

مار کر تیر ہو وہ دلبر جانی مانگے  
 ناک سے قشتہ دیدار کے بنو جو اٹھے  
 دل مرا دوسرے پہ پیغام نہیں جو ہمدم  
 کس دہم سے نہ کوئی دیکھ نہائی مانگے  
 تو زبان اپنی نکالے ہوئے پانی مانگے  
 یار لینا ہو تو لے اپنی زبان سے مانگے

غالب۔

نفس باز بہت طراز بدعوش قیاس  
 تو وہ بدخو کہ غیر کو تماشا جانے  
 وہ تپ عشق تماہی کہ پھر سوریش  
 بے طاؤس ہے خامہ مانی مانگے  
 غم وہ افسانہ کہ آتش بیانی مانگے  
 شعلہ تاب نعل جگر رشید وانی مانگے  
 ان اشعار کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں پڑھ کر آپ کس آستانہ کے کلام کو ترجیح دیتے  
 ہیں ؟

محمد سلیمان

الہ آباد۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ردیف الف

الف الحمد کا سا بن گیا گو یستلم میرا  
الٹ جلتے بوقت نزع جب نیند میں میرا  
کہ روشن ہو گیا دل مثل قندیل حرم میرا  
چراغ راہ ہو اگر اکرام اصحاب کرم میرا  
کہ ہی دیر نجف ہو کر چمکتا دُریم میرا  
غم آل نبی سے دانہ ہر اشک غم میرا

ہوا چند ایس دل جو مصروف قلم میرا  
ہے نام محمد لب بہ یاربائل آخر  
حبیب الہیت مصطفیٰ کی نور برحق ہو  
دکھائی مجھ کو راہ شریع اصحاب پیر نے  
کیس شاہ نجف کے عشق میں لیرا دوبا تھا  
رہے گا دانہ افشاں مزع انجوش میں

شہ بغداد کا خط علامی فوق رقمنا ہوں

نیکوں دل اس خط بغداد سے ہو جام جم میرا

کہ آیا پا بنحوں آغشته ہو کر لب دم میرا  
دم شمشیر قاتل پر بھی خوں جاتا ہو جم میرا  
نہیں ہو کوئی گلچیں غیر مقراض ستم میرا  
کہ ورت بار ہو دیکھو سحاب رنج و غم میرا  
کہ ہو ایک کوچہ دم جاوہ دشت عدم میرا  
لب ہر زخم پر ہو جوں لب شمشیر دم میرا  
عدو کی سرکشی سے رتبہ کب ہوتا ہو کم میرا

ہوا یہ سینہ کیسے خار دار دشت غم میرا  
صراط عشق پر از بسکہ ہو ثابت قدم میرا  
وہ ہوں میں تنہیں گل تازہ نخل شمع الفت کا  
رواں ریگ اداں ہو جائے آب انک مرگاں سے  
وہ ہوں میں آہوئے جوشیہ میدہ دام ہستی سے  
کہوں میں سو بہن سے حرف قطع آنف سے دل  
نہ ہو بے و قر ترک سجدہ ابلیس سے آدم



<p>مری صورت کے معنی ہیں نفخت فیہ من رومی          وہ ۷۰ میں ہر نور و شوق میرے ساتھ جاتا ہے</p>	<p>حدوث بے ثبات اثبات کرتا ہے قیام میرا          برنگ سایہ صغ ہوا نقش قدم میرا</p>
<p>تخیل نے مرے باندھا طلسم تازہ کیفیت          نہ کیوں ہو کا سہرہ ذوق شائے جم میرا</p>	
<p>شوق نظارہ ہے جبے اس سرخ پر نور کا ۳          گلیکھوں مضمون اپنے نال پر شور کا          نزع میں بھی بھیان تھا اس نرگس مخمور کا          واپس طلسمت میں اپنی دل کب ہو نور کا          دل کا یہ احوال ہو تم سے تھے اس مست ناز          تفتہ دل وہ ہوں کہ اگر دل غم سوزاں مے          حق تو یوں ہے یہ انانیت عجب غماز ہو          زخم میرا ہے وہ ایذا دوستوں رونے لگے          جھانکتے تھے وہ تیس جس روز دیوار سے          دفن ہو جس جا پکشتہ سرد سہری کا تری          عشق نے ڈالی تھی جب قہر محبت کی بنا          بل بے وحشت اب تک بھی شاخ آہو کی طرح          دیکھنا زہر آب پیکان محبت کا اثر</p>	<p>ہو مرا مرغ نظر پروان شمع طور کا          لوں حسریہ خامہ سے میں کام باگ صحر کا          مجھ کو شربت میں مزا آیا مئے انگور کا          مہر اک نعل سا ہے سو بھی چراغ دور کا          جیسے مڑھایا ہوا دانا کوئی انگور کا          اڑ گیا مہم کے پھاہے سے اثر کا فور کا          قصہ ہو پختا زبان دار پر منصور کا          منہ سے گرجاں کے سُن پائے نام انگور کا          دانے قیمت ہو اسی روزن میں گھر زبور کا          بیشتر ہوتا ہے پیدا داں شجر کا فور کا          لکھ دیا تھا کوہ کن بھی نام اک مزدور کا          بیج کھاتا ہے دھواں میری چلنے گو رک کا          چشم افنی بن گیا روزن ہر اک ناسور کا</p>
<p>۱۔ یہ غزل اس زمانہ میں کہی گئی تھی جب شاہ نصیر مروج نے ذوق کے کلام کی کجنگی کے درجہ پر پہنچا ہوا دیکھ کر ان کی          غزلوں میں صلاح دینا بند کر دی تھی اس طرح میں اس ناع کی غزل کہ جس کا مطلع یہ ہے</p>	<p>کیا غور میری سب سے سختی کے آگے نور کا پُماہ ہو اک خال رخسارہ شب بد بخور کا          جب یہ غزل نئی دلی میں پہنچی تو شاہ نصیر نے ذوق سے فرمائش کی کہ وہ بھی اس طرح میں کہیں دینا چاہتا          رہے یہ غزل لکھ کر پیش کی ۱۲</p>

ذوق راہ عشق وہ کو چہ جس کی خاک میں  
ہو در تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا

لکھئے اُسے خط میں کہ ستم اٹھ نہیں سکتا  
بیمار ترا صورت تصویر نہالی  
آتی ہو صدائے جس ناقہ لیلے  
جوں دانہ روئیدہ تہ خاک ہمارا  
ہر داغ معاصی مرا اُس دامن تر سے  
اتنا ہوں تری تیغ کا شرمندہ احساں  
کیوں اتنا گراں بار ہو جزا و سفر بھی  
۴۔ پر ضعف سے ہاتھوں میں قلم اٹھ نہیں سکتا  
کیا اٹھ میرے تیر غم اٹھ نہیں سکتا  
پر حیف کہ مجنوں کا قدم اٹھ نہیں سکتا  
سر زیر گراں بار الم اٹھ نہیں سکتا  
جوں حرف سہر کا غم اٹھ نہیں سکتا  
سر میرا ترے سر کی قسم اٹھ نہیں سکتا  
ای راہ رو ملک عدم اٹھ نہیں سکتا

دُنیا کا زر و مال کیا جمع تو کیا ذوق  
کچھ فائدہ ہے دستِ کرم اٹھ نہیں سکتا

۵۔ نہ تجھے اٹکے دریا سے مری سوزن دل  
دل بیتاب کو ہم سینہ میں پھیرا نہ سکے  
پوچھیں گرجھ سے مئے عشق ہوئی کبے تیغ  
چشم غمور کا ہوں کس کی میں کشتہ یارب  
سر نہ چشم عزیزاں نہ بنایاں جو چرخ  
آیت سجدہ ہو حق میں مرے ہر جو ہر تیغ  
ایسے جلوں میں جلا تے ہیں مجھے میرے حبیب  
تو اگر آپ کو دیکھے تو مری آنکھ سے دیکھ  
۵۔ گر چہ دے شعلہ جوالہ کو گرداب بنا  
شعلہ غور دیکھتے ہی تجھ کو وہ سیما بنا  
کہوں جن دن سے فلک کا نہ زہر آب بنا  
کہ مری خاک سے بھی جام مئے ناب بنا  
کیا بنا خاک غبارِ دل اجاب بنا  
ہی خم تیغ فطرت کیبا خم محراب بنا  
میں ہوں اک شمع سپاہِ کھل اجاب بنا  
اپنا آئینہ مرادیدہ پیر آب بنا

جب کیا عشق کے دریائے تلامذہ ذوق  
تو کہیں موج بنا اور کہیں گرداب بنا

<p>۶ اگر پایا تو کھوج اپنا نہ پایا فرشتہ اس کا ہم پایہ نہ پایا تو ہم نے یاں نہ کچھ کھویا نہ پایا خدا جانے کہ پایا یا نہ پایا کہیں جس کا نشان پایا نہ پایا غبارِ راہ بھی عفت نہ پایا کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا گلوے کے سوا سایہ نہ پایا نکل جاتے مگر رستہ نہ پایا اثر پر صبر و طاقت کا نہ پایا دہن پایا لب گویا نہ پایا غرض خالی دل شیدا نہ پایا سنا جیسا اُسے ویسا نہ پایا</p>	<p>اُسے ہم نے بہت ڈھونڈا نہ پایا جس انساں کو سگ دینا نہ پایا مقدر رہی یہ گرسود و زریاں سے لحی میں بھی ترے مضطر نے آرام سراغِ عمر رفتہ ہاتھ کیا اُسے رہ گم نشکی میں ہم نے اپنا رہا ٹیڑھا مثالِ نیشِ کزوم ترے مجنوں کی تربت پر جنوں نے فلک کے گنبد بے در سے ہم قوم چرخِ دلِ لیکر دل میں ڈھونڈا یہی ہر دم ہو زخمِ دل کو رونا کبھی تو اور کبھی تیرا ہر غم وہ بولے دیکھ کر تصویرِ یوسف</p>
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

نظیر اس کا کہاں عالم میں عروق

کہیں ایسا نہ پائے گا نہ پایا

<p>۷ جس طرح پانی کو یوں کی تہ میں تارا ہو گیا کوہ کے چشموں کا ہر آنسو شرارا ہو گیا میں نے جانا ماہ تاباں پارہ پارہ ہو گیا</p>	<p>یوں تن خالی میں دل روشن ہمارا ہو گیا میرے نالوں سے جو پانی سنگِ خارا ہو گیا وانت یوں چمکے ہنسی میں ات اس پارہ کے</p>
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

۱۔ یہ غزل مستلحہ میں ہر زمانہ میں جبکہ حافظ علی شاہ اد رنگ آبادی کے شنائے کے لئے جو نثار علی شاہ کے نام مشہور تھے اور جو دہلی کے تیس ہزاری باغ میں مقیم تھے کہی گئی تھی یہ تیس ہزاری باغ شاہی الماک میں داخل تھا وہیں زیب النساء بنت شاہجہان کی قبر تھی اب یہ باغ باقی نہ رہا کا نشان ہوا البتہ اُسٹا دوزوق کے دماغ سے نکلے ہوئے یہ جواہرِ ریزہ اب تک یادگار رہیں۔

<p>ہر حجاب بھر کی کھل جانے گی تار اسی آنکھ ایک دم بھی ہم کو جینا بھر میں تھا نا گوار ہر مقام زندگی زیر دم شمشیر مرگ چشم مست یار میں آخر ہوئی سرخی عیاں</p>	<p>عکس افکن گر رخ روشن تمہارا ہو گیا پرا امید وصل پر برسوں گوارا ہو گیا ہو گیا جس طرح کوئی دم گزارا ہو گیا لو ہارا خون پہناں آشکارا ہو گیا</p>
<p>ذوق اس بحر فنا میں کشتی عمر رواں جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کنا ما ہو گیا</p>	
<p>۸ میں ہجریں مرنے کے قرین ہی چکا تھا اب جان پہ آفت ہو جو آئے ہو دوبارہ کیا ہوتا جو سمجھاتے اسے جا کے مرنے دست</p>	<p>تم وقت پہ آہو بچے نہیں ہی چکا تھا اک بار تو غارت لڑیں جو ہی چکا تھا دشمن کا سخن دہن نشیں ہو ہی چکا تھا</p>
<p>جو کچھ کہہ ہوا ہم سے وہ کس طرح نہ ہوتا حکم انہی ذوق پو پو ہی چکا تھا</p>	
<p>۹ محفل میں شورِ قتل مینائے مل ہوا دریائے غم سے میرے گزرنے کے واسطے پروانہ بھی تھا گرم پیش پر کھلا ناز جن کی نظر چڑھا ترا رُخسارِ آفتیں بندہ نوازیں تو یہ دیکھو کہ آدمی</p>	<p>۵ لاساقیا پیالہ کہ تو بہ کا قتل ہوا تیغ خمیدہ یار کی لوسہ نے کاٹل ہوا بیل کی تنگ حوصلگی تھی کہ غل ہوا ان کا چراغ گور نہ تاحشر گل ہوا جز وضعیف محرم اسرار گل ہوا</p>
<p>اس بن باہمن میں بھی فیضِ فخر اُٹھ ماخن سے تیز تر مجھے ہر برگ گل ہوا</p>	
<p>۱۰ اس پیش کا ہر مزا دل ہی کو حاصل ہوتا آسمانِ دروِ محبت کے جو قابل ہوتا ذبح ہونے کا مزہ جانا گر صیدِ حرم</p>	<p>کاش میں عشق میں سرتا قدم دل ہوتا تو کسی سوختہ کا بلبلہ دل ہوتا آپ گردن پہ چھری پھیر کے بسل ہوتا</p>

<p>گر یہ نجات ہی ہونا تھا نصیبوں میں مے          آنا کیوں مصر میں کنعاں سے نکل کر یوسف          موت نے کر دیا ناچار و گرنہ انساں          آپ آئینہ ہستی میں ہی تو اپنا حریف</p>	<p>زلف ہوتا ترے رخسار پہ یا تل ہوتا          جذبہ شوق زلیخا جو نہ کا مل ہوتا          ہی وہ خود ہیں کہ خدا کا بھی قابل ہوتا          ورنہ یاں کون تھا جو تیرے مقابل ہونا</p>
<p>ہوتی گر عقدہ کشائی نہ یہ اندک کے ہاتھ          ذوق حل کیونکہ مرا عقدہ شکل ہوتا</p>	
<p>۱۱ جو رنگ رنج و ماتم کا یہاں نمود ہوتا          کسی رنج کش کو دیتا تو کچھ اس کو سود ہوتا          تیری نرم ہیں تو جلتا کہ تجھے بھی پوہنچتی          جو نہ یہ امیر و اشد نہ ہو دل گرفتہ غنیمت          لبہ زلزل اس کا کیونکر دوبار حریف اٹھائے          یہ جہالت چنار روزہ جو نہ سہرا ہوتی          جو حد کسی کو تجھ پر ہو تو ہی تیری خوبی          تہ خاک ہونا ظاہر جو سلگنا اپنے دل کا          تے و کی جبہ سالی الا شاک اپنے کرتے</p>	<p>تو زمیں نہ زرد ہوتی نہ فلک کہود ہوتا          دل سخت کاش کا فخر جہاں ہو د ہوتا          جو پوہن تھا دل کو جلنا تو بلا سے عود ہوتا          کہ قبول تنگ رہنا نہیں بے کشود ہونا          کہ جو صدر مہ تبسم سے بھی ہو کہود ہوتا          تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا          کہ جو تو نہ خوب ہوا تو وہ کیوں سود ہوتا          تو شرار سنگ تر بستہ ہیں بھی اپنے دود ہوتا          س قطرہ قطرہ پر اک اثر سجد ہوتا</p>
<p>کوئی زہر نوش مجھ سے نہیں پہنچا ذوق ورنہ          شجر زقوم دوزخ میں بھی خستہ دہوتا</p>	
<p>۱۲ اجل آئی نہ شب ہجر میں اور تو نے فلک          آنکھ سے آنکھ ہو لڑتی مجھے دہرہ دل کا          عشق کے ہاتھ سے ذوق میں بجا ڈر فدا          کیسے بچکر عشق جفا پیشہ نے شمشیر جفا</p>	<p>بے اجل ہم کو تمنا ہے اجل میں مارا          کہیں یہ جائے نہ اس جنگ اجل میں مارا          اس کو گردشت میں تو اس کو اجل میں مارا          پہلے اک ہاتھ مجھی پر تھا اندلیر مارا</p>

<p>کون سُنتا ہو تری زلف میں دل کی فریاد عُوس کی شب بھی مری گور پڑ پھول نلائے</p>	<p>کہ مسلمان کو ہوکہ فرکے عمل میں مارا پتھر اک گنبدِ تربت کے کنول میں مارا</p>
<p>نہ ہوا پر نہ ہوا امیر کا اندازِ نصیب ذوقِ یاروں نے بہت تو غل میں مارا</p>	
<p>جینا ہمیں اصلاً نظر اپنا نہیں آتا ۱۳ نہ کو تری بزم میں کس کا نہیں آتا کیا جانے اُسے وہمِ کز کیا تیری فتنے ایا ہر دم آنکھوں میں دھڑکتا ہے کس دم نہیں گشتِ حرا و مہینہ میں غم ہم رو نہ پناہ میں تو دیا جی ہائیں ہستی سے زیادہ ہی کچھ ارمِ ہم میں غافل ہو بہارِ چینِ عمر جو رانی ساتھ اُن کے ہوں میں سایہ کی مانند کون دُنیا ہو وہ مہیا و کسبِ ام میں سک جو کوچہِ قاتل میں گیا پھر وہ نہ آیا</p>	<p>کہ آج بھی وہ رنگِ سچا نہیں آتا پر ذکرِ ہمارا نہیں آتا نہیں آتا جو خواب میں بھی ات کو تھا نہیں آتا پر لبِ کچھ حرفِ تمنا نہیں آتا کس دقتِ مرا نہ کو کچھ نہیں آتا شبنم کی طرح سے ہمیں فنا نہیں آتا جو جانا ہو یاں سے وہ دوبارہ نہیں آتا کہ سیر کہ موسم یہ دوبارہ نہیں آتا اس پر جی جواہروں کہ پناہ نہیں آتا آجائے ہیں لیکن کوئی دانا نہیں آتا کیا جانے مزہ کیا ہو کجینا نہیں آتا</p>
<p>قسمت ہی سے لاپارہوں کو ذوقِ و گرنہ سب فن میں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا</p>	
<p>ساتھ آہ کے شبِ دل سے وہ پچیاں نکل آیا ۱۴ تنگ آکے جو دم تن سے نکل جائے تو جانو ہاتھ آئے نہ قسمت کے، سو اگو ہر مقصد و راست آہ میں ہیں سینہ سے اک شعلہ سا چمکا</p>	<p>تھا کام تو مشکل مگر آساں نکل آیا زنداں سے کوئی قیدی زنداں گں آیا دریا سے تھی خجستہ مراں نکل آیا میں سے تویرِ رانا دلِ سوزاں نکل آیا</p>

جب کھودا کنواں گنج شیداں نکل آیا	ہر کوچہ قاتل میں شہادت کا ذمہ
دل رکھ کے کہیں ذوق کا ہم بھول گئے تھے تھا گم وہ کئی دن سے مگر یاں نکل آیا	
وہ کانہ سہ ساری خدائی کا جھوٹا کہ دعوے کیا تھا صفائی کا جھوٹا پیشوہ تری ہے وفائی کا جھوٹا ترے در پر نیکر اگدائی کا جھوٹا سو دعوے ہو پار سائی کا جھوٹا	ہر اک سے جو قول آشنائی کا جھوٹا نیکوں میرے دانتوں سے جھوٹا ہوتی بنانا ہو آئین الفت میں کھلو مجھے نعمتِ خلد ہووے چو پاؤں کے طاق ابرو میں سے حضرتِ شل
خدا جانے ہو ذوق جھوٹا کہ سچا نہیں ہووے آشنائی کا جھوٹا	
اکرتی طواف تھی ترے مجنوں کے ڈھیر کا بے دیر جلد آ کہ نہیں وقت دیر کا	مجنوں کی روح دشت میں مانند گرد باد دم آچکا لبوں پہ ہو آنکھوں میں انتظار
زیبا ہو ذوق خرقہ درویش مرد کو برقع کبھی نہ پائے گا نامرد شیر کا	
سن لیجو کہ عیش کا ایوان بہ گیا سینہ سے تیرے تیر کا پریشان بہ گیا کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا بیچارہ مشیتِ خاک تھا انسان بہ گیا نالہ سا ایک سوئے بیابان بہ گیا جس دم بہا کے لے گیا طوفان بہ گیا پر آب وہ پانی کہتے ہیں ملتان بہ گیا	دیرائے اشک چشم سے جس آن بہ گیا بل بے گدازِ عشق کفوں ہو کتل کے ساتھ زاہد شراب پینے سے کافر ہو ہیں کہیں ہو موجِ بحرِ عشق وہ طوفان کہ الحفیظ یہ روئے چھوٹ چھوٹ پادوں کے ابلے کشتی سوار عمر ہیں بحرِ فنا میں ہم تھا ذوق پہلے دلی میں پنجاب کا حسن

<p>سرد عاشق ہو گیا اُس غیرت شناس کا          ہر نفس سے شوہر اک گلشنِ تاک فریاد کا          کچھ گداغ عشق میں ہوتا اثر تو دیکھتے          سرد موجِ آب جو سے پائے دہلیز ہے          باد کرتا ہو مجھی کو پہلے وقتِ قتلِ عالم          میں ہوں چکر میں لگی حسن سے دُنیا کی ہوا          سہرے کشتہ کا دیکھ گمانہ ہرگز روئے خاک          سلسلہ میں لفظ و معنی کے نہ آیا دل کبھی</p>	<p>۱۰ غل مچایا قمریوں نے ہو مبارکباد کا          خوب طوطی بولتا ہواں دنوں صباؤ کا          کوہ کے چشموں سے ہوتا خونِ دالِ غم باد کا          دیکھ لو آزاد کو یہ حال ہے آزاد کا          کیوں نہ میں کشتہ ہوں و قاتل تمی اس یاد کا          حال میرا ہو بعینہ آسیا سے باد کا          لے اڑے گا شوقِ پاؤں سے جاؤ کا          ابجد عالم میں گویا تھا الف آزاد کا</p>
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

ذوقِ حیراں ہو بہت فکر کشاد کا رہیں  
 باغی مشقِ کشاد یہ وقتِ سب سے آزاد کا

<p>۱۱ مے سینہ سے تیرا تیر سب اے جنگجو نکلا          مرا گھر تیرا منزل گاہ ہو ایسے کہاں طال          مئے عشرت کا تھا خنجر افناک پر دھوکا          ترے آتے ہی آتے کام آخر ہو گیا میرا          کہیں تجھ کو نہ پایا اگرچہ ہم نے اک جہاں ہوندا          کھسے سب ناخن تدبیر اور ٹوٹی ہر زونک</p>	<p>دہانِ زخم سے خوں ہو کے حرفِ آہ نکلا          خدا جانے کدھر کا چاند آج ایسا رہ نکلا          کہ تھا لہریز غم اس غم کدہ سے جو سب کو نکلا          رہی حسرت کہ دم میرا نہ تیرے رہ رہ نکلا          پھر آخر دل ہی میں دیکھا نفل ہی میں تو نکلا          مگر تھا دل میں جو کاشا نہ وہ ہرگز کبھو نکلا</p>
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اُسے عیار پایا یا رنجھے ذوقِ ہم جس کو  
 جسیاں دوست اپنا ہم نے جانا وہ غدا نکلا

۲۰ ایلنی کے شوقِ چل میں مجنوں کو دیکھنا  
 کیا کیا ہے راہِ ناتواں محل میں لوٹنا

بے آب تیغِ ماہی بے آب کی طرح  
 اس ذوقِ دلِ چیدہ محل میں لوٹنا



<p>گلشن میں رنگت گئی ہی پھول آفتاب کا جلتا نہیں ہی برق سے دامنِ سحاب کا اور ہر ورق نقش ہی حکمِ آفتاب کا اُڑنا مگر حال ہی مرغِ کباب کا دریا میں ہر حباب ہو شیشہ گلاب کا</p>	<p>۲۱ عالم ہی زندگی میں زمانہ شباب کا جلوہ ہو کیونکہ خاک پہ تابِ عتاب کا صدیاں دل ہی گھنٹہ عشق ہو گیا ہو دل جلوں کے واسطے یلہ بر تو خوب چمکے اگر عرق گلِ رخسار سے ترے</p>
<p>ہوتا ہو دل جلوں سے کہیں فوق ضبطِ آہ موجِ دغاں سے ضبطِ نہو پیچ و تاب کا</p>	
<p>چلتی گاڑی میں دیا عشق نے روڑا اٹکا کب تک اٹکا ہے تم نگلیں میں تھوڑا اٹکا کبھی میدانِ فنا میں نہ یہ گھوڑا اٹکا</p>	<p>۲۲ نالہ جب دل سے چلا سینہ میں پھوڑا اٹکا جلد آ وعدہ دیدار پہ ای وعدہ خلاف تو سن عمر رواں ہر نفس اُڑتا ہی ما</p>
<p>۲۳ کامِ جنت میں ہی کیا ہم سے گہنگاروں کا خرمنِ گل کی جگہ ڈھیر ہوا نگاروں کا ہو سکا جب نہ مدا و ترے بیاڑوں کا گر تماشا انھیں منظور ہو قواروں کا تو کھٹا رہتا ہی منہ کس لیے سو فاروں کا جیلخانہ ہے محبت کے گرفتاروں کا جاں نثاری ہی اگر شیوہ نمکخواروں کا</p>	<p>ہم ہیں اور سایہ ترے کوچہ کی دیواروں کا اتنا تو شور و فغاں ہو کہ چمن میں بلبل چرخ پر بیٹھ رہے جان بچا کر سے ہوں رگِیں طلق بریدہ کی ہمارے خونبا او سنگر جو ترے تیر نہیں تشنہ انوں کیوں نہ ہر تار میں دل ہو دیں گرفتار کنہ لغت دینے جاں بوسہ لبِ نمکیں پر ہم بھی</p>
<p>بے سیاہی نہ چلا کامِ قلم کا ایو ووق روسیا ہی سرو ساماں ہی سیاہی کا روں کا</p>	
<p>۱۷۰ پہ نخل اور اس کے بعد کی دو غزلیں بھی حسنِ سیاحت کی ہیں یہ تینوں غزلیں ہر سیاحت کی یادگار ہیں ملاحظہ فرمائیے</p>	

<p>نالہ اس شور سے کیوں میرا دہائی دینا دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دینا دے دعا وادی پر خار جنوں کو ہر گام لاکھ دینا فلک آزار گوارا تھے مگر روشن اشک گرا دینگے نظر سے اک دن میں وہ ہوں صید کہ پھر دم میں پھنستا جا کر کون گھرایا نہ کے آتا اگر وہ دل میں ساغر موی بھی ترے کشتہ انداز کو یار منہ سے بس کرتے نہ ہر گز یہ خار کے بندے</p>	<p>۲۴ ای فلک گر تجھ اونچا نہ سنانی دینا آسمان آنکھ کے تل میں ہو دکھائی دینا وادی تیری ہے اسے آبلہ پائی دینا ایک تیرا نہ مجھے درد جدائی دینا ہر آن آنکھوں سے یہی مجھ کو دکھائی دینا گر نفس سے مجھے صیاد رہائی دینا خاک ساری سے نہ جا رو بہ صفائی دینا بوسہ لب نہیں بے چشم نمائی دینا گر انھیں آکے خدا ساری خدائی دینا</p>
<p>دیکھ کر دیکھتا ہو ذوق کہ وہ پردہ نشیں دیدہ روزن دل سے ہو دکھائی دینا</p>	
<p>۲۵ جھوٹ ہی جانو کلام اس ہزن ایمان کا جو دل پر آرزو سے نکلا نالہ عشق میں بن گیا جوشِ محبت سے ہلے سینہ میں جو فرشتے کرتے ہیں کرسکتا ہوا انسان بھی یہ تپ غم کی ہوشمت اس تپے بیمار کو اے اہل تکلیف مست کر گیا کرے گی آن کر ہو سکے آلودہ دامن پاک ماں کس طرح</p>	<p>ہن کہ جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا ایک پتلا تھا سراپا حسرتِ ارمان کا ماہی دریا سے خوں جو ہر تپے پہچان کا پرفرشتوں سے نہ ہو جو کام ہوا انسان کا یوم راحت بھی ہو حق میں اس دن بحران کا ہو چکا پہلے ہی کشتہ میں کسی کی آن کا لے زلیخا چھوڑو امن یوسف کنعان کا</p>
<p>دیکھنا اسے ذوق پہنکے آج پھر لاکھوں کے خون وہ جاتا ہو لب لعلیں پہ لاکھا پان کا</p>	
<p>۲۶ کسی بکس کو لے بیدار کر مارا تو کیا مارا جو آپ ہی مر رہا ہوا اس کو گمراہ تو کیا</p>	

اگر پیارے کو اسے اکسیر گراما تو کیا مارا  
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا  
الہی پھر جو دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا  
کسی نے تمہارے بے خبر مارا تو کیا مارا  
جو غوطہ آب میں تونے گہرا مارا تو کیا مارا  
اگر تیشہ سر کسار پر مارا تو کیا مارا  
اگر لاکھوں برس سے یہ مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہوا کسیر بن جاتا  
نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دیکر  
تفنگ تیر تو ہار نہ تھا کچھ پاس قاتل کے  
ہمنسی کے ساتھ یاں دنا ہو مثل قاتل مینا  
مرے آنسو ہمیشہ ہیں نگ لعل غرقِ غول  
دل سنگین خسرو پر بھی ضرب ہو کو کہن سپنے  
کیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرے نہیں

دل بدخواہ میں تھا مارا نایا چشم بد میں  
فلک پر ذوق تیر آہ گراما تو کیا مارا

ہنستا رہے چپ ران بھی مجھے مزار کا  
چشمک ہے برق کی کہ بستم شہر کا  
پردہ جو درمیاں نہ ہو دل کے غبار کا  
آنکھوں میں آکے ٹھیرا جو دم انتظار کا  
کھٹکا نہیں نکاح کو مڑگاں کے خار کا  
مکتوب شوق اڑ کے ترے ہتھیرا کا  
کرتی ہو قصد ٹٹی کی او جھل سسکا ر کا  
تا جانے وہ یہ خطا ہو کسی ناکسار کا  
گو یا کہ اک ستارہ ہو سیرج ہمارا کا

۲۰ میں وہ شہید ہوں لب خدا ان یار کا  
ہنگامہ گرم ہستی ناپاؤں دار کا  
ہو راز دل نہ یار سے پوشیدہ یار کا  
آنا ہو گرتو آؤ کہ سینہ سے چل کے اب  
ہو پاک امنوں کو خلشگر سے کیا خط  
پو پو بچکا تیرے پاس کبوتر سے پیشتر  
ہو دل کی داؤ گھات میں مڑگاں سے چشم پار  
قاصد لکھوں لفاظہ کو خط غبار سے  
اس روئے تابناک پہ قطرہ عرق

ای ذوق ہوش گریہ تو دنیا سے دو بھاگ  
اس میکدہ میں کام نہیں ہو شیاد کا

کسی کے رخ پہ ہو جی جو چشم ہند و زاد ۲۰ تو اس کو گھیرے ہیں مڑگان بال کے کیسا

<p>نمو و خال کی دیکھو تو زیرِ ابرو سے یار ہماری فیش پہ تہنگ مہ کیوں ہوا سے قال</p>	<p>ستارہ نکلا ہو نیچے ہلال کے کیسا اٹھا ہو قصہ یہ بعدِ انفضال کے کیسا</p>
<p>ہزار دم ہیں اُسے یاد تو نے دیکھا ذوق گیا وہ غیر کے گھر تجھ کو ٹال کے کیسا</p>	
<p>نالہ کہتا ہو کہ تاجِ رخ زحل جاؤں گا ۲۹ دل سے کہتا ہوں کہ تو ساتھ نہ لیجا مجھ کو دیر سے میں بھی اگر جاؤں گا تو جائے کتاب دل یہ کہتا ہو مجھے روزِ سنہ سے نہال سرِ عمروں سے فلکِ ال نہ پالا کہ بنِ آگ اُن سے شکِ سفت مجھ کو اگر نہ اٹھا ترجمہ و رہ یہ نہیں دیر میں جاؤں گا قیس و فریاد کو ہٹاؤں گا کچھ عشق کی راہ گر پیرِ آگ میں ہوا نہ دم گرمی شوق کہنا پیرا بہن گل ہے یہ نزاکت سے نسیم سُنتے ہوا زاہد و ناصح جو میں سمجھتے مجھے میں وہ مشتاقِ شہادت ہوں کہ مسخینے کو</p>	<p>بلکہ میں توڑ کے اس کو بھی نکل جاؤں گا جا کے میں واں تے قابو سے نکل جاؤں گا شیشہ بادہ لیئے زیرِ بغل جاؤں گا ورنہ نوں ہوں کے میں آنکھوں سے نکل جاؤں گا نخلِ سرِ رازدہ کی طرح سے جل جاؤں گا دل نہیں میں کہ سنبھالے سے سنبھل جاؤں گا کچھ میں دچھ تو نہیں ہوں کہ چل جاؤں گا بیکے میں گر طرفِ مشت و جبل جاؤں گا سمجھا اتنا بھی نہ کمبخت کہ جل جاؤں گا باتھ مجھ کو نہ لگانا کہ نکل جاؤں گا کیا بدل دیوینگے یہ اور میں بدل جاؤں گا پائے کو بار یہ شمشیر اجل جاؤں گا</p>
<p>جنشِ برگِ صفتِ بانیِ جہاں میں ذوق کچھ نہ ہاتھ آئے گا تو ہاتھ تول جاؤں گا</p>	
<p>اس سے تو اور آگ وہ بید ہو گیا سینہ میں ہوا ہوس کے بھی تھا آبلہ مگر مجنوں بھی دشتِ گرد تھا مانندِ گردِ باد</p>	<p>اب آہِ آفتیش سے بھی دل سر ہو گیا نشر کا نام سُنتے ہی منہ زرد ہو گیا جب خاک اُڑائی ہم نے تو وہ گد ہو گیا</p>

آخر پڑ پڑ کے یو ہیں سرد ہو گیا	اس صید تیر غم وہ کو تہ نے کیا نہ ذبح
پیر مغال کے پاس وہ داہن جس کے ذوق	نامرد مرد مرد مرد مرد ہو گیا
نکلا چراغ داغ دل اپنا بچھا ہوا ایک نیم ہر نہ ہر میں گویا بچھا ہوا لو پھر بھڑک اٹھا یہ مستیلہ بچھا ہوا یوں جل اٹھے گا جیسے کہ کولا بچھا ہوا	۳۱ کھٹے تھے آفتاب قیامت جسے سودا چشم غنیمت سے نیم نگہ گیرے واسطے پھر دل میں آہ سرد ہوئی میرے شعلہ در جل کر اگر بچھا بھی دل خستہ مرا
ہم آپ بل بچھے مگر دل کی آگ کو سینہ میں ہم نے ذوق نہ پایا بچھا ہوا	
ہی اپنا اپنا مفت رہا نصیب جدا بے ہو کیونکہ گلستاں سے غنیمت جدا رؤف در میں ہو حکمت طیب جدا کہ فوج سے نہیں رہتا کبھی نقیب جدا الہی ہونہ وطن سے کوئی غریب جدا نہ کر سکا مرے دل سے غم حبیب جدا	۳۲ جہاں ہوں یا رہے ہم اور نہ ہوں قییب جدا تری گلی سے نکلتے ہی اپنا دم نکلا تمہارا دردِ جدائی نہ ہو جا مجھ سے ہجومِ اشک کے ہمراہ کیوں نہ ہونا فراقِ خلد سے گندم ہر سینہ چاکا بتک کیا حبیب کو مجھ سے جدا فلک نے لگا
کہیں جدائی کا کس کس کی بیچ ہم اور ذوق کہ ہمیں دے دے ہیں ہم سب سے غریب جدا	
ور نہ ایمان گیا ہی تھا خدا نے رکھا	شکر پروہی میں اس بت کو حیا نے رکھا
<p>۳۳ یہ غزل سب سے آخری غزل ہے جو میان شاہ و گل آبادی کی محبت میں لکھی گئی اور ان کو سنائی گئی انھوں نے اس غزل کو          سننا خوش ہوئے اور بچے لگے پھر مقلد آئے استاد ذوق فرمایا کرتے تھے کہ کاش یہ غزل میں ان کو نہ سنا تا جس کی - دیت جدا          حق جو شاہ صاحب سے ۱۸۳۳ء میں جانی کا سبب ہوئی ۱۸۳۳ء کے قریب کا کلام ہے          ۳۴ یہ غزل ۱۸۳۳ء میں شاہ و گل آبادی کی فرمائش سے تیس ہزاری داغ میں کہی تھی</p>	

بارے تعویذ تو نقش کفٹ پانے رکھا  
استخوان کو مرے منہ پر نہ ہمارے رکھا  
ایک تنکا بھی نہ تھا با و صبا نے رکھا  
پا بزرخیر تری زلف دو تانے رکھا  
دستہ نرگس کا نہیں میرے سر ہانے رکھا  
خوب و عجب کے میں اُسے تار بٹانے رکھا  
گھر میں جہان جسے اہل سخا نے رکھا  
لیکنا کام اُسے آبِ بقا نے رکھا

تھانہ پامال رہ عشق کی تربت کا نشان  
لٹکا می کا رہا بسد فنا بھی یہ اثر  
اشیاں بلغ میں ڈھونڈا جو قفس سے جا  
دل چو دیوانہ نہ تھا میرا تو پھر کیوں اس کو  
آنکھیں دیدار طلب سے آئی ہیں نکل  
ناتواں ہیں نہ تن زار مراد کچھ سکا  
نہ رکھی خوبی و رشتی سے نص آئینہ وار  
نثر بہت مرگ سے محروم نہ رہتا کبھی نثر

بے نشان پتے فنا ہے جو جو ہو کچھ کو بٹھا  
ورنہ ہر کس کا نشانِ وقت فنا نے رکھا

اس کے قابو پر چڑھا تو یہی نادان چڑھا  
واہ کیا خوب ہی سونا میر قرآن چڑھا  
وہیان پر میرا نہ مطلب کسی عنوان چڑھا  
اگر ویش چہم نے پیروی ہو غضبان چڑھا

عشق کے ڈھب پہ نہ کوئی بجز انسان چڑھا  
مصحفِ رخ پہ ترے رنگ سہرا تیرا  
دیکھو قسمت کا لکھا اُس نے پڑھا خط سوا  
سنگِ سرمہ میں سیہ تاب تھی وہ تیغ نگاہ

حضرت عشق کی درگاہ میں آکر احوالِ فوق  
دل و دیں دیتے ہیں سب کبر و مسلمان چڑھا

ننگ سیے دل میں کیا کیا چٹکیاں لینے لگا  
بید مجنوں دیکھ کر انگڑائیاں لینے لگا  
مجھ سے کیس دن کے بدلے آسماں لینے لگا  
یہ بلائیں کس کی باغ اوی باغباں لینے لگا  
وہ قدم تیرے بس اوی میر مٹاں لینے لگا

تیر چٹکی میں لیا اُس نے پتے جانِ عو  
نام میرا سن کے جنوں کو جما ہی آگئی  
مجھ کو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جو ہر محشر  
ہو، غنوں کا چھٹا انگلیوں کی سی چٹک  
جس نے کی اس میکہ میں بیتِ بیت ہو

<p>اپنے پوسے آپ وہ غنچہ وہاں لینے لگا یوں تراہما رہے جو ہچکیاں لینے لگا</p>	<p>سے کے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنی ہمار موت اس کو یاد کرتی ہو خال جلتے لگا</p>
<p>راست کو اردو حق سے نوکری کا خیال تن پہ ہر سوسے مرے کارسناں لینے لگا</p>	
<p>۴۰ اردو دل مجروح لے تو غسل کر اچھا ہوا ہو گیا مجنوں جو کاٹنا سوکھ کر اچھا ہوا ہو گئی مضمون میں دشت شمع ہر اچھا ہوا زخم پر قسمت سے میری کاگر اچھا ہوا واہ واجد ب محبت کا اثر اچھا ہوا ابتو دا من بھی ہوا لو ہو سے ترا چھا ہوا تو ہی اچھا ہے تجھے معلوم کر اچھا ہوا</p>	<p>پہنچا آب تیغ قاتل تابہ اچھا ہوا اُسے گادشت میں لیے اتنے ناف کے کام بندھ گیا اُس موکر کا جبکہ مضمون مکر ہاتھ تو اوچھا پڑا تھا یار کی شمیر کا کچ گیا میری طرف سے اور بھی دلبر کا دل قتل کرتا ہو ترا بسل سے یہ کہنا کہ لو ہو بُرا تو ہی اگر آیا نظر تجھ کو بُرا</p>
<p>ذوق کے مرنے کی سن کر پہلے تو کچھ رگے پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر "اچھا ہوا"</p>	
<p>۴۱ وہن اس کا عدم ہی اور عدم میں مکتہ کیا گلو تک میرے اور زخم گلو کے تالاب آیا کہ اب تک فوج کرنے کا نہیں قاتل ڈھب آیا جو پیشانی میں تھا لکھا ہوا وہ میش سب آیا بھرا یا منہ میں خوں گرگ تسمیر برب آیا مگر یہ پنج ہو کیوں پنج ان کو بے سب آیا مگر رونا بھی چوری سے بعد از نیم شب آیا بلا یا کس نے اس کو جب یہ آیا بے طلب آیا</p>	<p>عجب حیرت میں بن جبے نظر وہ خال لب آیا نویلاے تشنہ کامی بارے آب خنجر قاتل آل کیجو ذوق طہیدن - دیکھے کیا ہو نوشتہ سے ہوا ایک حرف بھی ہرگز نہ بیشو کم بنگ غنچہ غنیمت دل نہسے کیا اس گستاخ میں وہ آئیں یا نہ آئیں میں نہیں نجدہ دل رن ترے دُرسے نہ آیا پاس کوئی نیم جانوں کے میں اپنے ذوق کے قرباں کہ تھی میں محبت کی</p>

<p>مے طالع میں جو کیا کام اڑ کر دیں ستارے کا نفس ہے جاوہ عمر رواں جس طرح سے گزے جسے کہتے ہیں بحر عشق اُس کے دو لکنا ہیں تراہر مویں مژگان ل کو انگشت اشارت ہو ملے اکیر کر اس کشتِ خوں سے بین لوں ہر گز نیکترین امن الیاس گروا بسا بلا میں ہم سہراہ قنایں ہوں مہیا ہو سفر لیکن لہر رحمت سے اُس کی کشتیوں کے سفر و گز</p>	<p>چمک جانا ہو کافی آتش ل کے ٹہرے کا یہاں پوچھے اوا کی گمراہ کیا رستہ گزے کا ازل نام اس کنا سے کا بید نام اُس کنا سے کا سمجھنے والا مجھ سا چاہیے ہر اس اشارے کا مے مذہب میں کہ نا ہو کشتہ کرنا پارے کا کہ بدتر ڈوب کر مرنے سے ہی جینا سہلے کا ہر رنگ اشکِ خنک کان منتظر ہوں کہ اشارے کا چھڑک کر ہم نے بیجا نفع پر سو داغ سائے کا</p>
<p>فقط تارِ نفس کا ذوق خطِ جاوہ کافی ہو پسے عمر رواں کیا چاہیے رستہ گزے کا</p>	<p>فقط تارِ نفس کا ذوق خطِ جاوہ کافی ہو پسے عمر رواں کیا چاہیے رستہ گزے کا</p>
<p>۳۹ نہ ہو اُن سے بہاں در و جدائی کرتا خاک آئینہ سے ہو نام سکندر روشن سین گوئی شہنشاہِ باغ بہاں میں غافل سو زو دل کوں کھجائے کہ نہیں چشمِ ملوک بچے رہیے تو نفس ہے بیکارم کی جا</p>	<p>۳۹ کام قاصد کا ہے یہ سیر ہوائی کرتا روشنی دیکھتا گردل کی صفائی کرتا ورنہ ہر برگ ہوا میں نغمہ سرائی کرتا ہر چہ خوںِ حسیگر کا رروائی کرتا پر بڑے چین ہیں شوقِ رہائی کرتا</p>
<p>ذوق اُس لپٹ کا پیر کا جو ہو وصف نگار اشکِ خونی سے ہو کاغذ کو خانی کرتا</p>	<p>ذوق اُس لپٹ کا پیر کا جو ہو وصف نگار اشکِ خونی سے ہو کاغذ کو خانی کرتا</p>
<p>۴۰ نہ کرنا بھلا کر نہ تو بھلا سدا ہوا ہوتا ابھی تھنڈا بھلا کیو نہ کہ نہ سببِ قہقہہ جاں ہوتا عزاداری میں ہر کس کی چیخ مانتی جاتا نہ ہوتی ل میں کاوش کسی کی نوٹے گا ل</p>	<p>۴۰ کہ نیچے آسمان کے لگ نیا اور کسمان ہوتا کوئی دم شمع مردہ میں بھی جواقی نہ ہوا ہوتا کہ جیپٹک کی صہت ہو خطِ کھلشاں ہوتا تو کیوں حق میں مے ہر مے تن مثل سنان ہوتا</p>



<p>اگر جی کھول کر میں تنگنا سے دہریں دتا      اگر نا کر نہ ہونا وہی خوشنہ میں اور بچوں      ترسے تو نہیں بلکہ کی خاک پر ہونا اگر سبز      اگر کاو سنل کی قاتل کے بوقت میں چھ ظاہر تھی</p>	<p>تو مجھے اکشاں میں بھی فلک کے خوں دان آتا      تو گنبد ہم سے سرشتوں کو تربت کہا تھا      تو شامی مونس تر کاروں میں تپتے ہم خوں دان آتا      کہ خبر تھا مری گردن پر کک کر دانا آتا</p>
<p>ذکر تصنیف میں یہ نواغذوق لکھتے ہیں      کٹورے کی طرح گھڑیاں کے فوق آسمان ہوتا</p>	
<p>آنکھیں مری تلوہ کی ہو کر جائے تو اچھا      جو چشم کہ ہے غم ہو وہ ہو کہ تو بہتر      بیار محبت نے لیا تیرے سنبھالا      ہو تجھ سے عیادت جو نہ بیار کی اپنے      او کہ یہ نہ رکھتے تین خشک کو غرق آب      تاثیر محبت تو عجب حُب کا عمل ہے      فرقت سے تری تار نفس سینہ میں میرے      ہاں کچھ تو ہو حاصل نثر نخل محبت</p>	<p>یہ حسرت پا بوس نکل جائے تو اچھا      جو دل کہ ہو بے دل غو دل جائے تو اچھا      لیکن وہ سنبھالے سے سنبھال جائے تو اچھا      لینے کو خبر اس کی اجڑ جائے تو اچھا      لکڑی کی طرح پانی میں گل جائے تو اچھا      لیکن یہ عمل یار یہ چل جائے تو اچھا      کاٹنا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا      یہ سینہ پھپھو لوں سے پھل جائے تو اچھا</p>
<p>ہر قطع رہ عشق میں اور ذوق ادب شرط      یاں شمع مٹا سر ہی کے بل جائے تو اچھا</p>	
<p>کہے ہر خبر قاتل سے یہ گلو میرا      مجھے وہ پردہ نشیں ہانٹنے کب آنے      نہ پہنچا گردن جاناں تک لے رٹوٹ کے ہاں      مقام و جد میں آئی ابھی بالاکب عرش      عجب نہیں ہر مری سوزش محبت سے</p>	<p>کی جو مجھ سے کرے تو پیے لومیرا      جو ذکر آنے نہ دے اپنے روبرو میرا      پڑا گلے میں مرے دست آرزو میرا      جو میکہ میں نہیں شور مائے و ہو میرا      کہ تار شمع ہو ہر ایک تار مو میرا</p>

<p>برنگِ آئینہ چشم پر آب سے میری کروں میں کیا کہ گر میانِ صبح کی مانند</p>	<p>گر اندھ اشک - کیا پاس آبر و میرا نہیں ہر چاکِ جگر قابل - تو میرا</p>
<p>نظر جو آتا ہر آب تک فلک کا رنگ سیاہ اڑا تھا سایہِ بخت سیہ کبھو میرا</p>	
<p>۴۴ نہ ہو آبِ تہادت سے گلو تر نہ ہوا دل کے میں خاک ہوا تو بھی بادِ اضطراب بے چرخ اس کو نہ رکھ دیا الم سے اور عشق کب صبا آئی ترے کوچے سے ایسا کہ میں خونِ رگھائے گلو لاشہ بے سر سے مے عشق یہ معجزہ کیا ہے کہ اس کشتہ کے</p>	<p>مستعد جب وہ ہوا ہائے تو حیرت نہ ہوا یہ وہ سیلاب ہو کشتہ نہ چھا پر نہ ہوا خانہ دل کوئی ویرانہ ہوا گھر نہ ہوا جو حجاب لب جو جامد سے باہر نہ ہوا آکے کب عیش پہ قرار نہ سے ہمشیر ۴۵ مومے سر حلق سے پیدا ہوئے نہ زہر نہ ہوا</p>
<p>ذوقِ بیما محبت ہو خدا خیر کرے کیہ آزار ہوا جس کو وہ جاں بر نہ ہوا</p>	
<p>۴۶ جان کے دل میں سدا صیغے کا رماں ہی ہا پستہ قندی ہو کام غیر میں وہ لعل لب بندہ سکا ہم سے مضمون لڑ بان تنگ جاہل منکر نہ آئے راہ پر منحرف بھی کب لباسِ دنیوی میں چھتے ہیں کوٹن پیچیر آدمیت اور شر ہو علم ہے کچھ اور چیز آبتوں ول اور پکیاں دونوں سینہ میں ہے سب کو دیکھا اس سے اور کون کچھ کچھ گاہ اگے زلفیں دین سی تھیں اور اب انھیں تری</p>	<p>دل کو بھی دیکھا ہے یہ بھی پریشاں ہی ہا پر مے حق میں قناسکے بردناں ہی ہا باتھ اپنا فکر میں زیر زخماں ہی رہا جہل سے جو جہل اپنے نام سلاں ہی رہا جامد فانوس میں بھی شعلہ عریاں ہی ہا کتنا طوطے کو پڑھا یا پروہ حیوان ہی ہا آخرش دل بر گیا غل ہو کے پکاں ہی ہا وہ رہا آنکھوں میں اڑا نکھوس پھارا ہی ہا ملکِ دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی ہا</p>

دین و ایمان ہو نہ تا جو ذوق کیا اس قس میں  
اب نہ کچھ دیں ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

۴۵  
تو غصا جوا و آیا برنگ قہر مسینا  
از اوں گئے ہوئیں اک کن میں جس حرج کو اس کے  
بلا ہوں مضطرب میں بھی کہ تجھے برقی پئے بکر  
تیرا سودہ محبت کے لیے چارہ نہیں ہی

سمجھ کر مودہ جاری ہے فنا کہ خضر تیرا  
اکفن مثل مراد ذوق ہم نے سمجھ لیا

۴۶  
بھرنے کیا کون سینہ میں اپنے آتش غم کا  
جہاں میں عرصہ عشرت کے سوا وہ چند ہو غم کا  
ترے عاشق کو ہی یوں خوشگوار آیت ہم بھر  
تسے رخسار کا پر تو پڑے گر عارض گل پر  
اگر آتش فرازوں کو حد ہو خاکساروں پر  
خطاں وہ وصل کی دولت کا ہی پیغام وہ حد

شبیہ ذوق سینہ میں ہی ہیں حسرتیں لاکھوں  
مری جاہ ہو گویا وہ ہو اک نئی ماتم کا

۴۷  
گل اس نگہ کے زخم سیدوں میں مل گیا  
گر بعد فخر چہرے سب دنیا جو افیر  
آن کو فین بیعت مست سب سے آج  
یہ بھی لہو لگا کے شیبہ یوں میں مل گیا  
لمبخت پاک ہو کے لمبیدوں میں مل گیا  
ہیر مٹاؤں کے میں بھی مریوں میں مل گیا

۴۸  
لے غول ہم پہ پہ پہ کی ان صہبوں کی یاد گار ہے جو تیس ہزاری لاف میں رہا کرتی تھیں

دھلا کے کھٹاس سے خاک پاک سیزدات	اُس باہوش کے سینہ بیدوں میں لگیا
حیرت جبین ذوق وہ تیرا جس سے	خاک گرہ شوق میں سب دہن میں لی گیا
بچہ کوں ہوئے تیرے تاح سے نہیں کتا کیا تیرے ہر دم سے وہی آئے ہیں اُن کے احسان کر کے دل میں صاف صافی دل فقر کی دولت سے واپس آئے ہے پڑھتا نہیں خط غیر مداں کسی عنوان	پر ہر جگہ دیکھ کر اُس کی نہیں کرتا اور دم مرا جانے میں تو تھکتا نہیں کرتا کچھ سوچتا ہے علم نصرت نہیں کرتا ونیکہ کہ نہ وہاں چاہیں تھکتا نہیں کرتا جس بات کے احسان میں تھکتا نہیں کرتا
ای ذوق تکلف میں ہے غایت سحر	اُس دم سے وہی جو تکلف نہیں کرتا
ہر کام پر گئے ہو وہ یہ ہو لکھ لکھ یا افنا دگاں کو بے سرو ساماں نہ جانو اعجازِ پیا سے تیرے عجب کیا کہ راہ میں فیض برہنہ پانی بخوں سے دھرت میں	ہر کام پر گئے ہو وہ یہ ہو لکھ لکھ یا دامانِ ناز ہوتا ہو روپوش نقش پا بول اُٹھے منہ سے ہر لب نہ مویش نقش پا ہر آبلہ بنے ہو تو ہر پوشش نقش پا
پاؤں در کنار کہ اپنی تو خاک بھی	پہنچی نہ ذوق اُس کے باغوش نقش پا
جل آتشِ غم تارِ گد جاں میرا سب سے دیکھ کر لب زخم تو بولا قاتل	۵۰ آہ روشن نہ ہوا کلبہِ اہزاں میرا آج تیرا ہے دہن اور نمکداں میرا
<p>۱۰ غزل اسبق کا نوٹ ملاحظہ ہو ۱۲</p> <p>۱۱ یہ غزل ذوق کی زندگی کے ایک یونانی واقعہ کو یاد دلاتی ہے اسی غزل پر انا کا استاد شاہ نصیر نے قطعِ تعلق ہوا تھا ۱۲</p> <p>۱۳ یہ غزل اور جزا سے نمبر ۱۱ کے دلہن العک کی وہ غزل پر مبنی ابتدائی مشق کا نتیجہ ہیں ۱۳</p>	

<p>کر کے بسمل مجھے کس نانے کہتا ہو وہ شوخ  دھیان میں آئینہ رخ کے گئی جاں نکل  لفظ معنی کا بکھر جائے ابھی حرف سے حرف  خندہ جام کو مینا کے لبوں پر رکھ دے</p>	<p>دیکھ ترکچہ نہ خوں سے کہیں اماں میرا  رہ گیا ہاے کھلا دیدہ حیراں میرا  باندھیں گراہل سخن حال پریشاں میرا  دیکھو پھر ہنستا ہو کیا کیا لب خنداں میرا</p>
<p>اپنا رونا مجھے ہنسنے سے مبارک ہے ذوق  دیکھ خنداں ہو جو وہ دیدہ گریاں میرا</p>	
<p>رکھتے تھے جو کشور کسے قیصر زیر پا  ای جنوں! ہم با جہنہ گرم پتھر زیر پا  تم پلور کیم کر جو میرا دیدہ تر زیر پا  ہر نماز گشتہ قامت بجائے جاندار  زیر دستی پر بھی ہو موزی سے لازم احراز  ہیں تھے مجھوں کے مرگناں دہی حشت کے خار  ہیں ہوں وہ کشتی شکستہ بحر الفت میں صبا</p>	<p>۵۱  ہے انہی کا آج سربا تاج وافر زیر پا  دو پہر ہی سایہ بھی میٹھا ہے چھپ کر زیر پا  پل ہوں بحر اشک پر تم گاہ سراسر زیر پا  اے قیامت لا کچھا دارا بن خشر زیر پا  جب دبے گا سانپ کاٹے گا مفر زیر پا  راہ آنکھوں کے نکل آئے ہیں چھکڑ زیر پا  ایک تختہ رہ گیا ہو جس کے پکر زیر پا</p>
<p>قہرین کو ذوق سب قارت کرے گایک دن  چونٹیوں کا پھر رہا ہے یہ جو لشکر زیر پا</p>	
<p>۵۲  دشمن جاں یک بیک سارا زمانہ ہو گیا  جس کو ظالم تری مرگاں کا کھٹکا ہو گیا  ہم نے ان سے دوستی کی نہ ہیں تے دشمنی  تم نے کل عدم سفر کا ہم کو تھا ہیجا پیام  مرنا جیسا ایک جہاں کا ہو گناہوں پر تری  خط لکھا مجھ کو تو اس میں نام بھی پورا نہ تھا</p>	<p>۵۲  ہاے تاثیر محبت یہ ستم کیا ہو گیا  سو کھ کرا ایسا ہوا دُعا کہ کاٹنا ہو گیا  دیکھو کیا سوچا تھا ہم نے اور اں کیا ہو گیا  لو سفراں آج دنیا سے ہمارا ہو گیا  جس نظر سے آنکھ بھر کر تونے دیکھا ہو گیا  کیا کہوں قسمت کا لکھا آج پورا ہو گیا</p>

<p>نام بدنام ای صنم ناعق قضا کا ہو گیا گنبد گردوں سپہ سارے کا سارا ہو گیا</p>	<p>کر دیا تیغِ ننگ نے ایک عالم کا ہونوں بادِ زلفِ عنبریں میں رات یہ آپہنیں</p>
<p>ذوق نے ہوزلف کو چھیرا تو لے مجھ سے قسم تو نے خود چھیرا اُسے اور برہم اتنا ہو گیا</p>	<p>کوہ کے چشموں سے اشکوں کو نکلتے دیکھا ضعف سے سینہ میں آتا ہر دمِ طرح</p>
<p>ای صنم پر ترا پتھر نہ پگھلتے دیکھا ریگ کو شیشہ ساعت میں نہ چلتے دیکھا پھولتے دیکھا مگر آہ نہ پھلتے دیکھا اگے کالے کے دیا کس نے ہو جلتے دیکھا موجھل گویا غریباں پہ ہو جلتے دیکھا پاؤں اس کو تھے پہ ہو سبکا پھلتے دیکھا ہم نے بچے کو بھی ایسا نہ چلتے دیکھا گر سرِ بھینہ سے ناگن کو ہو ملتے دیکھا شاخ آہو سے ہو خم کس نے نکلتے دیکھا اُن کو دیکھا نہیں پر ہم کو نکلتے دیکھا</p>	<p>اُس رخ و زلف کے نگے نہ ہوا مہ کو فروغ ای صبا جہنمِ سبز کے سوا کس کو بھلا جو چڑھا اوج تھا پر وہ گرا سا بیٹھ کوئے جاناں میں ہو دل جیسا گیا قابو سے زلف کہتی ہو دگوش سے کھلا دے کوئی کچ ادائی گئی کب ہم سے تھے ابرو کی کوئے جاناں سے ہم اور خلا سے آدم نکلتے</p>
<p>خانہ دل کے سوا آتشِ تم سے اور ذوق سامنے آنکھوں کے گھر کس نے ہو جلتے دیکھا</p>	<p>برنگ گل صبا سے کب کھلا دگھیر دل میرا ورق پر سینے کے کھینچا ہوتا ریشکِ مسطر</p>
<p>اکدو باغ جہاں میں غنچہ تصویرِ دل میرا کرے کا شمعِ درِ عشق کچھ تحریرِ دل میرا زمین پر کھینچتا ہونا لہ ششگیرِ دل میرا کیا ہوا اک ننگ میں ای پری قنیرِ دل میرا ہوا ہوا کیمیائے عشق سے اکسیرِ دل میرا</p>	<p>سنہا لے رکھ دلاؤ آسمان دیکھ اپنے دہن کو تری چشمِ فسوں نے کہاں کیسا تھا یہ جادو بتو اگر حسن کی دولت تم ہو بن گئے پارس</p>

توں کا عشق ہو گزرفوق تو ساری خلئی میں  
کرے گا شہر ہر اک دن مجھے تھیر دل میرا

۵۴ اُن سے کچھ وصل کا ذکر اب نہیں لانا اچھا  
تم نے دشمن ہو چو اپنا ہمیں جانا اچھا  
طارِ جاں کے سوا کچھ جاناں کی طرف  
طاقِ ابرو کے تصور میں دلا کھینچ نہ آہ  
بدگمان کی کچھ اس میں بھی نہ دالیں خند  
آتشِ عشق سے نہ سناں کی دیکھا ہو چشم  
بیٹھ رہ کر کے فداست کہ گشتِ میر تو  
ساقیا ابر ہو آیا تو بڑھا خم پر ہاتھ

۵۵ وہ جو کچھ کمو میں تو تم بھی کہے جانا اچھا  
یارِ نادان سے تو ہو دشمن دانا اچھا  
نامہ برکون ہو جو کیجے رونا اچھا  
سمتِ کعبہ پر نہیں تیسر لگانا اچھا  
روزِ در سے نہیں اٹکھ لڑانا اچھا  
اب نہیں دامنِ مرگال کا ہلانا اچھا  
چھوڑے آدھی تو نہیں ساری کو جانا اچھا  
کہ گھٹا میں نہیں ہمت کا گھٹانا اچھا

سامنے یار کے اذوق بہانا افسو  
ہو تو چاہت کے جنائے کو بہانا اچھا

۵۶ جاسے عالم میں فرخ انا تو ہو گئے جدا  
کیچو مشاطہ نہ سبزہ گوشتِ دل سے جدا  
لکھے شمعِ سوزشِ جہاں جو تیرا بیکار  
فندقِ پائے نگاہیں کا ہوں میں دانوہ  
خطِ شمعِ ناتوانی ہو گیا آگے ہی آگے

۵۷ دل کی جگہ ہر شہر ہوتے ہی پھرتے جدا  
بدنما ہو کر رکھیں مینا کو ساغر سے جدا  
ہو ترپ کر جوں شہر رہ کر کہ دفتر سے جدا  
قطرہٴ خوں بھی نہ ہو گا نوکِ قشعر سے جدا  
جوں پر کمزور بازوئے کوتاہ سے جدا

ووق ہو ترکِ طن میں صاف نقصِ آبرو  
پکے پھرتے ہیں گھر ہو کر عمدا سے جدا

نخستہ ل اور اشکِ تر دو نولں بہم دو نوبدا  
وعل کی شبِ نکمٹ نگل کی طرح ہم آوروہ

۵۸ ہیں والں و ہم سفر دو نولں ہم دو نوبدا  
رہتے ہیں باہر گر دو نولں ہم دو نوبدا

شکل عکس و آئینہ تیرا خیال اور میرا دل	سے زینت سب سب سر دو نو بہم دو نو جہا
ذوق ہیں سینہ میں لایق و باطل کی طرح دل جگر با شور و شر دو نو بہم دو نو جہا	
لعل لب دندان صنم کا دل نے جب خیال کیا ایک دل اس شوق سے کیا تو جوش ہو کوہ صحرائیں پھرتا ہو تو اوچان کے کھڑے لبکہ شب و رات کھو نہیں آتش گل ہوئی روشن ہاں میان چکا پتار دل کا جیوا سادہ انہوں سے کی جو محبت تیری ہی تھی ہر سادہ کی نامہ یاد کو رکھ دیجو تو ہم میرے زیر کفن شمع منظر ہر خار جنوں کی انگلی پگھلی جاتی ہے	صنم بھگم کہہ کے ہو گیا مجھے سب کے دل کیا بجوں کا وہ سال کیا فرما کر ہو سب کے دل کیا دل نے روشن کیے سب کے دل کی جو وہ سال کیا موسم گل نے کیا ہنگامہ گرم و پاک سال کیا منہ چڑھ کر اس شوق کے پنا کا لامتناہی خیال کیا نامہ جو ابنا میرا ہوا وہاں جو کسی نے حل کیا آبلوں میں تینا بھگا تو ناحق کیوں پامال کیا
آگ ہو دل میں دو جگر میں لکھ میں ان سب پھناں عشق نے اُس کے ذوق ہمارا دیکھ لکھ حال کیا	
تیرہ بجتی تھی اُسنی اپنی روشن ہو گئی یا ابھی کیا کہوں تیری عنایت کے سوا	۵۰ روئے تاباں پر تمہارے جب تھا گل پہلہ ہوا میں نے کیا ایسا کیا جو ایسا دل پیدا ہوا
خاکساری نے اُسنی روشن بانی تھی ذوق آدم خاکی کا جس دن آب و گل پیدا ہوا	
مکھوے پار میں نہیں ملتا پتا تو پھر روئے گی پھوٹ پھوٹ کے ہر چشمہ ابلہ ساقی کا دور چشم ہو گر برکنار آب	۵۱ تو کوئے زلفت پار میں دل کا سرخ پا جوش جنوں میں کھنڈے سوئے کوہ و راغ پا پائے حباب آب رواں سے ایانہ پا
ای ذوق کیونچہ نہیں گل خابے جس کے ہوں رنگِ حنا سے غیرت صد پائیں باغ پا	



<p>تجھ کو یوسف سے کیا حسن میں برتر پیدا ماجرہ سے رہے آئے نہ ہو امیں کمزور خط ترے شعلہ رخسار پہ ہو مجھ حسن رخ روشن پہ عیاں ہیں عرق کے قطرے درفشاں وقت سخن میں لب لکین تیرے آسمان سخت مزاجوں کو ہنر دیتا ہو</p>	<p>۴۰ اگر کیا اُس کو ہمیں برتر تجھے کا فر پیدا موت ہو چو نہی کی ہو وہیں اگر پر پیدا ور نہ ہو سبزہ بھلا آگ پہ کیوں کر پیدا کیا تماشا ہو کہ دن کو ہوئے اختر پیدا ہوتے گویا ہیں یہاں لعل سے گوہر پیدا دیکھ لو ہوتے ہیں فولاد میں جوہر پیدا</p>
<p>بے کمیں ہوتی نہیں یہ محاکا کی ذوق خانہ دل ہو تو کر لو رخ دلبر پیدا</p>	
<p>۴۱ ترے ہاتھوں کوئی آوارہ ہو گردون ٹھیر گیا وہ دولت کے طلب جس سے کہ دل بوجائے مستغنی</p>	<p>۴۱ لیکن ابھی گر چاہے کہ میں ٹھیروں ٹھیر گیا اگر باغ آئے گا کھینچے قاروں نہ ٹھیر گیا</p>
<p>۴۲ قتل کرتی ہو نگہ شہرہ ہر چشم یار کا آفسوؤں میں شمع بالیس برستے ہیں بچوں استخوان اس سوختہ جاں کی نہ کھانا زینار</p>	<p>۴۲ سچ کہا ہی باڑ کاٹے نام ہو تلوار کا میں شہید ناز ہوں کس آتشیں خسار کا ای ہمایہ رزق ہو مرغان آتش خوار کا</p>
<p>۴۳ نالہ بلبل میں گر پیدا اثر ہو جائے گا ہم نے جانا تھا کہ قاصد جلد لائے گا خبر اوم دوبارہ سوئے بہشت بریں گیا</p>	<p>۴۳ خندہ گل - خندہ زخم جگہ ہو جائے گا کیا خبر تھی جا کے اس خندہ بے خبر جا گیا دیکھو جہاں خراب ہو اچھرو ہیں گیا</p>
<p>۱۰۰ تیس ہزاری باغ کی تصنیف ۱۲۰ کی یادگار ہو ۱۰۱ اس مطلع کو ایک دفع حضرت آزاد کی زبان سے سُن کر میرا نرس نے اس کی بہت کچھ داود ہی تھی فرمایا تھا کہ دوسرے مصرع میں قافیہ ایسے پہلے تھا یا یہ دیکھ لو کہ تھا استاد ہی کا نام کہ دوسرا نکلا جگہ وہی نہیں ہے۔</p>	

دُنیا گئی کہ عشق میں ایمان و دیں گیا دیکھا کہیں نہ اُس کو جو دیکھا تو اپنے پاس	وہ مل گیا تو جانے کچھ بھی نہیں گیا میں دور دور جوں تلہ دور میں گیا
۶۵ کیا کیا مزانہ تیرے ستم کا اٹھایا جو بار آسمان وز میں سے نہ اُٹھ سکا سر ہم نے جبے پائے صنم پر ہی رکھ دیا	ہم نے بھی لطفِ زندگی اچھا اٹھایا تو نے غضب کیا دلِ شیدا اٹھایا دونوں جہاں سے محبت تمنا اٹھایا
۶۶ کیا کہیں اُس سے جو ہو ہم سے زیادہ جانتا آفتابِ حسن کو کیا خاکساروں کا ہو درد	وہ ارادہ ہے ہمارا بے ارادہ جانتا پافادہ کا ہے دردِ پافادہ جانتا
۶۷ نلک سجود کریں آدم کو کیا ذرہ فوازی ہو	دیا بندہ کو اپنے اُس نے خود آداب پناسا
۶۸ آنا تو خفا آنا۔ جانا تو رُلا جانا	آنا ہو تو کیا آنا۔ جانا ہو تو کیا جانا
۶۹ احوال نہ راہِ عشق کشادہ سمجھ کے جا عیار یوں سے یار کی نالاں ہو کیوں دلا	یاں اڑو رہے ہر خطِ جاہِ سمجھ کے جا اور اُس کو اپنا دوست زیادہ سمجھ کے جا
۷۰ اگر قصاں نہ سراپنا سنانِ یار پر دیکھا جہاں باریک بینِ ناقواں میں اس قدر دیکھا	تو سر بازی کا اپنے کیا تماشا اپنا سر دیکھا ہلالِ انتیسویں کا سب کو منظورِ نظر دیکھا

۱۷ یہ مستادِ ذوق کے آخری غزل کے شعر ہیں جو مغل موت تین دن پہلے ہی تھی حضرت آزاد نے اپنے مرتبہ دیوان کے صرف چار شعر ہی یاد سے لکھے ہر اصل مسودہ ان کو نہیں ملا جس نے دوشادہ آفتاب میں سرکاری طور پر شائع کیا ہے۔

ہے کا نشہ لب بیراب پہل نہ ہووے گا کوئی ایسا نہ ہو اس حسن کا قائل نہ ہووے گا	میتسرجب تک آبِ خنجر قاتل نہ ہووے گا اگر مہر گواہی میرا واغِ دل نہ ہووے گا
چاندنی نے شبِ تجھ بن دپ یہ دکھایا تھا	مجھ کو ماہتابی پر۔ دھوپ میں بٹھایا تھا
بعدِ فراق کوئی دن۔ ایسا نہ وصل کا ہوا	وہ کہیں تم کو کیا ہوا۔ ہم کہیں تم کو کیا ہوا
آدمی گر ہو مکر کیا قصور ادراک کا	خاک کا پتلا ہو یہ کچھ تو اثر ہو خاک کا
کیا کہہ کے مکتا ہو کہ میں کچھ نہیں کہتا	کہہ جوتجھے کہنا ہو کہ میں کچھ نہیں کہتا
وہ دیکھیں کس طرح ہو روزِ فرقت کی گھڑیاں	کہ جو عاشق ہو تیرا تیری صورت دیکھ کر جیتا
جب قیامت قہر آویں کنگلشن بن گیا	اخیر صبحِ قیامت خال گردن بن گیا
نشہ پنہار سے ابلیس یہ کم کر وہ تھا	ورنہ آدم میں دھرا کیا تھا۔ وہی پردہ تھا
بعدِ قاتِ عشق تھا جو درِ مکتب خانہ تھا	کافِ کُن کے بہن کیا جانے کیا تھا کیا نہ تھا
مرہ پکیاں کا ہو ٹکڑا کہ سری کا ٹکڑا	مٹھرا ہو چاند کا ٹکڑا کہ ہری کا ٹکڑا

بل بے گریگیں میں ہو کر قدم گزرنے لگا	اور قدم اکھڑے تو کس بیاہکیرا بھڑپٹا لگا
دل کی تیش رخم جگر کرات جو اُنک ٹوٹ گیا	طاہر جاں جو رشتہ پاتھا فرصت پر چھوٹ گیا
ضبط گریہ نے تماشا طرفہ تر دکھلا دیا	چشم کے کوزہ میں دریا بند کر دکھلا دیا
ہاتھ آکر دل وحشی جو کوئی چھوٹ گیا	ہوس صبیحے صیاد کا جی چھوٹ گیا
لگا ہر تیر دل پر آہ کس کافر کی حرکاں کا	نشاں سو فار کا معلوم ہوتا ہر پیکار کا
دل کہاں جس پر گماں ہو غنچہ تصویر کا	ہر کوئی سینہ میں خوں آلودہ پیکار کا
چشم و نگہ کو تیرے بدنام کیوں کریگا	مرگ و قہنہ کو تیرا عاشق نہ لے کریگا
عید پیری نے بھلا یا د وڑ چلنا۔ کو دنا	ہائے طفلی کھیلنا۔ کھانا۔ اُچھلنا کو دنا
مسجد میں اُس نے ہم کو آنکھیں دکھا کے مارا	کافر کی دیکھو شوخی۔ گھر میں خدا کے مارا
ہوئے انسان ہم و در محبت کے لیے پیدا	فرشتے ہوئے گرہوتے عبادت کے لیے پیدا
یا رب یہ اس زمانہ کے لوگوں کو کیا ہوا	جس کا برا ہو مان کو یہ کہنا۔ بھلا ہوا

۹۲	ان غصہ سے اور کدو سیف قاتل اٹھ گیا	۹۲	بس بھروسہ ساز زندگی کا ہم کو اول اٹھ گیا
۹۳	آنکھ اپنی خاک و بریکردہ ہوئی	۹۳	پہنچی وہیں یہ خاک جہاں کا خمیر تھا
۹۴	کچھ رازِ نہاں دل کا عیاں ہو نہیں سکتا	۹۴	گو نگے کا سا ہو خواب۔ بیاں ہو نہیں سکتا
۹۵	بہرہ خطا کی خضرِ لقیّت کہتا رسمِ خط ہو بھلا	۹۵	خطِ بتاں ہو خطِ الہی۔ لکھے موسے پڑھے خدا

## ردِ نصیب

۱	پنی بھی جا ذوق نہ کر پیش پس جامِ شراب دستِ ہرست کی ٹوٹ کے فریادِ بیت دلِ شکستہ ہوں وہ میں ٹوٹ کے ہو سو کھڑے نوشِ اروسے بھی بہتر ہو دمِ رنجِ خار بادِ صاف میں آیا ہی کہاں سے تھکا	۱	اب پہ توبہ ترے دل میں ہوں جامِ شراب نہ ہوا کوئی بھی فریادِ رسِ جامِ شراب نام لکھ دے جو کوئی میرا پس جامِ شراب ساقیا شربتِ فریادِ رسِ جامِ شراب عکسِ مژگاں تری میکش ہو خسِ جامِ شراب
---	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

ذوقِ جلدی سے گلِ رنگ سے بھر سا غول  
لبِ نازک کو ہے اُس کے ہوں جامِ شراب

۲	ہو بھر دم توں جو ہو وصل ایک دم نصیب بہتر ہیں لاکھ لطف و کرم سے تھے ستم ہو خوش نصیبِ عشق میں ایو بواہوں وہی غافلِ جو دم کی آمد و شد سے نہ ہوئے تو	۲	کم ہو گا کوئی ہمسایہ بھی الفتِ مکی نصیب لینے زہے نصیب کہ ہوں یہ ستم نصیب جس کو کہ غم پہ غم ہو الم پر الم نصیب ہر دم ہو تجھ کو سیر و جود و عدم نصیب
---	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

<p>ابنِ حنفیہ ہوئے مثلِ زبانِ قلمِ تہذیب          اور خوش نصیب بچہ وہ ملوئے ہم نصیب          دیدار سے ملوئے ہمارے نصیب</p>	<p>سو بار جوں قلم ہو زبانِ شمع کی قلم          مجنوں سیانہ خیمہ لیس کے گرد پھر          ایمان ہے تیرا شوق افسانہ کو یہ نہ ہو</p>
<p>جانتے ہیں کوئے یا کوئے کی طرح          اور ذوقِ آسمانی سے ہم نصیب</p>	
<p>ہم دیس کا ہم کچھ نہ جانتے کی طلب          طلب ہے ہر شے کی بہت طلب          ہم دیس کا ہم کچھ نہ جانتے کی طلب          ہم دیس کا ہم کچھ نہ جانتے کی طلب          ہم دیس کا ہم کچھ نہ جانتے کی طلب          ہم دیس کا ہم کچھ نہ جانتے کی طلب          ہم دیس کا ہم کچھ نہ جانتے کی طلب</p>	<p>دلِ عبادت سے چرنا اور حجت کی طلب          حشر کا دل میں ہے اس سرِ قیامت کی طلب          دلِ سنگ جائے نہ جب تک کہ بھڑک اٹھا زبان          ہو مبارک خضر کو حشر سے اب بعت          دور رہ اور دیر مت رہ سامنے مثلِ ہلال          ہو ملاوت زندگی کی چاہتا ہر جن سے</p>
<p>اگر گلستانِ جہاں میں تنگ ہو تو عینہ دار          اگر کشادہ دل سے اپنے ذوقِ بہت کی طلب</p>	
<p>حرام ہی نہیں لیکن نمکِ حرام شراب          شرع دیکھ کے کیجے مہِ صیام شراب</p>	<p>کرے شرع کا پاس نمکِ حرام شراب          یہ ایسا ماہِ مبارک وہ ایسا کارِ سعید</p>
<p>عینِ ہوش و دنیا کا ذوقِ عقبے پر          دوامِ بکثرتی ہے اس میکہ میں نامِ شراب</p>	
<p>اور داسلمے الہی میں بھی ہو تو کیا حقیقے</p>	<p>اُس بُتِ نامہ راں کو چہ پسند انا رقیب</p>

## رولیت

معلوم چہ ہوتا ہمیں انجامِ محبت خاکستر پروانہ دکھا دوں میں اڑا کر کی جس سے رہ و رسم محبت اسے مارا زیر سے ہو کام نہ زباں سے کہ ہم تو کہتی تھی وفا فوج کناں نش پر میری	سیتے نہ کبھی بھول کے ہم نامِ محبت پوچھے کوئی مجھ سے اگر انجامِ محبت پیغامِ تھما ہے ترا پیغامِ محبت ہیں بادہ کش عشق و مے آشامِ محبت سو نپا کے تو نے مجھے ناکامِ محبت
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

معراج سمجھ دو وق تو قائل کی سنال کو  
چڑھ سر کے بل اس زینہ سے تاباں محبت

مجنوں نے دی لگا جو سر خارِ نارِ پشت ماہی سے تاجا وہ ہیں سمتِ فلک سے داغ بارِ زمانہ پشت پر لے کر شتر کی طرح ہو جاتی ہیں زیادہ گراں بارِ گناہ سینہ سپرد منہ پہ ہیں تیغِ نگاہ کی ڈرا ہی سی کہ ایسا نہ ہو بعدِ مرگ بھی	پشت اب اچوم خار سے ہی پشتِ چارِ پشت والِ داغِ ارِ سینہ ہریاں داغِ ارِ پشت سیدھی نہ کی فلک نے کبھی ایک بارِ پشت پیری ہیں ہونجیدہ نہ کیوں نہ بارِ پشت دھلائے وہ کبھی نہیں آئینہ وارِ پشت لگنے نہ دے زین سے دل بقرارِ پشت
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

رہتا سخن سے نامِ قیامت تاکِ جو ذوق  
اولاد سے تو جو ہی و پشتِ چارِ پشت

## رولیت

یوہ آزارِ محبت سے دلِ ار کو رنج دیدہ ابلہ پا کا یہی ہے رونا	جس سے خود رنج کو آزار ہو آزار کو رنج کہ نہ پہنچا ہو کہیں مجھ سے کسی خار کو رنج
----------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------

جا بجا کوہ کے چشموں سے رواں ہیں آنسو کبھی کرتی ہی قدمِ نخبہ جو گلشن سے صبا راحت و رنج زمانہ میں ہیں دونوں لیکن	ہی جو ناکامی فرہاد کا کہسار کو رنج اور ہوتا ہی سوا مرغِ گرفتار کو رنج یاں اگر ایک کو راحت ہی تو ہی ہمار کو رنج
ہوش کو بیچ کے لئے دار وئے بیہوشی تو ذوقِ بیوش کو آرام ہی ہشیار کو رنج	
مرا ہوں انتظار میں کوئی بشر تو بھیج	خط بھیج یا نہ بھیج۔ زبانی خبر تو بھیج
بیمارِ عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج	کہرا ہی طبیبِ قہی کہ پھر تیرا کیا علاج
<b>ردیف صبح</b>	
عاشقِ رسوا کے خط میں کیا تکلف چاہیئے	چار حرف اک پرچہ پردہ و یونینِ القاب بھیج
<b>ردیف صبح</b>	
فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمانِ صبح اب میکدہ میں شام کو ناؤں پھونکیئے ریشِ سفیدِ شیخ میں ہی ظلمتِ قریب	۱ ہوگی اذانِ گور ہمار سی اذانِ صبح مسجد میں مدتوں ہے تسبیحِ خوانِ صبح اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمانِ صبح
ای ذوق کچھ نہ پایا شب و صبح کا مزہ یا آج صبح ہم نہیں یا طائرانِ صبح	
اس چشمِ مست کے ہیں خراباتوں میں ہم رہتا ہی اپنا عشقِ یوں دل سے مشوہ زاہد یہ کیا کہا کہ نہ مل ان بتوں سے تو	۲ تقویٰ کجا و زہد کجا و کجا صلاح جس طرح آتش سے کرے آتشنا صلاح دیتا ہی ایسی کوئی بھی مردِ خدا صلاح



چشم و نگاہ مشورہ - ناز و ادا صلاح  
ہو تو صلاح نیک میں کیا پوچھنا صلاح  
اُس مہروش سے ملنے کی ناصح بتا صلاح

یارب ہو دل کی خیر کہ کچھ کر رہے ہیں آج  
منظور اگر ہو قتل مرا غیر سے نہ پوچھ  
قلا بے آسمان و زمیں کے ملا نہ تو

ای ذوق جانہ ہوش و خرو کی صلاح پر  
جو عشق دے صلاح - وہی ہی بجای صلاح

## رویت خ

سو کھے گی نخل آرزو سے کوئکن کی شاخ  
جنباں ہو جو نیم چین سے سمن کی شاخ  
ہر یہ بھی اُس کے ایک شجر مکرو فن کی شاخ  
میں خشک طالعی سے ہوں گے یاہرن کی شاخ  
یا کوئی موے تن ہو دیا موے تن کی شاخ  
جس شاخ میں شمر ہو وہ ہوا لکھن کی شاخ  
کی قطع نخل آرزو سے کوہ کن کی شاخ  
اونچی ہو آشیانہ زلغ و زغن کی شاخ

کہتی تھی چوب تیشہ مری طرح ایک دن  
لچکے یوں کمر تری وقت خرام ناز  
مسواک نے بڑھایا ہر زاہد کا اعتبار  
ذبرگ ہونہ غنچہ - نہ گل ہو - نہ ہو ثمر  
باریک میں بتاتے ہیں جس کو تری کمر  
ہو فیض سے وقار کے میری نگاہ میں  
آخر یہ دستگیری تیشہ نے پھل دیا  
جھلسلوں کو کرتا ہو بالانشیں فلک

لے یغزل نواب عبداللہ خاں ساکن رہپور کی فرمائش سے اپنے زمانہ قیام دہلی میں استاد نے اس موقع پر کہی تھی  
جب شہیدی (بریلوی) یہ لباس فقیری دہلی آئے تھے وہ تصنیف یہ کہی جاتی ہو کہ شہیدی نے نواب سے کہا آج فن شعر میں  
تین شخص ہیں شیخ تاج لکھنؤ میں شیخ حفیظ دکن میں شیخ ابراہیم دہلی میں نواب صاحب نے فرمایا کہ شیخ ابراہیم کو تیسرا  
درجہ کیوں دیا اس پر شہیدی نے شیخ تاج کے کلام کی بہت تعریف کی اور مثال میں یہ غزل سنائی جس کا مطلع یہ تھا  
اونا زکی سے قامت جانان سمن کی شاخ  
بیں سوز عشق سے ہونہ خاں کہن کی شاخ

اس پر نواب صاحب نے استاد ذوق سے کہا کہ وہ بھی اس طرح پر غزل کہیں چنانچہ یہ غزل لکھ کر استاد نے ہائے خاص میں سنائی  
یہ بہت لمبی غزل یاد رہی میں نے صرف غزل کہی گلاس لاکر شاہ کی طرح کا قصیدہ بنا دیا جس کا حصہ قصائد ذوق مثال پر ملاحظہ ہو قصیدہ  
(تصاویر ذوق ص ۳۳)

## ردیف د

کیا آئے تم چائے گھڑی دو گھڑی کے بعد کیا روکا ہم نے گریہ کو اپنے کہ لگ گئی اُس لعل لبکے ہم نے لیے بوسے اس قدر الندے ضعف سینہ سے ہر آہ بے اثر کل اُس سے ہم نے ترک طاقت کی تو کیا پروانہ گردشِ شمع کے شب دو گھڑی رہا تو دو گھڑی کا وعدہ نہ کر۔ دیکھ جلد آ	۱	سینہ میں ہوگی سانس اسی دو گھڑی کے بعد پھر وہ ہی آنسوؤں کی جھری دو گھڑی کے بعد سب اڑ گئی مٹی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد لبسا کچھ پہنچی بھی تو گھڑی دو گھڑی کے بعد پھر اُس بنیرِ گل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد پھر وکھی اُس کی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد آنے میں ہوگی دیر بڑی دو گھڑی کے بعد
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

کیا جانے دو گھڑی وہ رہے ذوق کس طرح  
پھر تو نہ ٹھیرے پاؤ گھڑی دو گھڑی کے بعد

ماتھے پہ ترے چمکے ہی جھومر کا پڑا چاند لابوسہ چڑھے چاند کا وعدہ تھا چڑھا چاند	۲	ہو آئینہ خانہ بھی گذر گاہ بد و نیک دم گھٹتا ہو سینہ میں دم شدتِ گریہ
----------------------------------------------------------------------------------	---	-------------------------------------------------------------------------

## ردیف ذ

بن گیا عکس سے اُس شوخ گلستاں رُو کے صفیہ آئینہ تصویر چمن کا کاغذ	۱	لے یہ ابتلائی زمانہ کا شعر جو حرفِ نس زمانہ کا مذاق شعر ظاہر کرنے کو انتخاب میں لیا گیا یہ شعر مُسنانے نے کہیں میں اپنے کسی ہم عمر کی فرمائش سے برہنہ نہیں کیا تھا دیوان میں شامل نہیں کیا ۱۰ ۱۱۔ یہ غزل شمس کے ایک شاعر کی طرح پگھلی تھی ۱۲
---------------------------------------------------------------------	---	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

پونفس میں کوئی ہم تک ہی پہنچا گلبرگ	جیسے غربت میں شفیقان وطن کا کاغذ
مُروہ کرتا ہی نامہ پہ مجھے اُسے ہی تنگ	ہلے یوں چوتے لمبا بس کے پہن کا کاغذ

ذوقِ دلسوخۂ دیواں لکھے اپنا کیا خاک  
متعل نہیں گرجی سخن کار کا غنڈ

## رولٹ

نہیں حرف و لہجہ تھا۔ دہن کی تنگی سے تنگ ہو کر  
نعل کے رستے سے چشمِ قنار کے دل میں بیٹھا خدنگ ہو کر  
پہر آیا لو وہ نگارِ نازی او صحر کو سرگرم جنگ ہو کر  
کہ جس کے ہاتھوں سے اُڑ گئے سرسبز اسوں ہندی کا رنگ ہو کر  
وہ چشمِ محمور اک نظر سے چھوٹے لاکھوں جو پیشتر سے  
تو ہو رواں ہر رنگ جگر سے ہوئے لالہ رنگ ہو کر  
جو رنگِ الفت سے آشنا ہیں۔ وہ گریب بھی ہیں شناسا ہیں  
کہ رنگ ہی سے گراں بہا ہیں عقیق و یاقوت سنگ ہو کر  
جو بھیجیں حسنِ بتاں کو ایمان۔ انھیں رہ کفر و دیں ہو یکساں  
پہنچے کعبہ ہیں وہ مسلمان ہمیشہ چین و فرنگ ہو کر  
صفائے دل کی سی ہی صورت۔ کہ دل میں آنے سے کہ روت  
کہ بیٹھ جائینگے بالضرورة۔ اس آئینہ میں یہ رنگ ہو کر  
غزالِ رم دیدہ بن گیا ہی جو خواہ آنکھوں میں۔ تو بجا ہی  
کہ پھاڑ کھائے کو دوڑتا ہی۔ پلنگ تجھ بن۔ پلنگ ہو کر

ہوئے جو کیرنگ۔ ان کو زہنا۔ نہیں جہاں میں رعونت اصلا  
کہ پایا گل نے ہونا نام زحمتا تو اس چمن میں دو رنگ ہو کر

حلاوت شرم و پاسداری جہاں میں ہو ذوق بےخواری  
مرے سے گزری اگر گزاری کسی نے بے نام و رنگ ہو کر

۱ چہ کہا ہو آگے کالے کے نہیں جلتا چراغ  
جو ہر نالہ اپنا۔ وہ اک مصرعہ جبرستہ ہو  
چھپ گیا مسیح پیچھے زلف شب بے پیکہ کر  
ہم چناناں ہیں کسی کا قد موزوں پیکہ کر  
اُتر آنکھوں میں جڑ خجول کی مے خون پیکہ کر

۲ لے گیا دل کون میرا ذوق کس کاموں  
سانے آجائے تو شاید بتا دوں پیکہ کر

۳ کہا پتنگے نیہ۔ وار شمع پہ چڑھ کر  
سنگیوں کی کشاکش میں آرو ہو سوا  
عجب مرا ہر جو مے کسی کے چڑھ کر  
کہ ہوتی سان پہ ہو تیخ تیز تر چڑھ کر  
اگر ٹھلے ہو تو صرافہ کی نظر چڑھ کر  
بنائے سانپ کا کوڑا وہ شیر پر چڑھ کر

۴ ہماری خاک پہ برپا ہو ذوق فتنہ حشر  
سمند ناز پہ کون آیا فتنہ گر چڑھ کر

۵ تیرا بیمار نہ سنبھلا جو سنبھالا لیکر  
فج کر کے کو مے پوچھتے کیا ہو تکبیر  
چھلکے ہی بیٹھے رہے دم کو مسیحا لیکر  
تم چھری پھیر بھی دو نام نہ اکا لیکر  
پھر کیا نامہ بریار خطا لیکر  
دشمت میں میرے قدم آبلہ پالیکر

۶ لہ ایک چول کا نام ہو اندر سے سنجہا ہرست زرد ہوتا ہو  
لہ سنبھالا لینا۔ جب بیمار مرنے کے قریب ہوتا ہو تو دفعتاً اس کی حالت سبھل جاتی ہو اور اس کے بعد ہی حالت خراب  
ہو کر مر جاتا ہے لیکن ہوتا ہو اس کو محاورہ میں سنبھالا لینا ہوتے ہیں ۱۱

	<p>واں سے یاں آئے تھے اور ذوق تو کیا لے تھے یاں سے تو جائینگے ہم لاکھ تمنت الیکر</p>	
<p>چل بسا وہ آج سب ہستی کا سامان چھوڑ کر پھر نہ اٹھا کو چہ چاک گریباں چھوڑ کر ور نہ جائے داغ عصیاں میرا دامن چھوڑ کر دیکھ بچا بیگنا تو یہ ساتھ ناداں چھوڑ کر ہی جو سرگرم سفر تن کو مری جاں چھوڑ کر دوڑے سامی کو کبھی آدھنی انسان چھوڑ کر</p>	۵	<p>کل گئے تھے تم جسے بیاد ہجراں چھوڑ کر طفل اشک ایسا گردا مان ترگاں چھوڑ کر کام یہ تیرا ہی تھا رحمت ہی ابر کرم اور دل اس کے تیرے ہمراہ سینے سے نکل پیش خیمہ لے کے نکلا گرد و باد و آہ گر خدا دیوے قناعت وہ ایک ہفتہ کی طرح</p>
	<p>طرز میں اپنی غزل لکھ ذوق لیکن اب نہ جا عالم مضمون میں طرز ترفنہ جاناں چھوڑ کر</p>	
<p>بھاگے ہیں مگر سے ہم اور اہل میزاں چھوڑ کر لسل کیوں اس ننگے آتا بدخشاں چھوڑ کر</p>	۶	<p>ہو گیا طفلی ہی سے دل میں ترانہ و تیر عشق اہل جو ہر کو وطن میں بنے دیتا گر فلک</p>
	<p>گرچہ ہو ملک کن میں ان ذوق قدر سخن کون جائے ذوق یردلی کی گلیاں چھوڑ کر</p>	
<p>پروانہ ہوں چراغ سے دور اور شکرستہ پر عناقہ مے سرخ سے دور اور شکرستہ پر خم سے الگ ابلاغ سے دور اور شکرستہ پر</p>	۷	<p>بلبل ہوں سخن باغ سے دور اور شکرستہ پر کیا ڈھونڈے دشت گم شدگی میں محکم کو ساقی بطر شرب ہو تجھ بن پڑی ہوئی</p>
<p>۱۔ یہ غزل دیوان چند لعل صاحب دارالمہام حیدرآباد کے مشاعرہ کی طرح برکھتی تھی دیوان صاحب کے خواہش تھی کہ ذوق خود اگر اس غزل کو مشاعرہ میں پڑھیں دو ہزار روپیہ بھی سفر خرچ کے لیے دیوان صاحب نے بھیجیے تھے جو استاد نے یہ ایس کر دیئے اور تھی سے جدائی گوارا نہ کی محمد حیدر آباد کو نہ لگے صرف دو غزل لکھ کر بھیجا دوسری غزل کا مقطع بلا حلوہ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ </p>		

<p>یما ہو یہ کہ بھج دے آنکھیں نکال کر          دکھائے شاخ خشک میں کوئل نکال کر          آپھر کے شہر شہر میں کسب کمال کر          ملکِ فنا ہو جائیں خرا دل سنبھال کر          بسل ذرا تڑپ کے نمکِ حلال کر</p>	<p>بادم دو جو بھیجے ہیں بڑے میں ڈال کر          عاشق کے خوں سے اپنا پر تیر لال کر          گر چاہتا ہو مثلِ مہ چار وہ فروغ          پوچھو چلے ہیں کون سے کعبہ کو اہلِ د          قاتل ہو کس منے سے نکلاش زخمِ دل</p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

دل کو رفیقِ عشق میں اپنا سمجھ نہ ذوق  
 ٹل جائے گا یہ اپنی بلا تجھ پہ ٹال کر

مرا چکھا یا ہو کوہکن کو جو عشق آیا ہو امتحان پر  
 کہ لایا تو جوئے شیر لیکن چھٹی کا دو داگیاں پر  
 خدنگ و نبال کھایا لیکن نہ لایا شکوہ کبھی باں پر  
 کہ بوسہ اُس چشمِ سرمہ سا کا ہو مُرگِ بامریاں پر  
 لگا کے باتوں میں اُن کو لائیں جو حرفِ مطلب کا کچھ زبان پر  
 تو ایسی کہیں ٹھکانا جس کا گلے زمیں پر نہ آسمان پر  
 تپِ محبت میں سخت جانی کا یہ اثر ہو دلِ طپاں پر  
 کہ شکلِ سوہان پڑ گئے ہیں ہزاروں کانٹے حریٰ زبان پر  
 اٹھائے سوزِ زخمِ ہر غلط ہیں یہ خوں کے دعوے کوئی غلط ہیں  
 کہ مثلِ قط گیر خط یہ خط ہیں مہو زبانی ہر استخوان پر  
 خلش ہی خارِ غم کا رہا تو مرقدِ پیرے سبزہ  
 یقین ہو مانندِ برگِ خرما اُگے کا نشتر لیے زبان پر  
 کہا یہ سو بار دل کو روکیہ حریفِ مستِ ترکِ چشم کو کر  
 سو آخرش ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہا ہو مڑگاں کی ہر سناں پر

وہ چشمِ ابرو تمہارے زیبا کہ قلاب تو سین جن سے اونی  
 یہ خالِ پیشانی کیوں تمہارا نہ فرق لے جائے فرقِ دل پر  
 بنا گو لے کو برجِ آسا۔ قریبِ ناقہ کے قیس ہو چکا  
 پر اترے محل سے کیونکہ لیلے۔ کہ پروہ کھلتا ہر سابلان

کہاں رہی مجھ میں جاں ہو باقی کہ ہو دھواں ہو کے لب پہ آئی  
 جو ذوقِ آنسو کی بوند بنی۔ ہمارے داغِ دل تیاچ

۱۰	اودل وہ ستر غزہ پہاں عیاں نہ کر آہوں میں درِ دول جو کالوں تو وہ کسے	آنکھوں سے دیکھ اور زباں سے بیان کر اوتفتہ جاں! اہو اہو پہاں سے دھواں کر
۱۱	جو تے دوست پہ تجھ بن ہو گزرتی ظالم نامہ شوق کو مے باندھے ہو جو بوالِ پیر	وہ مصیبت نہ ہو ونباس کسی دشمن پر کیوں اے مرغِ نامہ بر تجھ کو ہوئے وبال پر
۱۲	ہیں ہلکے سر پر افسرانِ ہوا گیش کے پر آن کو بے پر عرشِ اعظم پر اڑاتے ہیں مرید	لگے جن طیاروں کو ہیں تے تیزوں کے پر کیا غضب لائیں خدا جانے جو ہوں فیض کے پر
۱۳	شرحِ بختِ برگشتہ گر دروں قم پھر کر	تیر باز گشتی ہو۔ ہاتھ میں قلم پھر کر
۱۴	رکھ لیا اُس نے چن میں گل جو سر پہ توڑ کر	میں بھی حاضر ہوں کہا غنچہ نے یوں منہ پھوڑ کر
۱۵	بیدِ مردن آپکے رونے کو کُن کر گور دور	جیتے جی کہتے ہو حل صورتِ تری دی گور دور

۱۰ فرقِ دل۔ ۱۱ دوستِ دل کا نام جو قلب کے نزدیک گردش کرتے ہیں اور صبح سے شلم تک برابر دکھائی دیتے ہیں ۱۲

۱۳ ہاں یہ مٹی بازو ۱۴

بیاباں رکھ لیا سر پر اٹھا کر	دل شوریدہ نے خاک اٹھا کر
اکوں کیا لوٹتا ہوں میں تے بازو بانے پر	خفا تو ہونہ و قریب کج میسے تھلاسنے پر
<b>روایتیں</b>	
<p>غم ہو اس کے پاس ہم رہہ ہو دم کے پاس جان سے جائیں نہ جائیں مگر ہم کے پاس ہو لہکتا عشق پہچاں سنبل پر غم کے پاس کاسہ و کف ہو کہ ہم آتے ہیں ان کو دم کے پاس آلگا ہو اپنا قطرہ بھی کننا ریم کے پاس</p>	<p>کو نہ ساجد ہم ہی تیرے عاشق بے دم کے پاس کس کی قسمت ہو کہ زخم تیغِ قاتل نصیب زلف بے وجہ خطِ سبز ہم سپاہ نہیں دیکھو فیاضِ زل نے کیا دیا آنکھوں کو فیض ہر قسمت برق دریا بھی کبھی ہو جائے گا</p>
<p>کر کے بحرِ قافیہ تب ریل لکھ اور اک غزل بیٹھ کوئی دم تو اذوق اور اس پر غم کے پاس</p>	
<p>پھر اٹھ کے رہ گیا یہ مسافر وطن کے پاس تیشہ ہیرا پنا رکھ کے سیر کو کھن کے پاس پہنچوں کبھی لبِ بُتِ پمیاں شکن کے پاس یہ ڈھیر ہو پتنگ کا پائے لگن کے پاس لا سکتا اپنا منہ نہیں چاہ و قن کے پاس یا جاتا ہو کو اں کسی تشنہ دہن کے پاس</p>	<p>شب جانِ اڑک گئی لبتِ دہنِ پاس یہ جوے خوں رواں نہیں دیکھو ہی رور ہا اس آرزو میں جان ہوں دینا کہ لیکے جام انگشتِ شمع کیوں نہ اٹھے ہر فاتحہ میں نے کہا کہ بوسہ تھی دو! ادب میں ہنسکر کہا کہ جاتا ہی پیاسا کو میں پہ آپ</p>
<p>اذوق صدفے جائے پیکِ خیال کے کیا لے گیا اڑا کے بتِ سین کے پاس</p>	



۳	بگماں وہم کی دارو نہیں لقمان کے پاس	مجھ میں کیا باقی ہو جو دیکھے ہو تو ان کے پاس
۴	قفص میں بند ہیں ہم جیسے فائے ناف نفیس	چمن سے بعد ہیں جیسے سین و قاف نفیس
۵	بیٹھی نظروں پہ بچے بجائے ہو بس چشم گس	اربعہ میں کون سے جان کے بس چشم گس
	تو گس اور تری چشم ہو س چشم گس	بواہوس جیسے دنیا سے بھر ادل نہ ترا

## روایات

۱	کہ یہاں عام ہو رہا ہو باں عام میں خاص	سب شاہب میں یہی ہو نہیل سلام میں خاص
	ہو یہ خاصیت اسی کے لب فنا میں خاص	خضر! اتیں ہیں ہوشمند حیوان جان بخش
	یہ مرض کرتا ہو شدت انہیل ایم میں خاص	عشق کا جوش ہو جب تک جوانی کے ہیں ن

ذوق اسمائے الہی ہیں سب اکم اعظم  
اُس کے ہر نام میں عظمت ہو نہ اک نام میں خاص

## روایات

۲	ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقررہن	پر کرتے کو جو صبا دے چاہی مقررہن
	ہو عجب طرح کی اک تیز نگاہی مقررہن	گل کرتی ہیں ہزاروں تری آنکھیں کافر
	قطع میں جامہ درویشی و شاہی مقررہن	پاس کیا قطع تعلق میں کہ کیساں سمجھے

رشتہ عمر کیا قطع سرا سراے ذوق  
کھوسکی شمع کے دل کی نہ سیاہی مقررہن

## ردیف ع

ذوق کیونکر ہو اپنا دیوان جمع ۱ کہ نہیں خاطر پریشان بسع

## ردیف ق

پھر کر ادھر ادھر بھی نہ اپنا گیا قلق ۱ لفظ قلق کی طرح سے یوں ہی باقلق

## ردیف ک

جھل کر ان کی زلفیں بال آئیں سے پاؤں تک ۱  
ہم ان کی چال سے پہچان لیتے ان کو بقیع میں  
یہ جتنے شہر ہیں سب کچھ پر زہر کھاتے ہیں  
سراپا شوق جا بیدار کر کے بل ہم جن کے حلقے میں  
بنایا اس لیے اس خاک کے پتے کو تھا انسان  
سراپا پاک ہیں دھوئے جھنوں نے تھا دنیا سے  
بلا میں کسے لیں سو بلا میں سر سے پاؤں تک  
ہزار اپنے کو وہ ہم سے چھپائیں سے پاؤں تک  
جہن میں ہر کیونکر ہو نہ جائیں سے پاؤں تک  
مثال شمع وہ ہم کو جلا میں سے پاؤں تک  
کہ اس کو درو کا پتلا بنا کر سے پاؤں تک  
نہیں جا جیتے وہ پانی بہائیں سے پاؤں تک

مرا انتہا ہی ذوق فوٹا جتنے زخم افروں ہوں  
نہ کیوں ہم زخم تیغ عشق کھائیں سے پاؤں تک

پھر تو اے خیر سے ہم جا کے اس غمروتک ۲ پراچھلتا ہی رہا اپنا کلیجہ وورتاک

صفحہ و ہر یکدل نہ ہوا ایک سے ایک  
دل کے دو حرف ہیں سو بھی ہو جا ایک سے ایک

## رویت گ

۱ بینی و عارض و ابرو سے ہیں شاخ و گل و برگ  
یوں عیاں اس چہرے سے ہیں شاخ و گل و برگ  
نکھے گویا قلم و مو سے ہیں شاخ و گل و برگ

## رویت ل

۱ شکل نہ جانے دم اضطراب سینہ سے  
ہمیشہ روئے سینہ سے کیوں جی چشم براہ  
خدا بچائے مجھے اس فتنل کے دشمن سے  
اگر نہ جبر کوں اختیار ایسا صبح  
اڑے گا مثل شہر ٹکٹے تہ کے سنگ میل  
برنگ غنچہ پیکان غنچہ قصور  
نرا دشمن جاں سے ہو ایک دمست ہوا  
چشم ناز ہی با میرے پیر بن میں ہوتا رہا

۲ برنگ شعلہ کہیں آہ شعلہ باریں دل  
اگر نہیں کسی ہوش کے انتظار میں دل  
کہ میرا دشمن جاں جو حری کناریں دل  
تو کیا کروں کہ نہیں بکے اختیار میں دل  
رہا اگر یہ ہیں گرم تپش مرزا میں دل  
ہوا شگفتہ نہ اپنا کسی بہار میں دل  
جو پوچھو کون ہو وہ ۹ میں کہوں پھر میں دل  
اگرہ ہو تار میں ۹ یا میرے جسم ناز میں دل

اٹھا بھی لائے اگر ہنشین مجھے ایسا وقوف

ہے گا میرے عوض میرا کوئے یا ہر دل

۲ چٹے جو عکس ترا جام میں تو ہو روشن  
عیاں ہی یوں مرے روزِ سیاہ میں رخِ رشید  
حباب بادہ تجلی سے طور کی قندیل  
کہ جیسے شب کو نظر آئے دو کی قندیل

۳ وہ نہ ہوں تیرا مجھے کیا کام کہ لوں گل  
یک شہتہ ہوں لبِ لبابِ خورہ کا کس کے  
نہیں بائش سر کو ہیں مے داغ جنوں گل  
نکلتے ہیں مری خاک سے آغشتہ جنوں گل

ہر روشنی خانہ دل - سوزِ محبت	زاہد تو بتا شمعِ حرم کیونکہ کروں گل
او ذوقِ محبت میں کسی غنچہ دہن کے	گلدستے سے بھی میں میسے ہاتھوں پہ فزوں گل
آئینہ فلک میں ہو عکسِ چراغِ دل	خورشید ہو نمود ہو ابل بنے اغِ دل

## ردیف

شمعِ آزاں نہ ہو اک است بہا آنسو گرم	برسوں میں آنکھ سے ٹپکا ہو مے لو ہو گرم
آبِ سینہ دریا میں ہوئے جل سکے حباب	دیدہ ترنے بہائے غنچہ آنسو گرم
اوسبائے محبت گل لیکے چمن کو پھر جا	کیا کروں سر کو مے کرتی ہو یہ خوشبو گرم
فاختہ سوزِ محبت ہوئی جل کے ہو خاک	کھینچے ہو دل سے پر اب کفن کو کو گرم
مشعلِ افروزِ جنوں کون ہو مجنوں کے لیے	گر نہ ہو گرمیِ وحشت سے دل آ ہو گرم

ذوقِ دل میں تپ عشقِ کلام ایسا خاک	عاشقانہ سی عنبرِ دل اور کوئی پڑھ تو گرم
بل بے آتشِ غم - دل کو کرے یہ تو گرم	کہ زمیں بشتِ سہاگہ تہ پہلو گرم
تن رہا یوں ہی تپِ غم سے اگر گرم مرا	سیخ آہن کی طرح ہو گئے بدن پر مو گرم
نیشترِ جل کے وہیں کشتہ فولاد ہوا	لکڑیا یہ آتشِ سودا سے مرا ہو گرم
کونسا سوختہ جاں صبح سے ہو گرم فغاں	کہ ہوا آتی ہو کوچہ سے تے گل و گرم

ہم تو سنتے تھے سدا کل چموزِ باغِ جاؤ	ذوقِ ہوتا ہو وہ کیوں تہ کے ترش ابرو گرم
--------------------------------------	-----------------------------------------

۱۔ یہ غزل عالمِ نوجوانی میں ایک مشاعرہ کے لئے لکھی گئی تھی۔ استاد نے غزل لکھنے سے پہلے اس مشاعرہ کا مطلع نگر میر مشاعرہ سے کہہ دیا تھا کہ زمین تو گرم ہو کر آتشِ محبت کی ہو چاچا نکات دلی یہ ننگوئی پوسی ہوئی جب تلورہ جمع ہوا تو جو جلسہ میرا لالہ بابا

۲  
 یارب ہیں کس کی لفت کئے دنیاویوں میں ہم  
 لکھتے الف خطوں کی نہ پیشانیوں میں ہم  
 قریب حرم میں بھی ہیں تو قربانیوں میں ہم  
 لائیں جو آہ کو شہرا فشانوں میں ہم  
 پھر ہیں جنہیں کے سلسلہ حبیبانیوں میں ہم  
 سرگرم سوئے عشق کی ہمایوں میں ہم  
 آئینہ رو کے سامنے حیرانیوں میں ہم  
 کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہیں فانیوں میں ہم  
 اب مہرے ہیں اس کی پیشانیوں میں ہم  
 شربت الود کرتے ہیں نصرائیوں میں ہم  
 ہندو اسیر دیکھیں ہیں رائیوں میں ہم  
 مصروفِ نغم دل کی گس رائیوں میں ہم  
 اپنے سیاہ نامہ کی طولانیوں میں ہم

پابندِ جونِ خاں ہیں پریشاں میں ہم  
 ہوتی نہ باز لفت تو خطِ شکستہ میں  
 پائی نہ تیغِ عشق سے ہم نے کہیں پناہ  
 دوزخ بھی جائے نمرہ گل من مزید بھل  
 پاکو بیوں کو مردہ ہوزنداں کو ہو نوید  
 غم بھی نہیں جگر پہ رہی اس قدر رہے  
 ہیں آئنے میں صورتِ تصویر آئنے  
 کیا جانیں ہم زمانہ کو حلاوت ہو یا قدیم  
 کیوں جی کے جگر میں آئے شرمندہ یا سے  
 پرستِ بچِ شتم مست کے سرخوش ہیں جو عالم  
 اُس خالی سُرخ پہ جمع ہوئے قطرہ عرق  
 سینہ کا چاک سینے کی فست کہاں کہ ہیں  
 دکھلائیں روزِ حشر کو جن السطور سے

جاملے ضعف سے نہیں کوچ میں اس کے ذوق  
 بجائیں کاش گریہ کی طغیانیوں میں ہم

## روایت

۱  
 جامِ شراب دیدہ پر غم سے کم نہیں  
 ہو جامِ جس کے ہاتھ میں وہ دم سے کم نہیں

بے یا روزِ عیدِ شبِ غم سے کم نہیں  
 دیتا ہو دو پرچہ کے فرصتِ نشاط

۱۵ یہودی لوگ شراب بھی کم پیتے ہیں اور چھپ کر پیتے ہیں فارسی شعر نے کم پینے اور چھپ کر پینے کے لیے ”شراب الیہود“ کی اصطلاح مقرر کر لی ہے۔

<p>نیا ہوسے زندہ پر کیا اشکِ لالہ گوں ہوتی ہر جمعِ زہ سے پریشانیِ آخر شورِ بے سرِ شک میں ڈوبا ہوا ہر دل</p>	<p>اپنی خزاں بہار کے موسم سے کم نہیں درہم کی شکل صورتِ درہم سے کم نہیں تیزاب میرے زخم پر مرہم سے کم نہیں</p>
<p>او ذوق کس کو چشمِ حقارت سے دیکھیے سب ہم سے ہیں یادہ کوئی ہم سے کم نہیں</p>	
<p>ہاں تاملِ دمِ ناوکِ سنگنی خوب نہیں گلِ پیشاں ہیں آنسوئیں جس کے چمن میں آخر بات تو ہم نے بنائی تھی وہاں خوب بھگر</p>	<p>ابھی چھاتی مری تیروں سے چھنی خوب نہیں دیکھ اسی غنچہ بیاں خنہ زنی خوب نہیں تھی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بے خوشی نہیں</p>
<p>کون آنشِ نفس لے ذوقِ چمن سے گزرا آج چوسے روئیم چمنی خوب نہیں</p>	
<p>بغداد و فراتِ حید کے حد سے ہیں خوشید و اردیکھے ہیں سب کو ایک آنکھ</p>	<p>۳ اپنا ہر یہ طریق کہ باہرِ حد سے ہیں روشن ضمیر ملتے ہر اک نیک و بد سے ہیں</p>
<p>۱۔ یہ غزل سہ ماہی کے ایک مشاعرہ میں جس کے بانی مرزا صاحب شہزادہ تھے غیر طبع میں پڑھی تھی بادشاہِ ظفر مرحوم بھی اس شاعرہ میں شریک ہوئے تھے اور ان کی غزل بھی طبع میں لکھی گئی تھی اس لیے استادِ ذوق کا دستور تھا کہ جن شاعرہ میں بادشاہ کی غزل ہوتی تھی اس میں طبعِ بہا بھی غزل پڑھنا سولے ادب سمجھتے تھے اس لیے اس شاعرہ کی طبع پر بھی غزل نہ لکھی تھی بادشاہِ ظفر نے طبع کی جو غزل پڑھی اس کا ایک شعر یہی افسوس غزل کلیاتِ ظفر میں موجود نہیں ہو شاہوں کے مقبروں سے الگ دفن کیجیو ہم سب کیوں کو گورِ غنیریاں پسند ہو اللہ نے انکی دعا سن لی اور سچ محض کسی شاہی مقبروں جگہ نہ لی نہ کمال میں بار کے پاس دفن ہوا۔ ۲ بہاؤیوں کے پہلو میں خاکِ پاک دہلی نصیب ہوئی۔ ۳۔ مسکندرہ میں اکبر کا جوار ملا لاہور میں جہانگیر کے قریب ماہل ہوئی اگر وہاں شاہجہانی شان کا مقبرہ تو کجا خلد آباد (دکن) میں عالمگیر کی پستق اور فام ہزار کے زندہ کی بھی قیمت میں نہ لکھی تھی۔ سبکی کی موت رنگون میں آئی اور وہیں گورِ غنیریاں کا گوشہ دبایا۔</p> <p>فاعتد بہ باد و لا اقصا</p>	

بُنیا دیکھو مری خشتِ لحد سے ہیں اس میں جانیِ خضر ابھی نابلد سے ہیں سمجھو کہ کرتے برف کی پوششِ نم سے ہیں بہتر سمجھتے ہم اُسے عمرِ ابد سے ہیں ہو جاتے بے مزہ ہیں بڑھ جاتے حد سے ہیں	وہ مست ہوں کہ کھٹے قح کش تمنا جاندا گانِ عشق سے پوچھو فنا کی راہ پر ہیں خاکِ دلوں کے ہو گر خرقہ فقیر وہ ایک دم کہ جس میں میسر ہو وصلِ یار جتنے مزے ہیں یاں دشنِ نشہ شرب
دل کے ورقِ پربت ہیں صد مہرِ دلی عشق ہم کرتے ذوقِ عشق کا دعویٰ سند سے ہیں	
عارضِ پہ خطِ ہر طوطی تصویرِ باغِ حسن دریائے آئینہ میں ہے تصویرِ باغِ حسن	۴ اچھم تیری مست قح گیرِ باغِ حسن اور شکِ باغِ طاقِ دوا برو کا تیری عکس
سیرِ خزاں جو چاہے تو اور ذوقِ دیکھ لے اُس ناز میں کا جلوہ تنخیرِ باغِ حسن	
گئیں یاروں سے وہ اگلی ملاقاتوں کی سب سبیں پڑا جس دن سے دل بس میں تھے اور دل کے ہم بس میں کبھی ملنا۔ کبھی رہنا الگ مانند مڑگاں کے تماشا کج سرشتوں کا ہی کچھ اخلاص آپس میں توقع کیا ہو جینے کی ترے بیمارِ حبراں کی زنجبشِ نبض میں جس کے رنگرمی جس کے تلسی میں ہوائے کوئے جاناں لے اُڑے اس کو متوجہ کیا تین لاغز میں ہو جاںِ س طرح۔ جس طرح بو خس میں مجھے ہو کس طرح قولِ قسم کا اعتبار اُن کے ہزاروں دے چکے وہ قولِ لاکھوں کھاپے قس میں	

<p>جو مضمون ذوق دیوان دو عالم میں ہوئے ہوئے حواسِ خمسہ ہیں انساں کے وہ بندِ خمس میں</p>	
<p>ہم اپنے ہاتھوں کا ترگاں سے کام لیتے ہیں نصیب مجھ سے مرے انتقام لیتے ہیں غورِ حسن سے کس کا سلام لیتے ہیں</p>	<p>بلائیں آنکھوں سے ان کی دھام لیتے ہیں شب وصال کے روزِ فراق میں کیا کیا جھکائے ہی سرِ تسلیم ماہِ نو۔ پروردہ</p>
<p>ہمارے ہاتھ سے او ذوقِ نقتِ حنو مٹی ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہیں</p>	
<p>شمع ہو اک سوزِ گم گشتہ اس کا شانہ میں برسوں مسجد میں با برسوں با تخانہ میں یا تری آنکھوں میں کبھی یا تمے دیوانہ میں جوشِ کیفیت میری خاک کے پیمانہ میں خمِ نشیں ہیں مثلِ افلاطون سبلسِ نجانہ میں لو چھو کیا لے جائے گی آکرے ویرانہ میں سبزِ نخلِ شمع ہو خاکِ سترِ پروانہ میں ورنہ کیا کیا لعلِ مانے کھیت ہیں ہر دانہ میں زلفِ داں شانے نے کھنچنے روہیاں شانہ میں</p>	<p>دو وصل سے ہی یہ تابیگی مے غمانہ میں میں ہوں نہ خشتِ کُن مے اس پرانہ میں مستی و نا آشنائی و حسرت و بیگانگی میں یہ کیفی ہوں کہ پانی ہو تو بن جائے شرب ہوش کا دعویٰ ہے بیہوشوں کو زیرِ آسماں پتھروں میں ٹھوکریں کھاتی ہو ناحقِ سیلاب عشق کو ای حسن اگر نشو و نما نہ ہو برقی خرس سوز ہو عالم میں نا بھی تری کس نزاکت سے ہو دیکھو خاکِ حسنِ عشق</p>
<p>ایک پتھر جو منے کو شیخِ نبی کعبہ گئے ذوقِ ہر بت قابلِ بوسہ ہے اس تخانہ میں</p>	
<p>سیر کے قابل ہے یہ پر سیر کی فرصت نہیں ہر ہمیں زیرِ فلک سرِ منزلِ راحت نہیں ہوتا وا۔ بے شور و اویلا و احسرت نہیں</p>	<p>اس گلستانِ جہاں میں کیا گلِ عشرت نہیں خواہ گردش ہو زمین کو خواہ پھر تاؤ فلک بہل تیغِ محبت کا لبِ ہر زخم دل</p>



<p>دل وہ کیا جس کو نہیں تیری تنائے اتصال          کہتے ہیں جا میں گر چھب جائیں غم کے ہاتھ سے          خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہم کو قرار          ایک دل اور اس پہ اتنے بار غم لائے دل</p>	<p>چشم وہ کیا جس کو تیری دید کی حسرت نہیں          پر تے غم سے ہمیں مرنے کی بھی فرصت نہیں          ایک ساعت مثل ریگشتہ ساعت نہیں          اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بے طاقت نہیں</p>
<p>ذوق اس صورت کے ہیں بنیادوں صورتیں          کوئی صورت اپنے صورت گری کے صورت نہیں</p>	
<p>وقت پیری شباب کی باتیں          پھر مجھے لے چلا اُدھر دیکھو          واعظ چھوڑ ذکرِ نعمتِ خالد          تجھ کو رسوا کرینگی خواب و دل          جاؤ ہوتا ہو اور بھی خفقاں          ہمامِ ملب سے تو لگا اپنے          سُننے ہیں اس کو چھیر چھیر کے ہم          دیکھ اِدل نہ چھیر قصہ زلف</p>	<p>ایسی ہیں بھئی خواب کی باتیں          دل خانہ خراب کی باتیں          کر شراب و کباب کی باتیں          تیری یہ اضطراب کی باتیں          سُن کے ناصح جناب کی باتیں          چھوڑ شرم و حجاب کی باتیں          کس مرنے سے عتاب کی باتیں          کہ یہ ہیں پیچ و تاب کی باتیں</p>
<p>ذکر کیا جوشِ عشق میں اس ذوق          ہم سے ہوں صبر و تاب کی باتیں</p>	
<p>وِسیا سے میں اگر دل مضطرب کو توڑ دوں          کیا دشمنی ہو اِہلِ کرم سے کہے ہو چرخ          ساقی لڑائیوں سے تری چاہتا ہو جی          احسانِ ناخدا کے اُٹھائے مری بلا          نازک خیالیاں مری توڑیں عود کا دل</p>	<p>سائے طلسم و ہم گذر کو توڑ دوں          یاں تک جھکاؤں شاخِ ثمرور کو توڑ دوں          باہم لڑائے شیشہ و ساغر کو توڑ دوں          کشتیِ خدا پہ چھوڑ دوں لنگر کو توڑ دوں          یزید بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں</p>

پھر اس غم کو یاد کرے دل قبولِ نینق  
نفسِ چھو کے میں سرِ نث ترک تو زوہوں

کدورتی غمِ ہر یوں دورِ آسمانی میں ۱۱  
کہ جیسے جاے کوئی کشتیِ دغائی میں  
رکاؤ خوب نہیں طبع کی روانی میں  
کہ بوفساد کی آتی ہو بند پانی میں  
کہاں نیاں ہیں حکایاتِ مضمرو آبِ بقا  
بقا کا ذکر ہو گیا اس جہانِ فانی میں  
نہیں خضابِ مطلبِ تنگہ سے سفید  
سیاہ پوشش ہوئے ماتمِ جوانی میں  
ہمیشہ ہی مجھے سرمایہ بقا میں فنا  
حباب وارہوں میں آبِ ندگانی میں

بجز تارِ علی شاہ کون جانے وقوع  
تری زباں کا مزاتیری شعر خوانی میں

تو کہے غمِ کہ اس لب پہ دھڑی غم نہیں ۱۲  
چپا کدھ چھوٹا سا اور بات بڑی سب نہیں  
سنانے سے مرے ملتا نہیں ناصح جب تک  
منہ کھا تا مرد و چار گھڑی خوب نہیں

خویر یوں سے بہت اندھ لڑی پڑیوں  
قسمتِ ابدِ وق کہیں اپنی لڑی خوب نہیں

وہ دیکھیں بزم میں پہلے کدھر کو دیکھتے ہیں ۱۳  
محبستِ آج ترے ہم اثر کو دیکھتے ہیں  
ہو ان کی چشم کی گردش پہ گردشِ عالم  
جدھر ہو ان کی نظر سب ادھر کو دیکھتے ہیں  
پڑیگا سایہ زلف اس پہ بھی ضرور کبھی  
کہ بچ و تاب تمہاری کمر کو دیکھتے ہیں  
نہ پوچھو شغلِ اسیری میں ہم غمِ یوں کا  
کبھی نفس کو کبھی بال و پر کو دیکھتے ہیں  
یہ کس کو دیکھ فلک سے گرا ہو غش کھا کر  
پڑا رہیں پہ جو نورِ قمر کو دیکھتے ہیں  
سوال جو ہر آئینہ ہی بہ چشمِ پُر آب  
کہ منہ پہ خاک ملے کیوں ہنر کو دیکھتے ہیں  
عرق کے قطرے نہیں دیکھتے ہیں اس رخ پر  
جہاں کے آئینہ سے دل کا کھٹکے

کہا دو تم لب میگوں چمنہ نمکیں	کہاں تو ساغر میں شکر کو دیکھتے ہیں
عبارت محبت کا دکھ سختی پر	لگا کے ذوق کسوٹی پر زکریا دیکھتے ہیں
<p>۱۴</p> <p>کر تے ہیں جادو سے اپنے اگلے دشمن آب میں اس طرح جاتے ہیں دیکھا! پاک نامن آب میں شیر سے پھر تھیرتا آدھ وقت فن آب میں زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہی ہن آب میں گو کہ میں ڈوبا کھڑا ہوں تا بگردن آب میں جیسے مستقی کا دم ہوتا بہ مردن آب میں ہر گنا خط لکھتے لکھتے مستحق من آب میں</p>	<p>۱۵</p> <p>خدا کر ساقیان سامری فن آب میں چشمہ آئینہ میں کب تر ہوا۔ پائے نگاہ پھر زاری سیلِ حوادث سے کوئی مردوں کا نہ صحبت اہل صفائے تیرہ دل کب فہم ہوں اب بھی گریہ سے مجھے فرصت نہیں فوارہ دار یوں ہا میں زندگی بھر تشنہ و پدایار شب جو ہم لکھنے کو بیٹھے انکھ سے اندھے شکار</p>
ذوق تو اس بحر میں ہے گل مضمون بہا	جا بجا لگ جاک پھولوں بحر من آب میں
<p>۱۶</p> <p>ہو سراپا غلٹ ماہی ماہ روشن آب میں مردم آبی ہیں ان کا ہو نشین آب میں ناؤ کاغذ کی جیسے اس طفل کو دن آب میں</p>	<p>۱۷</p> <p>ہوے تو اس مروت جہی تو فلن آب میں مردم دیدہ ہیں اپنے زندہ آب اشاکے بھول مت علم کتابی پر کہ آخر کب تک</p>
<p>۱۸</p> <p>ہو شورِ النیات صریح تسلیم نہیں یہ خوں خراشِ دل میں بزم سے کم نہیں لیکن نکل بھی جائے گا ثابت قدم نہیں</p>	<p>۱۹</p> <p>غنائم اپنا صفحہ عشرت سے کم نہیں جو شش شگفتگی ہے محبت کا غم نہیں آتش میں آپڑا تو ہو میری طح سپند</p>
<p>۲۰</p> <p>کہ شاہ و شاہ دہلی نے جب اس غزل کی شہرت سنی کھلا بھیجا کہ یہ غزل</p>	

وہ کونسا ہر داغ جو گردِ آبِ غم نہیں  
یہ زخمِ دلِ تہمِ غنچہ سے کم نہیں  
ایسے وفا یہ تیری خدا کی قسم نہیں  
گو ہر آہ اپنی آب میں غرق اور غم نہیں  
گیسوئے دودِ شمع میں بھی بچِ دُغم نہیں  
یاں جامِ مٹی ہو سٹنے گر جامِ جم نہیں  
ای شمعِ رو عیاں شفقِ صبح دم نہیں  
جب تک کہ اس میں چاشنیِ رومِ غم نہیں

یہ دل مجھے ڈبو کے رہے گا کہ سینہ میں  
ہیں آمد بہار سے بھرائے منہ میں خوں  
مشکل ہو میرے عہدِ محبت کا ٹوٹنا  
اہلِ صفا کا دیکھنا نہ دامن کسی نے تر  
اندھے ضبطِ دل کہ مری برسِ ہزار  
ہر میکشوں کے واسطے بیخفا نہ تختِ جم  
چمکایہ آتشِ دل پر روانہ کا ہر رنگ  
گر آبِ دیدہ شربت کو تر بھی ہو تو کیا

جاہاں آگہ بند کیئے ذوق تو کہاں؟  
یہ راہ کوٹے یا رہے راہِ عدم نہیں

جیتنے ہی کی کیا ملکِ فنا میں ساتھ بشر کے بھگڑے ہیں  
مگر اُدھر سے جہاں چھٹے تو جاکے اُدھر کے بھگڑے ہیں  
کیسا دامن کیسا کافر کون ہے صوفی کیسا رند  
سارے بشر ہیں بندے حق کے سائے شر کے بھگڑے ہیں  
غم کتنا ہر دل میں رہوں میں! جلوہ جاناں کتنا ہو میں!  
کس کو زکا لوں کس کو رکھوں! یہ تو گھر کے بھگڑے ہیں  
بحر میں موتی پانی پانی۔ لعل کا دل خوں پتھر میں  
دیکھو! لب و دنداں سے تمہارے لعل گھر کے بھگڑے ہیں

۱۔ اس غزل کو حکیم احسن اللہ خاں طیب شاہی نے بادشاہِ نغز کوٹنایا بادشاہ کو پسند آگئی بادشاہ نے بہت چاہا کہ مستاد  
حسب معمول اس کو تندر گزرائیں لیکن شکل یہ تھی کہ خود مستاد کو بھی اپنے یہ اشعار دل سے بھاگ گئے تھے اس لیے  
بقول آزاد بادشاہ نے اگرچہ کشش کی تقاضا بہت لگائی لیکن مستاد نے نہ چھوڑی ۱۲

دوست کے گھر میں دشمن ہو جب سنگ ہمارے سینہ پر  
دل کا ذکر کیا باقی - پھر تو سر کے جھکڑے ہیں  
تضرعِ دل کا دیکھنا عالم - ہاتھ اٹھائے دنیا سے  
پاؤں پسارے بیٹھے ہیں اور سر پہ سفر کے جھکڑے ہیں

ذوق مرتب کیونکہ ہر دیواں شکیبہ و خرس کی ہے سکرین  
باندھے گلے میں ہم نے اپنے آپ ٹانف کے جھکڑے ہیں

آستواں ہیں ستن لاغریں خس کی تیلیاں ۱۸  
گر رگ گل سے ہوں بلبل کے قفس کی تیلیاں  
ظاہر رنگ حنا کا شوق اگر ہوا ہر سی  
چشمِ گریاں نے اگر کی من بہ سات خوب  
ہو پئے مرغِ دلِ بلبل رگ گل کا قفس  
گر جو اسی صیادِ ناداں تجھ کو آیش کا شوق  
تیلیاں بھی وہ کہ حشر برس کی تیلیاں  
کانٹے اکھنوں چھچھوئیں گس کے خس کی تیلیاں  
تھے ہاتھوں کی لکیریں ہیں قفس کی تیلیاں  
سبز ہو جائیگی سب سے قفس کی تیلیاں  
اس سے نازک رکھا ہوگی قفس کی تیلیاں  
مست بنا جیل کے تاروں سے قفس کی تیلیاں

۱۹ یہ غزل دلی کے اس نامی مشاعرہ کی یادگار ہے جس کا ذکر آج بھی پڑنے لوگوں کی صحبتوں میں کبھی کبھی آجاتا ہے مشاعرہ  
میں شاہ نصیر بھی شریک تھے اور وہ زمانہ تھا جب کہ شاہ نصیر اور ذوق میں ادبی معرکہ آرائیاں ہو رہی تھیں شاہ نصیر کے  
ایک غیر طبعی غزل کو شکر جو اسی بحر اسی ردیف قافیہ میں بھی اگلے مشاعرہ کے پلے ہی طرح قرار دی گئی ذوق نے ایک غزل  
لکھا اس میں کچھ گفتہ شنود کی قوت آئی ذوق نے کہا کہ برس دن تک علاوہ طبعی غزل کے اس زمین میں بھی غزل ہوا  
کرے چنانچہ دو مشاعروں میں ایسا ہوا تیسرے جلسہ میں شاہ نصیر کے طفاثر نے استاد پر کچھ چوئیں کیں اور شاہ نصیر  
کے صاحبزادہ شاہ وجیہ الدین منیر نے توصف طو پر اس شعر میں جو آج تک مشہور ہو گئی ہوئی چوٹ کی ہے

گرچہ قسندیل سخن کو منہ لیا تو کیا ہوا

ڈھانچے میں تو ہیں وہی اگلی برس کی تیلیاں

اس منزل پر اگر اس مشاعرہ ہی کا خاتمہ ہو گیا ذوق کی یہ غزل جو دیوان میں شامل ہے اور جس کا یہ انتخاب پیش کیا

گیا ہے پہلے مشاعرہ کی غزل ہے اس کے بعد کے جلسوں کی غزلیں متعدد ہم ہو گئیں ۱۹

جو ہیں مرغِ تردماغ اُن کے تفس کے واسطے

چاہئیں صندل کی چوبیں اور خس کی تیلیاں

سلسلہ وابستہ تھا کچھ عالم معنی سے فوق

ورنہ تھیں یہ تیلیاں کسے بس کی تیلیاں

آج اُن سے مٹی کچھ مدعا کہنے کو ہیں  
ہیں وہ بن غنوں کے کیا جانے کیا کہنے کو ہیں  
کہدے شبنم سے نہ پھر یہاں گل کے کان ہیں  
دیکھ آئیے بہت بن خاک ہے یہاں مناسب  
دیکھ تو لے پہنچے کس عالم سے کس عالم میں ہیں  
ہر جہاں مانند مجھ اور ہم مثل سپند  
پوچھو قاتل سے کرے گا قتل آخر کس تارک  
مست گئے جو ہر وفا کے اٹھ گئے سب الٹ  
ہر صفائے دل ہی جس میں عیاں ہو سکل یار  
کیا ماسا جو کہ اُن کے کان میں اٹھا جو درو

پر نہیں معلوم کیا کہو سینگے کیا کہنے کو ہیں  
شاید اس کو دیکھ کر صل خطے کہنے کو ہیں  
بنسلیں حوالِ دل کچھ ایسا کہنے کو ہیں  
ہیں کہاں اہل صفا اہل صفا کہنے کو ہیں  
نالہاے دل ہمارے نار سا کہنے کو ہیں  
اب چلے جائینگے آئے اک صدا کہنے کو ہیں  
اپنی تاریخ آج ہم پیش از قضا کہنے کو ہیں  
اب وفا جو نام کو اور با وفا کہنے کو ہیں  
یوں تو آئینوں کے دل بھی اس صفا کہنے کو ہیں  
ہم جو آئے درو دل اپنا ذرا کہنے کو ہیں

سب سے بڑا غلام اُن کے مہ نہیں کھوئے یہ فوق

نہ پیک مرگس پیغام قصا کہنے کو ہیں

اگر مٹی اور مدعا کے الفاظ جو اس غزل میں آئے ہیں استادِ ذوق کی زندگی کے ایک واقعہ کی کج کائناتوں کے  
ناگہ معاملات سے نمایاں تازہ کرتے ہیں ذوق نے دہلی میں اپنے پڑوس میں ایک مکان خرید کیا تھا بعض لوگوں  
نے جن کو اُن کے اس خریداری پر اعتراض تھا عدالت میں شہری اور بائع پر ہمارش کر دی ذوق جیسے آنا و نیش  
شروع کی فکر رکھنے والے شخص کو اس سے گھبراہٹ ہونا لازمی تھی وہ گھبرا کر بروہی فضل حق صاحبِ مرشدت دارِ عدالت  
کے پاس پہنچے تاکہ زبانی اُن کو حالات بتا دیں اس خیال سے کہ مرشدت دار صاحب کو ذوق سخن ہے وہ شہرستان  
کی فرائض کی گئیے اٹھنے سے خاص موقعہ کے لیے یہ غزل لکھی تھی تاکہ تازہ کلام سے اپنے غائب کو محفوظ کیا جائے اور اس میں کچھ  
نکچہ اپنے مطلب کی جھلک نمودار ہو جائے چنانچہ مطلع میں استاد نے حمایتِ غلامی سے اپنی اس غرض کو پورا کیا ہے ۱۲

<p>۲۰ کھنا فیہ نظر عین خطا ہے اس میں اب نقطہ بھی نہیں خوں کا رہا ہو اس میں نہیں معلوم کہ دل کس کا گرا ہو اس میں اسم کو ہیں نے تے کندہ کیا ہو اس میں کہ نہیں جام میں مے آب بٹا ہو اس میں جو کہ قسمت کا لکھا تھا سو لکھا ہے اس میں سرد ہونے پہ بھی گرمی وفا ہو اس میں</p>	<p>گر تر نور نہیں چشم میں کیا ہو اس میں دل کو کیا دیکھے گا تو چیر کے کیا ہو اس میں رسن انداز ہو چاہ وقتن یار میں زلف تو گئیں توڑنے دل کا کہ بڑی کاوش سے خضر ساقی ہو تو میں جام نہ لوں گرجاؤں اُس جناکیش کے نامہ کو پڑھوں کیا قاصد جاہا پاؤں بہ قال کے تڑپ کر گشتہ</p>
<p>کیا بگوئے کی طرح خاک کا پتلا اور ذوق اُڑتا پھرتا ہی بھری جیسے ہوا ہو اس میں</p>	
<p>۲۱ ہوں اس طرح جہاں میں کہ گویا نہیں ہوں میں میں ہوں تمہارا سایہ جہاں تم وہیں میں پراڑ کے جا پہنچا کہیں سے کہیں ہوں میں نام آسمان پہ میرا ہر زیریں ہوں میں</p>	<p>حق کا طبع خلق سے غزلت گزیتوں میں میر و نہیں کہ تم ہو کہیں اور کہیں ہوں میں ہوں ظاہر خیال نہ پر ہیں نہ میرے بال یار رب کو میں کا تا رہا ہوں یا آسمان کا ہوں</p>
<p>۲۲ چشم پر آب سے اپنے وضو کرتے ہیں اگر اک طبے سے ہم اس کو رنو کرتے ہیں نوش ہم اس میں بھی دل کا لہو کھینچتے ہیں سرکشی اتنی جو سرو لب جو کرتے ہیں</p>	<p>قصہ جب تیری نیارت کا کھو کرتے ہیں دل کا یہ حال ہو پھٹ جاکر سو جے سے اور توڑیں اک نالہ سے اس کا سہ گردوں کو مگر قد و لہو کو تمہارے نہیں دیکھا شاید</p>
<p>۲۳ پارس بھی ہو تو جانتا مردار سنگ نہیں نخل میں اُن کی میں کسی چوسر کا گناہ نہیں</p>	<p>کھتا ز بسکہ جیفہ دُنیا سے ننگ ہوں ہیں سب سے پہلے میرے اٹھانے کی فکر میں</p>

دل بیٹھا تو ضبط ہو اور مجھ کو اضطراب	دل میرا مجھ سے تنگ ہی میں دل سے تنگ ہو
کہاں ٹھوٹھے کوئی دل کو بچو م فارغ سواں میں نہ بھونے کی کبھی ہر دم شکایت نہ کامی کی جولہ تاشناسے مرگ ہوتا خضر تو وہ بھی	ملے کھوج ایک پروانہ کا کیا گنج پرانا رہا رہے آپس کے جینک تن میں خیرین کا رہا نہ پیتا آبِ حیاں وہ سب مرنا آبِ حیاں رہا
خود غضب کرتے تھے بھی کم ایسے شخص ہیں صاحب دلیں نے کہہ دل پر کیا مقام دیوانے تیرے شست میں رکھینگے جہنم وہ کیا جو بلا دیگے ایمان بھی انھیں	اور ہم تمہیں پہنچے ہیں ہم ایسے شخص ہیں کب کرتے تھے در و درم ایسے شخص ہیں مجنوں بھی ایسا آکے قدم ایسے شخص ہیں زاہد یہ بُست خدا کی قسم ایسے شخص ہیں
پیش بُستاں محو تو دماغی ہیں ہو کے اک بوسہ پر ترش ابرو	بُسر ہی پر دوی خدا ہیں بات کو ڈالنا کھٹائی میں
ذوق ہو ایک رنڈ شاہد باز اس کو کیسا دُخل پار سائی میں	
یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں خط دیکھ کر وہ اُسے بہت پیچ و تاب میں	واں ایک نہ نشی تری سب کے جواب میں کیا جانے لکھ دیا انھیں کیا اضطراب میں
بے بادہ غمگی میں وہ ذوق جو نیر کی توبہ بے وقوف نے ناحق شایس	
ذرا رنگ لگے ہوں تیرا فدیہ پا ہوں	میں کچھ نہیں لیکن سے قدموں کا ہوں
لے بتاں کا لفظ بتا رہا ہو کہ یہ لڑکپن کا کلام ہے اس وقت دلی کی ہی زبان تھی "	



۲۸	مجنوں نے مجھے سمجھا چراغِ رُخِ مقصود وہ مہر تو میں تاب۔ وہ گوہر تو میں لب	میں ناقہ لیلیٰ کا سرِ غ کف پا ہوں مجھ سے نہ جدا وہ ہو نہ میل سے جدا ہوں
۲۹	کھائے سب یہ تمہے، ایک مژگانِ دل میں گم رہی کر بیٹھا ہمارے غم چراغِ دل میں خالفہ میں بھی وہی ہو جو خرابات میں ہو	اتنے موت پہ نہیں جتنے ہیں پکیاں دل میں ہم نے جانا تھا کوئی دن ہو یہ جہاں دل میں فرق پر یہ ہو۔ یہاں منہ ہو اور دل دل میں
۳۰	تیرا فتنا، چن شتوں میں ادا جاتے ہیں چادرِ مستاب ہو نیلے کفن کے فکر میں	صبر و طاقت کے وہاں پاؤں اکٹھ جاتے ہیں
۳۱	گر گیا ہوں بسکے جل سیش کے فکر میں ایکے دل لے لوں پھر اُس بُتِ قائل کو نہ دوں چار گھرے کرو دل کے کہ نہیں ہو سکتا	چادرِ مستاب ہو نیلے کفن کے فکر میں
۳۲	دُوالِ آبلے ای گر جی فناں مُنہ میں ہمارا پی کے ہو۔ تیرے سیر کا سو فار	جانِ دلِ دل و لعلِ دل پر دل کو نہ دوں لب کو دوں رخ کو نہ دوں لعل کو نہ دوں
۳۳	دُوالِ آبلے ای گر جی فناں مُنہ میں ہمارا پی کے ہو۔ تیرے سیر کا سو فار	کہ چپکا بیٹھ رہوں بھرے گھنگنیاں مُنہ میں یہ چپ ہوا ہو کہ گویا نہیں ہاں مُنہ میں
۳۴	اسیرِ بیخ و غم میں مراضِ جاں لب میں ہو جو آنکوں موتِ ردا جگر سے۔ مجھ کو نہیں نبا	اور اس کاب تکا جیتا ہوں میں کوئی عجب میں ہو کہ نامِ عشق لوں اور اس راحۃ طلب میں ہو
۳۵	ہرُنِ مو سے نکلتے ہیں شرارِ آتشیں	بن گیا ہوں میں سراپا اک انارِ تیشیں

واہ رے سوزِ جگر اٹھتے ہیں میری خاک سے	دو دگن کی طرح اب تاک غبارِ آتشیں
سینہ و دل پر مرے زخمِ جگر ہنستے ہیں	۳۷ ہنسنے دو چارہ گرو ہنستے ہی گھڑتے ہیں گہرست گل کے نکل جانے کو سورتے ہیں
میں ہوں وہ جگر خوں کہ مساماتِ بدست	۳۸ جوں اشک عرق بھی ہفتی رنگ نکالوں پھر بار کا ذکر نہ ہن تنگ بخالوں
دنبالہ سے سرمہ کے سوال پتئی نکھیں	۳۹ کنہ نہیں نہ کچھ سیفِ نہاں ہیں تری نکھیں
مے مالوت سے چپ ہیں مرغِ خوش الحان نہیں	۴۰ صد اطوطی کی سنا کون جز غارِ خانہ نہیں
ہوا ہو اور نہ ہو مے کا کوئی پیدلِ فانی میں	۴۱ وفائیں کوئی مجھ سے اور ہم سلبِ فانی میں
اسیری عشق کو منظور تھی میری لڑکپن میں	۴۲ برآمد کر کے محنت کا پٹھیا طوطی گون میں
ہر وہ دیوانے کہ جن کو بیڑیاں درکار ہیں	۴۳ ہم اسیرِ زلف ہیں کافی ہیں و تار ہیں
کندیں او بھی پوں تو کندہ انداز رکھتے ہیں	۴۴ تری زلفوں کے غم کچھ اوہی تار رکھتے ہیں
کیا صوفی و کیا میکش قائل مے و نون ہیں	۴۵ پر نہ ہر بے مشرب غافل مے و نون ہیں

مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے میں	بے وفا پوچھے ہو کیا دیر ہو لیجانے میں
جس جگہ بیٹھتے ہیں بادیدہ غم اٹھتے ہیں	آج کس شخص کا منہ دیکھ کے ہم اٹھتے ہیں
کہتے تھے آنے کو خاطر سے ہماری پیروں	ہوئے برسوں نہ ہوئی پروہ تمہاری پیروں
یہ طوق اس واسطے جھوتا ہوا نمری لگی کہیں	کہ تھا بل کی گردن کا پڑا نمری کی گردن میں
خصیت جو کہ ہم سے ملنے وہ اپنے گھر ہیں	گھر کے کھینچتے والے ہم اُن سے پیشتر ہیں
زاہد گمراہ کے میں کس طرح ہمراہ ہوں	وہ کہے اللہ ہوا اور میں کہوں اللہ ہوں
کسے تپنے سے سر کو جو نوکِ سناں پر تاج ہیں	عشق میں وہ کرتے حاصل رتبہ معراج ہیں
کنا کر اپنا سر نوکِ سناں پر تاج کرتے ہیں	حصول اس طرح عاشق رتبہ معراج کرتے ہیں
کہتی ہو ماہی بریاں کہ دبیرانِ قضا	دل غیبیتے ہیں اُسے جس کو درمیتے ہیں
آپ تانا ہو عیاوت کو نہ تو آتی ہے	یاد میں تیری اہل سے بھی فراموش ہوں ہیں
سمجھو نہ بھل تم خفقاں کو حکیم جی	حضرت اسے بھی جانے ہمزادہ بخوں

## روایت واو

اُسے ہر جُز میں نظر کل کا تماشا ہم کو  
چاہیے جائے عصا گردن مینا ہم کو  
اُگیا اپنے اگر مرنے پہ رونا ہم کو  
کیا کہیں کچھ نہیں کھلتا یہ معما ہم کو  
بھاگے ہو وہی سے یکے کے صحرا ہم کو  
نفس بادِ مخالف کا ہر چھو کا ہم کو  
ای جنوں تو نے تو کانٹوں میں بیٹا ہم کو  
پر وہ کچھ ہم سے سے کا جو کہے کا ہم کو  
نکارا مرد ہر فی ہر غم سرا ہم کو  
زہے وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہم کو

دلِ خرمین ہوا میں قطرہ ہو دیا ہم کو  
شوقِ مستی میں ہو گلشنِ چمن کا ہم کو  
ہوے گا کشتی طوفاںِ وہ تابوت اپنا  
بستگی دل کو ہو کیوں اس گمراہ الفت کے ساتھ  
ہم وہ مجنوں ہیں نہ گروہم آہو کی طرح  
ان پہنچی سرگردابِ فنا کشتیِ عمر  
ہر قدم پاؤں میں سر رکھتے ہیں خارِ برداشت  
کرتے جوں کو وہ نہیں ہم تو سخن میں سبقت  
ایک دم طعنی ہو یہاں مثلِ جناب  
دل میں تھے قطرہ ہوں چند سوماندا مار

لے گئے اشکِ بہا جوں کہنے دیا ہم کو  
وہ نصیب اس کو ہوئی بچھو جو ملتا ہم کو  
کس لبِ تیغ کے بوسہ کا ہو لہذا ہم کو  
سایہ تکھاگ گیا چھوٹ کے تنہا ہم کو  
کہ رہی وصل کی تارِ گرتا ہم کو  
ہم بھرے بیٹھے تھے کیوں اپنے پھیلتا ہم کو

کر دیا گریہ نے آخر سبک ایسا ہم کو  
اس پہ مرنے ہیں کیوں غیر کو تو نے مارا  
جو وہی جنبشِ بہانے جراحِ پسِ قتل  
ہم وہ ہیں گرم روراہ و فاجو فی شہید  
خطِ نام سے لکھو گور پہ تاریخِ وفات  
دیکھا آخر نہ کہ چوٹے کی طرح پھوٹ بے

لے یہ جانے کے زمانہ کی غزل ہو اور اس مشاعرہ کے لئے لکھی تھی جو شاہ نصیر مراد کے دکن سے  
تیسری و فردی آئے پر قائم ہوا تھا ۱۱

<p>جاوہ پہنچانے گیا تالیب ریاض کو ہو چکا آپ کا معلوم ہوا یہاں ہم کو اگیا مارے خجالت کے پسینا ہم کو ورنہ ہی زہر تو ہر طرح گوارا ہم کو کہے جب تک کہ نہ تم قلب مینا ہم کو سر پہ پھرتا ہو لیئے آبدار پاہم کو جامِ عشرت اُسے اور داغِ تنہا ہم کو کچھ کشندہ سے نہیں خون کا دعویٰ ہم کو</p>	<p>۲ ہم سفر ہونہ سکا کوئی بھی اپنا لیکن پھر سے ہی آنکھ کے پھیرنگے گلے پر خنجر گر می تپ سے ہوا سوزِ دہولِ جافشا کھانے پینے کی قسم کھانی ہر چہ بن ہم نے نہ اٹھیں شوقِ قیامت سے بھی نہ سہیں ہم ہم تبرک ہیں بس اب کے لے زیارتِ نجف واہ قسام ازل صدقہ ہم اس قسم کے کشتہ ہی ہوتا ہوا کسیر کہ مثل سیاب</p>
<p>ذوقِ بازگاہِ طغیاں ہو سر اسرینہ میں ساتھ لڑکوں کے پڑا کھیلنا گویا ہم کو</p>	
<p>تجھ کو پرانی کیا پڑی اپنی بیسٹو دے گا تمام عقل کے بجائے اُدھیر تو سو بار جڑ سے پھینک دے اس کو اُدھیر تو تجھ کو دیا کہ جلد کرے یاں سے اُیر تو مانندِ صبح کا ذب ابھی ہوا دھیر تو دامان و آستین نہ لہو میں تھیر تو خاف نہ پاؤں حرص کے پھیلا سکیں تو</p>	<p>۳ رندِ خراب حال کو زاہد نہ چھپڑ تو ناخنِ خدا نہ دے تجھے اور پنجہ جنوں الفک کہہ کر نخل تو سر سبز ہوئے گا عمر رواں کا تو بن چالاک اس لئے اسے زاہد و رنگ نہ پیر آپ بنا اس صیدِ مضطرب کو تال سے ذبح کر تینگنٹے دہر نہیں مندرِ فراغ</p>
<p>غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو عشقِ فارغ کر اگر دُینا سے غارت ہو تو ہو آومی سے کیا نہ ہو۔ لیکن محبت ہو تو ہو</p>	<p>۴ موت ہی سے کچھ علاج دردِ فرقت ہو تو ہو ہو تو ہوا و کیونکر یہ خراب آباد دل اگ میں جل مرتا ہو پروانہ سا گرمِ ضعیف</p>

انتظارِ یار میں جو چشم ہو جائے سفید دستِ ہمت سے ہی بالا آدمی کا مرتبہ تلخ کامیابی میں گزری زندگی کا عمر بھر	مرد کا کس میں کہاں ہو داغِ حسرت ہو تو ہو پست ہمت یہ نہ ہوے پست قلمت ہو تو ہو جانِ شیریں کے پیئے سے کچھ حلاوت ہو تو ہو
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

رات اک پکڑی ہوئی تھی میکہ میں ہر بج  
ذوق وہ تیری ہی دستِ فضیلت ہو

تمنا نہیں ہو کہ ادا و دل کو پیش کا صلہ ہو کہ فردِ شوق ہو  
یہی حق ہے قاتل اگر حقِ دلا دے یہ سبل ترے پاؤں پر جاں بحق  
جو جو نوش وہ شوخ رشکِ قمر ہو۔ تو سرخی نہ کیوں کر خیار پر ہو  
غروبِ قناب رخشاں اگر ہو تو کس وجہ پیا نہ رنگِ شفق ہو  
کتابِ محبت میں اے حضرتِ دل بناؤ کہ تم لیتے کتنا سبق ہو  
کہ جب آن کر تم کو دیکھا تو وہ ہی لیے دستِ افسوس کے دھڑکتے  
کہ دو دونوں آنکھوں کے طبقے یوں۔ کہ ہو جاؤ شاکست چارہ تم  
سنا ہو کہ تم نور سے اپنے کرتے منور بہ یک جلوہ چودہ طبق ہو  
یہ کشتوں کا اُس مانگ کے اک پتا ہو کہ اُن تیرہ بختوں کی تربت کوئی  
اگر رنگِ و سنی کا تو پیر رکھوے تو رکھتے ہی ہر ریمیاں سے و شوق ہو  
مری زندگی تھی ابھی اُس سنگِ مسیحائی جو کر گئی تیری ٹھوکر  
کہ ٹھکرایا تو نے تو یہ تھا سمجھ کر۔ نکل جائے جاں کچھ جو باقی حق ہو

۱۵۔ یہ غزل اور اس کے بسکی غزل ابتدائی مشق کے زمانہ میں لکھی تھی نئے وزن اور نئی بحر میں یہ غزلیں لکھی  
تھیں اس لیے بعض لوگوں نے اعتراض کیے تھے کہ چونکہ ان بحر و کاس سے پہلے کبھی غزل میں استعمال  
نہیں کیا اس لیے جائز نہیں لیکن جب نئے وزن غزلیں شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کو سنائی گئیں تو انھوں نے  
سبیل کے کام کا حوالہ دیا اور اعتراض کو غلط بتایا ۱۲

اگر رشک گلشن نہ ہو مجھ سے باہم تو گلشن میں تو ہے چہشت کا عالم  
 چکانا ہو غنوں کا آواز ضیغ میں مجھ کو اکشایق و دوق ہو  
 اگر زخم سینہ سے پھابا اٹھاؤں تو خورشید شتر کو میں تپ چڑھاؤں  
 اگر بندہ زاریں دل کو دکھاؤں تو صبح قیامت کا منہ دم میں فاق ہو

یہ بجز قوافی غزل کی بدلتہ رقم اک غزل کر کے ایک دوق جس میں  
 نہ دولہ نظیر مطلق نہ تعصیل مطلق جوڑا الجملہ کچھ ہو تو مضموں ادق ہو

جس بات میں خاتم لعل کی ہو گر اس میں زلف سرکش ہو  
 پھر زلف بستے وہ دست موسیٰ جس میں انگلی آتش ہو  
 احوال حلق برید سے اک شعلہ دل گر کش ہو  
 تو روشن حلقہ حبیب کا میری مثل تنور آتش ہو  
 ہو تیرا سیہ رو صبح ہجران خستہ ہجرت سے وہ مدہوش ہو  
 کیوں اکیچوں آہ کہ خوب بھی پہاں زیر و و آتش ہو  
 لبریز شراب ناز و کھا تو ساغر چشم کا منہ کو  
 تازا ہر پاک ملوث ہو۔ یا صوفی دم کش میکش ہو  
 تم وہ وہ زخم دل پر برے کرتے ہو دکھلانے کو  
 پر برش تیغ ناز سے اپنے دل میں کرتے عش عش ہو  
 دل نخل میں قد کے جوں ذکر یا چھپ کر چشم کا فر سے  
 اب آتہ جنبش ابرو سے کیونکر نہ بزیر کشاکش ہو  
 بیک و اذال۔ ناقوس و جرس۔ یا قفل و یا نالہ فی  
 دل کھینچنے کو ان سے ہم نفسوا کوئی تو نالے و کشش ہو

بن تیرے گھر کی آرایش جب دُشمن جاں ہو عاشق کی  
 محراب طاق کماں بن جائے۔ ستہ زگس ترکش ہو  
 مانند نکماں چرخ پہ انجم حق نے بناے اپنے لیے  
 تاہر لب زخمِ حیرت میرا ہجر کی رات نمک چش ہو  
 گر کلاب آہ کو گردش ووں تو دودھ شمعِ دل سے مے  
 طاووسِ نمک کا سینہ ابھی۔ جوں سینہ باز نقش ہو  
 جب ضعف سے مجھ کو غش آیا تو غش سے وہ کیا کتا ہو  
 بس غش نہ کرو ہم جان سگہ تم مرنے پر ز مدش ہو  
 کیا خوں کے دریا برب کیئے ہیں خاک کو پتہ قاتل نے  
 مدفن کو بھی اُس کے سنگش کے ایسی ہی زمین لکش ہو  
 بس چھوڑو دامن قاتل کا بواہہ ہلے خوں سے اٹھا  
 جب اپنا ہما خوں پاؤں پہ اُس کے دل کیوں اُس کا ششون

کیا رجز کو کر موقوف و مرغل تم نے غزل یہ لکھی ہو  
 توفیق اس کی بھر کو سن کر شاواں روح خلیل غش ہو

ہائے صیاد! تو آیا مرے پر کاٹنے کو  
 وہ شجر ہوں نہ گل و بار نہ سایہ مجھ میں  
 میں تو خوش تھا کہ چھری لایا دس کاٹنے کو  
 باغباں نے ہو گکار کھا مار کاٹنے کو

شام ہی سے دل بیتا کب ہو تو قریب حال  
 ہوا ابھی رات چڑی چار پر کاٹنے کو

قالبِ خاکی انساں کو بتا کر کچھا  
 آبرو خاک میں دی اُس نے ملا اُن کی  
 عشق کی آگ میں ڈالا کہ پکاوے اُس کو  
 مجھ سا ہوا اینہ تو منہ نہ دکھائے اُس کو  
 چٹکیوں میں ابھی کلکیر اُڑا وے اُس کو  
 منہ ہو کیا شمع کا ہو بزم میں تجھ سے روکش



مشت خاک اپنی ہم اس کو چہ میں کل پھینک آ  
ابنہ ذوق آپ اٹھائے نہ اٹھائے اس کو

۹۔ ہر دم اور ہوا کو دل میں عاشق بنانا ہو  
نہ ہوشے و ترسے دامن وصل یا ترک ہو کر  
جسم کیا چاہیے عقدہ کشا سوز محبت میں  
نصوہ رویوں کی غفلت میں آجانا ہر مرنے کا  
نکسے بلوہ میں راہی نگاہ و ناز و مرقاں کے  
کبیس کیا دل کی سوسن پانی ہم اندر وسعت  
کیا بارہ گیا یا روں سے یوں ہن تلافی میں

۱۰۔ تو شاخ ہر قرہ سے چشم نرگس وار پیدا ہو  
اگرچہ سر سے عاشق پاؤں تاکتے مست غنا ہو  
کہ میری سپند آسا مری فریاد سے وا ہو  
کہ جیسے عالم رویا میں چشم کو رہینا ہو  
بتاؤں کس کو قاتل کس سے میرے خون کا دعویٰ ہو  
اگر آسمان ہوں جمع اک خال سویدا ہو  
کبیں شاخ خزان دیدہ پہ جیسے زہر پتا ہو

جو ذکر اللہ کو ہو ذوق مانع مایہ محشر است  
آئیوں حق کے دہشتہ چشم شیش صبا ہو

۱۰۔ نہ زہری سے تری گریں دل بج بستہ ہو  
کیونکہ قابو میں فلاں کے عاشق وارستہ ہو  
ہر قدم پہ ہر خراشیں پائے مجنوں گل فشا  
کیا ہوا دل غ محبت سے ہوا دل سر ہٹا  
کیا کھائے سوزن الماس دل سے غم کی چٹاں  
منہ سے جو نکلے مرا جب ہو کہ ہو دل نشیں

۱۱۔ پھر نہ تپکے کو زہر دل گرچہ نشیب ستہ ہو  
یہ توجب ہو گر کہاں کے بس میں تیر جستہ ہو  
تا کہ اک اک خارِ صحرائے جنوں گلہ ستہ ہو  
یہیں ممکن کہ میرا راز دل سر بستہ ہو  
جتنی یہ کاوش کئے اتنی ہی یہ پیوستہ ہو  
آہ موزوں ہو کہ نالہ مصرعہ بر جستہ ہو

جانے کیا بیارو انداز کلام دردمند  
ذوق میرا ہم سخن گر ہو کوئی دل خستہ ہو

۱۱۔ پتھر ادا جلوہ نے ترے چشم صنم کو  
جیسے کہ کھٹا ہی ترا وصف رخ زیبا  
چکر ادا غمزہ نے ترے طوفِ حرم کو  
چو نے ہو مسلم لوح کو اور لوحِ قلم کو

<p>جائے نہ کبھی طبع جفا پیشہ سے ہرگز خوبی سے نہیں رونق بازار کہ یوسف کیا دے گا دم اگر کسی بے دم کو مسکا بد ہو کوئی یا نیک رقم کام ہو اس کا</p>	<p>کس طرح نکالے کوئی شمشیر کے غم کو اس شکل و شمائل پہ بکا چنڈ دم کو اللہ سلامت لکھے اس تیج کے دم کو احوال بد و نیک سے کیا کام ظلم کو</p>
<p>گر کرے مجھ غمانی جلوہ رخسار یار (۱۱) وہ کف آئینہ سے ہو چہ پیر بیضا ہے دلالت کو سیراب کرے ابل پانی مری ثابت لکھنا نہ پھوٹے دل کا میسے اضطراب</p>	<p>وہ کف آئینہ سے ہو چہ پیر بیضا ہے ہر قدم پر حشمہ جاری چشم نقش پاس ہے چاکہ بندہ گر رونق تار رگب خار سے ہو</p>
<p>صفائیں رخ سے تیرے آئینہ کیا خاک ہوسہ ہو دوبہر آتش کو گر بکاشت اپنی صحبت میں کیا یہ سوختہ جاں تو نے مجھ کو سرد مہری سے حرم کو چائے زہر ہم تو میخانہ کو چلتے ہیں نہروئے تیرے سناؤ کش حشرت کا کیا ملن</p>	<p>ننگہ چشم سرمد آلود سے بھی چمک رہو تو آہن سناؤ کیوں لکڑی کے دریا میں ناو رہو کہ آہ سرد میری شمع کا فوری سے ہم ستر مبارک اس کو طوف کعبہ ہم کو دور سناؤ اگر سو ٹکڑے سنگ کدکال سے کاٹہ سر ہو</p>
<p>جو کھوئے آپ کو وہ نزل مقصود کو پہنچے تری گم گشتگی اس راہ میں جو ذوق پہنچے</p>	<p>جو کھوئے آپ کو وہ نزل مقصود کو پہنچے تری گم گشتگی اس راہ میں جو ذوق پہنچے</p>
<p>بجا کہے ہیں عالم اُسے بجا سمجھو (۱۲) عزیز و اس کو نہ گھڑیاں کی صد سمجھو نہ سمجھو دشت شفا خانہ حبسوں پر نفس کی آمد و شد ہر نماز اہل حیات</p>	<p>زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو یہ عمر رفتہ کی اپنی صدائے پا سمجھو جو خاکسی بھی پڑے پھانکنی دوا سمجھو جو یہ قضا ہو تو اسی غافل و قضا سمجھو</p>

<p>دعا میں دیتے ہیں ہم دل سے تیغِ تامل کو سمجھ ہو اور تمہاری نگاہوں میں سے کیا تہیں ہو نام سے کیا کام میں آئینہ</p>	<p>لسببِ جراحت دل کو لب دعا سمجھو تم اپنے دل میں نہدا جانے سن کے کیا سمجھو جو رہو ہر وہ سے صورتِ آتش نا سمجھو</p>
<p>نہیں ہو کم زرخا افسانے زردیِ خسار تم اپنے عشق کو ایرو ووق کی کیا سمجھو</p>	
<p>پیرِ پروانہ پرستے ہیں شجرِ شمع کے گرد</p>	<p>برگِ ریڑی محبت کا ثمر دیکھتے ہو</p>
<p>لگا کے کُترِ تم آئینہ نہیں بلبستے ہو جلگے کے آبلے جو چھوٹے ہو حضرتِ عشق گلو! یہ کہ گئی کیا کان میں تمہارے صبا ہو کہتے سبزہ خط کی جو سیر آئے ہیں</p>	<p>ہم کہم کہ جلوہ شمعِ القمر دکھاتے ہو ہماری چٹکیوں میں ہم کو تم اڑاتے ہو کہ لوٹے جاتے ہو پھولے نہیں تکتے ہو لگنے کی تیغ کو کیوں نہہر میں بھجاتے ہو</p>
<p>گر چاہو تیرا ہوناں پردہ شب میں اُس چشم کو ہونا ز بڑا تیر نگہ پر</p>	<p>بھگیوں کو تیر زلفِ گرہ گیر دکھا دو ای حضرتِ دل! آہ کی تاثیر دکھا دو</p>
<p>دھم دھم تیغِ جان میں جب تیری بہتا آئینہ حیات ہو تو شہیدِ ناز کو کیونکہ چھپ رہا حیاتِ بعدِ حیات ہو</p>	
<p>اسی یہ غزل اور اس کے بعد کی تین غزلیں ابتدائی مشق کے زمانہ میں بعض شہزادوں کی فرمائش پر ان کے استاد نورجی کی ضرورت پوری کرنے کی غرض سے لکھی تھیں۔ اسی یہ غزل بھی استادِ ذوق نے عالمِ خطی میں لکھی تھی ان کے باض میں نہ تھی ایک بوٹھے جاہل شخص کی زبانا سے لکھ کر آوازے اس کے اشعارِ ظہیر کر کے تھے جس کو استاد نے سن کر اس پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی تھی اور انلاستے نہایا تھا "ہمارے ترکین کی غزل ہی کہاں سے آتھا اگلی" پھر یہ جوان ہوا ان وقت مرزا نادین شمل پرکاشے لکھی۔</p>	

جو مذاق شعر کو ادبی پری میں چمکھاؤں تیری شکر لہی  
 قلم انگلیوں میں جو ہو مری ابھی رشکِ شاخِ نبات ہو  
 جو ہیں کرتے میرے لیے دعا کہ ہو دامنِ عشق سے دل بہا  
 تو ہو دل یہ کہتا کہ اگر خدا انھیں اس جنوں سے نجات ہو  
 مجھے کہتے سب ہیں کہ صبر کر جو نہیں تو صبر سے درگزر  
 حیرسن و عشق پری میں پر نہ وہ بات ہو نہ یہ بات ہو  
 سرِ راہ کشتہ ناز کا وہ مزار ہو نظر آ رہا  
 پڑھو آج اس پہ بھی فساتحہ چلو داخلِ حسناات ہو  
 ترا حسن وہ بت مہ جہیں کہ ہو صدقہ جس پیمان میں  
 جو دکھائے رخ تو ہو دن وہیں جو چھپائے منہ ابھی ات ہو

جو ہیں مرتے حسنِ صفات میں وہ چٹیکے اپنی ہی بات میں  
 تو فنا ہو ذوق اُسی ذات میں کہ جو ذات جملہ صفات ہو

<p>کو سوں کیا تنگی زمانے کو          قہر کعبہ کا تھا پھرے لٹے          کہ نہیں جائے سر اٹھانے کو          چوم کر اس کے آستانے کو</p>	<p>یہاں تک لا غری ہو اس سے پیار کے تن کو          زیادہ ہوتا ہی پری میں فریہ نفسِ امارہ          عجب کیا ہو جو سمجھے طوقِ گدازِ چشمِ نون کو          یہ بالوں کی سفیدی شیر ہو اس راہِ بہرین کو          لپٹ کر مثلِ طوقِ فاختہ عنقا کی گردن کو          مکنہ نام و شہرت کھینچ لاتی ہو عدم سے بھی</p>
<p>نکالے مینہ بہتے میں کی کیا گھر سے مہمان کو          نہ پکیاں دل کو چھوٹے ہو نہ دل چھوٹے ہو پکیاں کو</p>	<p>تصور کس طرح بھولے ترا اس حقیقہ گریاں کو          نکالوں کس طرح سینہ سے اپنے تیر جاناں کو</p>

دیکھا دہم نزع دل آرام کو (۲۲)	عید ہوئی ذوقِ لے شام کو
تم مہی ل کر نہ غمِ سرفہ سے نکال المنکر (۲۳)	اور نہیں گرا ستنے تو جاؤ کالامندر
یا تو پائیں دوستی تجھ کو بہت بیدار ہو (۲۴)	یا مجھی کو موت آجائے کہ قصہ پاک ہو
غیر نے ایسا پڑھایا کچھ مرے محبوب کو (۲۵)	لاکھ بچوں سے پڑھا اُس نے مرے مکتوب کو
پوشاک آبی آپہ کو گر دل پسند ہو (۲۶)	دریا پر سی جباب کے شیشہ میں بند ہو
جاتے ہیں اب تو کوئے بہت لالہ فام کو (۲۷)	اپنا تو بس سلام ہو دارالسلام کو
حق نے تجھ کو ایک بانی اور جیئے ہیں کانِ دو (۲۸)	اس کے یہ معنی کہ ایک نے رُسے انسان کو
زینبم کو کہو لبس کے آفسو (۲۹)	یہ ہنستے ہنستے نکلے گل کے آفسو
جتنّا ہو نمکِ سب سر زخموں میں کھپاؤ (۳۰)	پلکوں سے اٹھانگے نہ ہاتھوں سے گراؤ
تک دیکھو اُس لذتِ پچاں کا اثر کو (۳۱)	جنش مرے اب تک ہو لب زخمِ جگر کو

لے ایک سلسلہ لوگوں میں عام زبان زد ہو کہ نمک کو پھینکنا۔ یا بے پردائی سے گرا ناسخ ہو۔ اُستاد کہتے ہیں کہ جتنّا نمک ہو سب میرے زخموں میں کھپاؤ۔ گراؤ گے تو آنکھوں سے اُٹھا پڑے گا ۱۱

دریا میں تمہے حسن کے پائے ہیں ہنور دو (۱۰) اور اس پختہ لب یہ کہ ٹپے اس میں مگر دو

## روایت (۵)

تیرا اُس نے جو کی تیغ ستم اور زیادہ (۱۱) مشتاق شہادت ہوئے ہم اور زیادہ  
سرکٹ کے سرافراز ہیں ہم اور زیادہ چل شاخ بڑھے ہوئے مسلم اور زیادہ  
لذت سے محبت کی ہر ہر زخم جگر کو ذوق نمک درو و الم اور زیادہ  
کیا ہووے گا دو چار تیغ سے تجھے ساقی میں لوگنا ترے سر کی قسم اور زیادہ  
گر میری طرح دوشس پہ ہو بار مثبت ہو پشت فلک میں ابھی غم اور زیادہ  
اُس زلف کے مائے کی اگر خاک کو چلے پیدا دم اشی میں ہو ستم اور زیادہ  
ہستی تنک مایہ جو پھر نکے کی اسی طرح آپھرے کا حباب لب ہم اور زیادہ  
آخر مئے عشق آنکھوں سے ٹپکانی کسی نے بھڑکے ہر چو یوں آتش غم اور زیادہ  
کیا قبر ہو جتنا کہ وہ چاہت رکے ہو اتنا ہی اُسے چاہیں ہیں ہم اور زیادہ  
یارب یہ مری نبض ہو یا موج رم برن کیا ہوگا جو ہوگی تپ غم اور زیادہ

جو کج قناعت میں ہیں تقدیر پر ہر شاگرد

ہر ذوق برابر انھیں کم اور زیادہ

ای ذوق وقت نالکے کھلے جگر پہ ہاتھ (۱۲) اور جگر کو روئے گا تو دھڑکے سر پہ ہاتھ  
میں ناقول ہوں خاک کا پرولنے کی غبار اٹھتا ہوں رکھ کے دوش نسیم سحر پہ ہاتھ  
جوں پنج شاخہ تو نہ جلا انگلیاں طبیب رکھ رکھ کے نبض عاشق نکتہ جگر پہ ہاتھ  
ای شمع دیکھ نرم فنا میں سنبل کے بیٹھ مائے گی دم میں صبح تیرے تیغ زربہ ہاتھ

اور ذوق میں تو بیٹھ گیا دل کو تھام کر اس ناز سے کھڑے تھے نہ لکھے کمر ہاتھ		اک زخم تازہ روزِ جو زخم کہن کے ساتھ سیدھی سی بات بھی ہو تو اک بانگین کے ساتھ ٹھڑے اڑاتے تن کے مے پہ بہن کے ساتھ مرماری پھری ہو سپہر کہن کے ساتھ آتش میں پیچ و خم ہیں کن کن کے ساتھ آدم کو کیا نہ ہو گی محبت وطن کے ساتھ باتیں کرے ہو سقیف سپہر کہن کے ساتھ بخیہ کا تار اُن کے ہر تار کن کے ساتھ	
روزِ آفتیں نئی ہیں دل پر عن کے ساتھ ہوا کا سادہ پن بھی تو کس کس چھن کے ساتھ دستِ جنوں نہ دے بٹھے ناخن نہ لگے تو پایا دِ اثر نہ کہیں شب کو آنے دوزخ میں بھی ہیں تو نہ سیدھے ہوں کج شتر گندم ہو سینہ چاک فراقِ بہشت میں وحشت تو دیکھو بعدِ فنا بھی مر اخبار چشم و دہانِ حرص سے کون غیرِ برگ		مشکل ہو ذوقِ دامِ علائق سے چھوٹنا جب تک کہ روح کو ہو علاقہ بدن کے ساتھ	
مریضِ سوزِ محبت کی دیکھت اگر نبض		تو پھر طبیبِ کبھی ابلوں سے پھلتے ہاتھ	
کوئی جو کام ہو بیری میں کس طرح ذوق نہ اب ہر پاؤں سنبھلتے نہ ہیں سنبھلتے ہاتھ		یا الہی کہیں پڑ جاوے نہ دربان کے ہاتھ	
تو جان ہو ہماری اور جان ہو تو سب کچھ		ایمان کی کہینگے ایمان ہو تو سب کچھ	
لے نگاہِ مہر سے دل مت چشمِ قمر ویک		گڑھ دینے سے جو مے تو دے نہ اُن کے زہر ویک	

کر دے میرے لیے شیخ مناجات میں یہ	(۸) کہ خراب اور زیادہ ہو خرابات میں یہ
نگہ وہ ٹرک کہ جس کی نہیں جفا کی پناہ	(۹) اور اس کی آنکھ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ
زیادہ ہو گا توکل سے بھی کہیں وزہ	(۱۰) کہ اس میں آیا تو روزی ہو اور میں نہ

## ردیفی

میرے طرزِ نالہ ہائے زار سے	(۱) ٹپکے بلبل کے لہو منقار سے
پوں نگہ نکلے ہو چشمِ یار سے	مست جیسے خانہ خمار سے
بے نصیب اس کے ہیں دیدار سے	سی دو آنکھوں کو نظر کے تار سے
خجر موجِ تبسم سے ترے	گل چین میں ہیں جگر افکار سے
وائے قسمت تلخ کامی ہو نصیب	ہم کو اُس کے لعلِ شکر بار سے
کرتا ہو دستِ جنوں جب کشمکش	جی اُلجھتا ہو نفس کے تار سے
یہ بھی اُس نازک بدن کو بار ہو	گر کمر باندھے نظر کے تار سے
نقطہ خال اُس کا سودا خیز ہو	پھرتے ہیں کپاؤں ہم پر کار سے
اپنے دامن کو بچا کر جاؤ	برقِ میرے وادی پر خار سے
اُس دہن کا نکتہ موزوں بھی اک	منتخب ہو مخزنِ اسرار سے
ابر ہو لیکن شفق آلود ہو	زلف اُس کی سرخیِ خمار سے
ناکسوں سے کیا رکیں راست گاہ	اُبھے کب دامن صبا کا خار سے
زلف کی قچی سے دل ڈرتا نہیں	بھوت بھاگے ہو گر نہ مار سے



بے تمیزوں کی ہر الفتِ نقصِ نام	لیں ہیں نامِ طفلِ آدھا پیاسے
دل کو ہر دمِ عالمِ معنی سے ذوق ہر خبر آتی نفس کے تار سے	
<p>۲ ترے کوچہ کو وہ بیمار غم دارا لشنا ہے نگہ کیا اور قرہ کیا ہم تو دونوں کو بلا ہے غلط فہمی ہماری تھی جوان کو آشنا ہے تجھے اوی سنگدل آرام جان مبتلا ہے وہ ہم سے خاکساروں کو لایا خاک ہے جو کچھ دل پر گزرتی ہو سنائینگے ہم اس کو حسابِ صلہ نہ پوچھے مجھ سے میرے دل کے زخموں کا ہنسے ہر زخمِ دل تدبیر پر جراح کے کدو مجھے آتا ہر شکسِ ندم و آشام پر ساقی! نہ آبا خاک بھی رستہ سمجھ میں عمر رفتہ کا خبر کسے ہی قاصد سے ہے ہم بے خبر بل</p>	<p>۱ اجل کو جو طبیبِ مرگ کو اپنی دوا ہے اسے تیر قضا۔ اس کو پیر تیر قضا ہے ہم اُن کو دیکھو کیا ہے تجھے تھے اور وہ ہم کو کیا ہے پڑیں پتھر ہے پر اپنی ہم تجھے تو کیا ہے ہم اپنی خاکساری اپنے حق میں کیا ہے خدا جانے کہیں کیا ہم وہ اپنے دل میں کیا ہے حسابِ و ستارہ دل اگر وہ دلربا ہے انہیں ٹانگے نہ ہے تجھے خندہ و ندانِ تما ہے نہ جوعِ ماکرہ جانے نہ جوعِ ماصفا ہے مگر تجھے تو داغِ معصیت کو نقشِ پا ہے تیرے پیغام کو گویا کہ پیغامِ قضا ہے</p>
<p>۳ سمجھ ہی میں نہیں آتی، کوئی باتِ فوقِ سر کی کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا ہے</p>	
<p>۲ کہ سر پہ چرخ بھی دکھلائی جو نہاب تو دے ذرا دکھا اسے تو چشمِ نیمخواب تو دے کہو ہوا سے ہلا دامنِ حجاب تو دے دعاے خیر ذرا ہوئے مستجاب تو دے کہ بعد مرگ بھی معلوم ہیچ و تاب تو دے</p>	<p>۱ الہی چشم کے چشمہ کو اتنا آب تو دے کھنے ہر ناز سے گلشن میں غنچہ نرگس کہاں بھی ہو تیر خاکِ میری آتشِ دل درِ قبول ہو درِ باں نہ بند کردِ یار صبا بگولہ بنے کشتِ بگانِ لطف کی خاک</p>

<p>زبانِ خنجر قاتل نے کیا کتا تجھ سے ہماری آنکھ سے ہم چشم ہوگا کیا دریا بلا سے کم نہ ہو گریہ سے سیر اسو ز جگر</p>	<p>دل شہید تو چپ کیوں ہو کچھ جواب تو دے کسی کو بھر کے ذرا اکاسہ حباب تو دے بجھا پران کی ذرا آتش عتاب تو دے</p>
<p>پہنچ رہو نگاہ سر منزلِ فنا و ذوق مثالِ نقشِ قدم کرنے پاتر توجھ سے</p>	
<p>کب حق پرست ز ابد جنت پرست ہو دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو درویش ہو وہی جو ریاضت میں جست ہو</p>	<p>۴ جوروں پہ مر رہا ہے پشہوت پرست ہو آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہو تارک نہیں فقیر بھی راحت پرست ہو</p>
<p>یہ ذوقِ مری پرست ہو یا مجرم پرست کچھ ہو بلا سے لیک محبت پرست ہو</p>	
<p>اب تو جانِ ناتواں کا ضیعت یہ حال ہو ہم نے جانا تھا کفِ پائین ہائے خال ہو میں ہوں مجنوں ہوں کہ میرا کاغذِ تصویر بھی جوشِ گریہ کا مرے غم کچھ نہ پوچھو ماجرا آئے وہ شاید عبادت کو کہ با ضعیفِ حال دل میں شکلِ یار کب آئے نظر بے اضطراب بسکہ ہو نور و زاپنا آفتابِ بادہ سے</p>	<p>۵ لب تلک بھی اس کو آجانا رو صد سال ہو لیکن اب کچھ سوئے دل پا مال ہو مثلِ عیدی باعثِ خوشنودی اطفال ہو چادرِ آبِ رواں منہ پر مرے ٹال ہو آئی خرگاں پر نظر بھی بہر استقبال ہو دیکھو بسباب بن آئینہ بے تمثال ہو دورِ ساغر ہم کو ساقی گردشِ کیسل ہو</p>
<p>روزِ محشر سے کئی دن کھنے کو چاہئیں گر یہی ایذوقِ طولِ نامدِ اعمال ہو</p>	
<p>موتے سر ماراں یہ کا ایک سر اسر لشکر ہو نانک جو ہو اک مارِ سفید اس لشکر کا سر لشکر ہو لے غزل ایک تاریخی واقعہ کی یادگار ہو۔ عالم شباب کا کلام ہو۔ واقعات کا آئینہ ہو۔ جب باقی ریاست و ملک</p>	

آبلہ ہائے سینہ جو خیمہ سے دکھائی دیتے ہیں  
 مرزغ دل پر میرے پڑا کیا غم کا آکر شکر ہو  
 ہووے دل مظلوم ہمارا کیوں نہ شہید شوت بلا  
 درپڑ اس کے شامیوں کا وہ زلف معنبر شکر ہو  
 دیوین موزی زحمت کش کو کیونکہ نہ ایذا جمع ضعیف  
 دشمن مار زخم رسیدہ مور کا اکثر شکر ہو  
 کعبہ توبہ خدا ہی رکھے آج کہ جوش ابر نہیں  
 ایک اصحاب لفیل کا سایہ دوش ہوا پر شکر ہو  
 میں وہ شاہ کشور غم ہوں یار و جس کے سائے  
 فوجیں اشک کی موجیں ہیں اور بہتا سمنبر شکر ہو  
 گاہ ہجوم یاس میں ہو دل - گاہ ہجوم حسرت میں  
 ہو یہ مرد سپاہی پیشہ پھر تالشکر شکر ہو  
 خال چشم جاناں کا مڑگاں سے جھل دیکھو تو  
 اتر پشت پہ ماہی کی کیا لیکے سکندر شکر ہو

ہووے امام برحق پیدا ذوق اگر تو دیکھ ابھی  
 ہوتا گردِ اسلامیوں کا جوں سمجھ گوہر شکر ہو

پنڈاروں کا سردار امیر غلام محمد گاندھاری سے عہد نامہ کرنے کے لئے آئے تو سام دہلی میں شورش مچ گیا کہ  
 پنڈاروں کے سردار آئے ہیں ان کا لشکر شہر کے باہر پڑا ہوا انھیں دنوں مدرسہ غازی الدین خاں میں لکھا  
 مشاعرہ ہو جس میں اس لشکر کے لوگ بھی شریک ہوئے اُستاد ذوق نے طری غزل کے بعد یہ غزل پڑھی جس میں  
 اس لشکر کی طرف اشارہ ہو اس غزل کے ساتویں شعر میں پنڈاروں کے اس حسرت دہاں کی طرف لکھا یہ ہو  
 جس کا شہر کارا گریزی کی طاقت سے مغلوب ہو کر اس عہد نامہ کی پابندی سے اُن میں پیدا ہونا لازمی تھا اس شعر  
 پر سامعین نے دل کھول کر داد دی تھی ۱۲

(۷) میری خاکسٹراڑی تھی اس سرکے دس بنے  
 خال ای خورشید روغن پر تھائے کبے  
 کیونکہ تعلیم نیاز و ناز ہو یکجا بہم  
 سرمہ چشم کو اکب کیوں بنا ای دو و آہ  
 صحبت عینے بنائے کیا گدھے کو آدمی  
 موزیوں کو حق نہ دے آنکھیں کہ تالا دیں بلا  
 اس میں کچھ غلطی باقی تھے سو وہ کو کبے  
 تیرہ روز اگر اُفتق پر سوختہ کو کبے  
 گر نہ مجنوں آنکھ لیلے کا ہم مکتبے  
 ایسا کا جل بن کہ جس سے اس کا خال لے  
 جس کے جوہر میں ہو نادانی وہ انسان کبے  
 عین حکمت تھی کہ معدوم البعثت رہے

عشق ہوا ذوق وہ کافر کہ جس کا تھے  
 شیخ صنعا سا سہل اندید مشربے

(۸) ہم لطف سیر باغ جہاں چل اُڑا چلے  
 غیروں کے ساتھ چھوڑ کے تم نقش پا چلے  
 بل بے غور حسن زمیں پر نہ رکھے پاؤں  
 کیا لے چلے کلی سے تری ہم کہ جو نسیم  
 افسوس ہو کہ سایہ مرغ ہوا کی طرح  
 ہو کر سوار تو سن عمر رواں پہ آہ  
 لبر نہ ہو گیا مرا شاید کہ جام عمر  
 سلجھائیں لڑھکیں کیا لب دیا پانے  
 فکر قناعت اُن کو میسر ہوئی کہاں  
 آلودہ سرمہ سے نہ ہوئی چشم میں نگاہ  
 اُس وے آتشیں کے تصور میں یاد زلف  
 شوق وصال دل میں لیے یار کا چلے  
 کیا خوب پھول گور پہ میری چڑھا چلے  
 مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے  
 آئے تھے سر پہ خاک اُڑانے اُڑا چلے  
 ہم جس کے ساتھ ساتھ چلے وہ جدا چلے  
 ہم اس سرے دہریں کیا لے کیا چلے  
 تم وقت نزع مجھ سے جو ہو کر تھا چلے  
 ہر موج مثل مایہ یہ تم بنا چلے  
 دنیا سے دل میں لیکے جو حرص وہوا چلے  
 دیکھا جہاں سے صاف ہی اہل صفا چلے  
 ہو کیا غضب کے آگ لگے اور ہوا چلے

اُذوق ہو غضب نگہ یار الحفیظ  
 وہ کیا بچے کہ جس پہ یہ تیر قضا چلے

<p>۹ کم نہیں ہر گز زباں منہ میں ترسواکے خاک کا تودہ بنا انسان کی مشیت خاک کے جھانکتا ہو دل تجھے یوں سینہ صد چاک کے اشک خونیں دل جلوں کو دیدہ نمناک کے کرتا وہ پردہ نشیں پردہ تو ہوا دراک کے موت پرستوں کے کفن پر کلاب چوبتا کے زیب بد اندام کو ہو ذوق کیا پوشاک کے</p>	<p>۹ پاک لکھ اپنا دہاں ذکر خدائے پاک سے جب بنی تیر حوادث کی کہاں افلاک سے جس طرح دیکھے قفس سے باغ کو مرغ اسیر آفتاب حشر ہو یا رب کہ نکلا گرم گرم چشم کو بے پردہ ہو کس طرح نظارہ نصیب بیت ساتی نامہ کی لکھو کوئی جائے دعا عیب ذاتی کو چھپائے گا نہ حسن عارضی</p>
<p>۱۰ نہ دامن خار سے چھوٹے نہ چھوٹے خار دامن سے گر بیاں ہم کنار اگر ہوا اسی خار دامن سے نخل سکتا ہو کوئی استیں کا کار دامن سے گرے تجھے اشک کے قطرے مرے و چار دامن سے کہ جس کو استیں تنگ ہو اور خار دامن سے اگر آنسو مرے پونچھے وہ گل خسار دامن سے فرشتے پاک دامن لیکے تھے خار دامن سے</p>	<p>۱۰ الگ تا ہو نہ کچھ کچھ کر مرا ہزار دامن سے کیا فتنے کنارہ ہم سے اوبہا تھوٹ جوش کے وہی زیبا ہو اس کے واسطے جو قطع ہو اس پر اب ان کوشش جہت میں ہفت ذریا لوگتے ہیں تے مجنوں کو ہر وہ جامہ عریاں تنی زیبا مرادہ گریہ غم خندہ عشرت سے بہتر ہو میں وہ آلودہ دامن ہوں بنائیں تار سجہ کا</p>
<p>نہ ہوگی دل جلوں کی فوق ہمسایوں دلدلی اگر کب فافوس پونچھے شمع کا رنسا دامن سے</p>	<p>نہ ہوگی دل جلوں کی فوق ہمسایوں دلدلی اگر کب فافوس پونچھے شمع کا رنسا دامن سے</p>
<p>۱۱ ورنہ میں کیا وہ نہ ٹوٹے مجھ سے دس کے بوجھ سے ٹوٹ جائے گا یہ گنبد اس کلس کے بوجھ سے بوجھ شایہ جسم کا کم ہو نفس کے بوجھ سے یہ نہیں اسی ذوق دبتا ایسے دس کے بوجھ سے</p>	<p>۱۱ بے بسی سے مری اس بام پر ٹوٹی کند مت لگا ایشق دل کے ابلہ پر نقش غم زندہ تو ڈوبے ہو اد تیرے ہو مودہ آب میں کیا ہو دل نے لیا گر ایک کوہ غم اٹھا</p>

<p>سر بوقتِ ذبح اپنا۔ اس کے زیر پائے ہو  نصرت اور زنداں! جنوں نے دیر رکھائے ہو  واہ! شورِ محبت خوب ہی چھڑکا نمک  دم کی ہو سینہ میں آکر ضعت یہ گفتگو  بس کرم سوز و روں بھن جائینگے دل اور جگر  بل بے استغنا کہ وہ یاں آئے آئے گئے</p>	<p>۱۲  یٰٰ نصیب اللہ اکبر۔ لوٹنے کی جائے ہو  مردہ خارِ دشت پھرتا ہوا کھلائے ہو  استخوان میرے ہاں کس کس منہ سے کھائے ہو  دیکھئے لبِ تماخت اس طرح سے پہنائے ہو  رحمِ جوشِ گریہ چھاتی پھر ابھی بھرائے ہو  اُف سے مینابی کہیاں تو ہو مینا جائے ہو</p>
<p>نزع میں بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہو انتظار  جانبِ رو دیکھ لے ہو جبکہ ہوش آجائے ہو</p>	
<p>۱۳  زخمی ہوں تم سے ناوکِ دوزیدہ نظر سے  لبریز مئے صاف سے ہو جاںِ بلوریں  سرِ مایہ اُمید ہو کیا پاس ہمارے  وہ خلق سے پیش آتے ہیں جو فیضِ ساس ہیں  کچھ رحمتِ باری سے نہیں دور کہ ساقی  کھلتا نہیں دل۔ بند ہی رہتا ہو ہمیشہ</p>	<p>جائے کا نہیں چومے زخمِ جگر سے  زمرم سے ہو مطلب نہ صفا سے نہ جگر سے  ایک آہ ہو سینہ میں سو نو مبادا سے  ہیں شلخِ ثمر وار میں گل پہلے ثمر سے  رو دیں جو ذرا مست تو محو اب سے برسے  کیا جانے کہ آجاتا ہو تو اُس میں کہہ سے</p>
<p>۱۴  ای ذوقِ رہِ عشق میں ہو حضورِ مِیجا  ہم دم جو نکل آئے کوئی گرو سفر سے</p>	
<p>۱۵  قاصد تو کب آتا ہو۔ پر پیکِ اہل نے بھی  کن سکر میں ہو ساقی جسے بادہ جو ہو باقی  بے بادہ گلستاں میں۔ پیتے ہیں لہو میکش</p>	<p>۱۶  یاں آنے میں یا قسمت کیا دیر لگائی ہو  تھوڑی ہو یہاں فرصت کیا دیر لگائی ہو  ساقی نے دمِ عشرت کیا دیر لگائی ہو</p>
<p>خوب رو کا شکایتوں سے مجھے</p>	<p>۱۷  تو نے مارا عنایتوں سے مجھے</p>

<p>خط وہ کن کن کنایتوں سے مجھے آیتوں سے۔ روایتوں سے مجھے نہیں شوق ان حکایتوں سے مجھے شوق کم ہر کفایتوں سے مجھے</p>	<p>بات قسمت کی ہر کہ لکھتے ہیں واجب لقتل اُس نے ٹھہرایا حال ”مہر و وفا“ کہیں تو کہیں کمد و اشکوں سے کیوں ہو کر تے کی</p>
<p>لے گئی عشق کی بدایت ذوق اُس سرے سب نہایتوں سے مجھے</p>	
<p>الہی کس بے گنہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتنی ہر کہ آج کوچہ میں اُس کے شورِ بآیِ ذنبِ قتلِ تنی ہر غمِ جدائی میں تیری ظالم۔ کہوں میں کیا۔ مجھ پہ کیا بنی ہر جلد گدازی ہر سینہ کا وی ہر۔ دل خراشی ہو۔ جانکشی ہر زہیں پہ نورِ فکر کے گرنے میں صاف اظہارِ روشنی ہر کہ ہیں جو روشن ضمیر اُن کا فروغ اُن کی فروتنی ہر بشر جو اس تیرہ خاکداں میں پڑا۔ یہ اُس کی فروتنی ہر وگر نہ قندیلِ عرش میں بھی اسی کے جلوہ کی روشنی ہر ہوئے ہیں تر گریہ نہایت سے اس قدر آستینِ دامن کہ میری تردامنی کے آگے عرقِ عرق پاک نہی ہر ہوئے ہیں اس اپنی سادگی سے۔ ہم آشنا جنگ و اشتی سے اگر نہ ہو یہ تو پھر کسی سے۔ نہ دوستی ہر نہ دشمنی ہر لگانہ اس بت کہہ میں تو دل۔ یہ ہو شکستِ غافل کہ کیسا ہی کوئی خوش شاملِ صنم ہر آخر شکستی ہر</p>	
<p>۱۱۔ یہ فارسی کی ایک کتاب کا نام جو چنانچہ قدیم میں نہ لگتا۔ بوستان وغیرہ کی طرح درس میں داخل تھی ۱۱</p>	

نہیں ہر قلع کو خواہش زر۔ وہ مفلسی میں بھی ہو تو نگر  
 جہاں میں مانند کیمیا گر۔ ہمیشہ محتاج دل غنی ہو  
 کوئی ہو کافر۔ کوئی مسلمان۔ جدا ہر اک کی ہو راہ ایساں  
 جو اس کے نزدیک رہی ہو۔ وہ اُس کے نزدیک نہنی ہو  
 تکلف منزل محبت نہ کر چلا جمل تو بے تکلف  
 کہ جا بجا خار زار و وحشت سے بچھ رہا فرش سوزنی ہو

خدا گاہ ترگاں سے ذوق اس کے دل اپنا سینہ سپر ہو جب  
 مثال آئینہ سخت جانی سے سینہ دیوار آہنی ہو

شعلہ بھڑکے گا کیا بھلا سہرزم ۱۷  
 شور قلقل یہ کیوں ہو۔ دختر رز  
 شمع تجھ بن ہوا سے لڑتی ہو  
 کیا کسی آشنا سے لڑتی ہو  
 ترے بیمار کے سر بالین  
 موت کیا کیا شفا سے لڑتی ہو

ذوق دنیا ہو مگر کامیداں  
 نگہ اس کی دغا سے لڑتی ہو

دل کی معاش غم اسے غم کی تلاش ہو ۱۸  
 ہوتی وبال و دش نہیں عاشقوں کی خاک  
 لبر نہ صد نشاط ہو مثل ہلال عید  
 کرتے یہ اشک و آہ ہیں کلیف کثیف  
 کیا شا کو خفیف ہو کرتی زبان خلق  
 دنیا سے بھی اٹھے تو نہ بستر سے اٹھ سکے  
 ہر کس مرہ سے عشق میں اپنی ہوئی بسر  
 مسکن پذیر آج سے دل میں نہیں ہو غم  
 ڈرتا ہوں دل سے میں یہ بڑا پمعاش ہو  
 اڑ جاتی تھو کروں میں تیری اُن کی لاش ہو  
 سینے میں وہ جو ناخن غم کی خراش ہو  
 ہو جاتا راز دل تو نگاہوں میں فاش ہو  
 شا باش جس کو کہتے ہیں وہ شاد باش ہو  
 تیرا معین عشق جو صاحب فراش ہو  
 افسوس لب پہ ہو نہ کبھی ل میں کاش ہو  
 روز ازل سے اس کی ہیں بود و باش ہو



	<p>او ذوق جانتا ہو وہ ہر ذمہ دار د دل جس کا پارہ پارہ گریاش ہو</p>	
<p>اک پھانس ہو کلیجے کے اندر لگی ہوئی پر کیا کریں کہ مہر ہو منہ پر لگی ہوئی ہو تن کو خاک کو پُچھ د لبر لگی ہوئی دل کی گرہ ہو اس کی گرہ پر لگی ہوئی پر دانہ سے ہو شمع مقرر لگی ہوئی آنکھ اپنی ہو لقا فہ خط پر لگی ہوئی ہر دل سے یاد ساقی کو شر لگی ہوئی</p>	۱۹	<p>مڑگاں سے تیری لاگ ہو دل پر لگی ہوئی بیٹھے بھرے ہوئے ہیں خم کی طرح ہم میت کو غسل دیجو نہ اس خالسا کی میر گل امیر شگفتہ ہو کس طرح کرتی ہو زیر برق فانوس تاک ہلک یہ چاہتا ہو شوق کہ قاصد بجائے مہر منہ سے لگا ہوا ہو اگر جام مر تو کیا</p>
	<p>او ذوق اتنا دختر رز کو نہ منہ لگا چھتی نہیں ہو منہ سے یہ کافر لگی ہوئی</p>	
<p>زہر کے گھونٹ ہیں رکھے ہیں شربت کے منے بے شکایت نہیں او ذوق محبت کے منے یوں عبادت ہو تو زہر ہیں عبادت کے منے پوچھو فرما دے اس تلخی حسرت کے منے چانتا ہونٹ ہو لے لیکے جراثیم کے منے</p>	۲۰	<p>مجھ سے کچھ پوچھو نہ خونا بہ حسرت کے منے بے محبت نہیں او ذوق شکایت کے منے سجڑہ میں پائے خم ز یہ ہیں کس لطف سے مست جان شیریں بھی گئی اور نہ ملی شیریں بھی خنجر ناز نے کیا چاٹ لگا کئی دل کو</p>
	<p>پھر بھیا زخم کا انور مبارک او ذوق دل زخمی کو ترے بادہ حسرت کے منے</p>	
<p>لیتا تھا کام منہ کا شکم میں یہ ناف سے مسجد میں تنگ بیٹھا ہو کیوں اعتکاف سے کھولی نہ آنکھ اب رسیہ کے لحاف سے</p>	۲۱	<p>اول ہی سے بشر کو ہو رغبت خلافت سے چل میکدہ میں شیخ بسر کر یہ صیام نالوں نے دی چڑھا جو تپ لرزہ مہر کو</p>

<p>گروہ ہوا اس کی چشم کی یوں میرے دل کے گرد لکھتا ہر شیخ مسئلہ وحدت وجود</p>	<p>کافر کو کام کعبہ کے ہر کیا طواف سے لیکن دہائی عیاں ہر قلم کے شکاف سے</p>
<p>گہائے رنگ رنگے ہر دہائی چمن ایر ذوق اس جان کی ہر زیبا اختلاف</p>	
<p>۲۲ ان کا بندہ ہوں جو بنے ہیں محبت والے صبح محشر کو بھی اٹھیں نہ ترے متوالے کبھی مل بھی گئے دو دل جو کدورت والے تنگ ہی رہتے ہیں نیامیں فراغت والے نہیں جز کثرت پر روانہ زیارت والے خود نمائی کو ہیں چکار ہے شہرت والے دل بیمار کے ہیں دوہی عیادت والے</p>	<p>کیا غرض لاکھ خدائی میں تیرا دولت والے ساقیا ہوں جو صبح کی یہ عادت والے ہے جو شیشہ ساعت وہ مکہ ردو نو حرص کے پھلتے ہیں پاؤں بقدر وسعت نہیں جز شمع مجاور مرے بالین قرار کیا تماشا ہر کہ مثل یہ نو دیکھ فروغ کبھی افسوس ہر آتا کبھی رونا آتا</p>
<p>ناز ہر گل کو نزاکت چمن میں ایر ذوق اُس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے</p>	
<p>۲۳ کیا سوز و گداز دل فرما و غضب ہر ہو خاک جگر سوختہ ہر بار و غضب ہر کیا سوختہ جانوں کی بھی فرما و غضب ہر</p>	<p>نکلے ہر سد اکوہ سے ہم آتش ہم آب خاکستر پروانہ پہ رونی ہر بجا شمع ہوتا ہر سپند ایک ہی آواز میں آخر</p>
<p>۱۵ یہ غزل شاعر کی مصنفہ ہر مرزا خدیجہ شہزادہ کے بیان جو مشاعرہ ہوا تھا اس کی طرح میں کبھی تھی ۱۶ مرزا نور الدین اور مرزا حیدر شاہ جو مرزا سلیمان شاہ خلیفہ شاہ عالم بادشاہ کے پوتے تھے اور لکھنؤ میں رہتے تھے جب ۱۸۵۷ء میں لکھنؤ سے دہلی آئے اور بادشاہ ظفر کی فرمائش سے مشاعرہ قائم کیا تو اس آواز ذوق سے راہ و رسم ہو گئی انھیں کے مشاعرہ کے لیے یہ غزل لکھی تھی ۱۷</p>	

دُنیا میں گرا نباری اولاد غضب ہو  
کہتے ہیں گرفتار کو آرا غضب ہو

توڑا کر شاخ کو کثرت نے ثمر کی  
ہو سرو تو پابند غم بے ثمری میں

یہ خانہ ہستی ہو عجب خانہ بختیں  
اگر دوق مگر ہستی بنیا غضب ہو

ہوئے وہ کب قابل قیامت۔ جو تیرا قیامت نہ دیکھ لینگے  
رہینگے رویت کے بلکہ منکر۔ جو تیری صورت نہ دیکھ لینگے  
ہیں غرض کیا کہ جائینگے ہم۔ حرم کو اگر شیخ بنگدہ سے  
میں بتوں میں خدا کا اپنے۔ ظہور قدرت نہ دیکھ لینگے  
نہ دیکھ لی کیسی آفت۔ جہاں میں ہم نے تمہارے باعث  
اور آگے کیا کیا غم و الم ہو تمہاری دولت نہ دیکھ لینگے  
دکھانہ احوال ان کو اپنا۔ یہ ان کی الفت کا امتحاں ہو  
کہ ہوگی الفت تو دیکھ لینگے۔ نہ ہوگی الفت دیکھ لینگے  
کہوں یہ کہوں میں کہ حضرت دل بنگریہوں پر نہ زہر کھاؤ  
کہ آپ ہی تلخی محبت کی وہ ملازمت نہ دیکھ لینگے  
بالے گردانیال کا سا۔ نہیں ہو پاس اپنے فال نامہ  
ہم اپنے نقطوں سے دل غل ہی کے فال دولت دیکھ لینگے  
اگرچہ وہ محبت اپنا کہنا نہ ہیں نے زباں سے اپنی  
وہ میری صورت نہ دیکھ لینگے۔ وہ میری حالت دیکھ لینگے  
ہلال کو دیکھیں کیوں فاک پر۔ اگر ہو منظور عیب ہم کو  
تو اس کے تیغ ستم کا دل میں لب جراحت نہ دیکھ لینگے

ہا ہا ہا کو کون دیکھے۔ بنیر یا راں ہا تیر یا راں  
 ہم اس کے بدلے سرشک ٹمراں کی اپنے شدت دیکھ لینگے  
 گذر بھی جاؤں گراپنے جی سے۔ کہیں گے جتنا ہو جی چاہا  
 وہ جب تلک اپنے استانے پہ میری تربت نہ دیکھ لینگے  
 مجھے یقین ہا نہیں دکھائینگے اپنے رخسار لالہ گوں کو  
 رواں مری چشم تر سے جب تک۔ وہ خون حسرت نہ دیکھ لینگے  
 تپ محبت کا میرے دل کی یقین نہ آئے گا ہرگز ان کو  
 طپاں وہ رگ رگ میں میری جب تک برق سرعت دیکھ لینگے

خطا ان کو دے بھی دیا جو قاصد نے ذوق دے کر کسی کو دھوکا  
 وہ خط نہ پہچان لینگے میرا۔ مری عبارت نہ دیکھ لینگے

پھر تم نہ کہیں حضرت عیسا اگر ان سے ۲۵ کہیے کہ یہ تم عشق کے ماروس تو کہیے

کہیے نہ تک ظرفک از ذوق کبھی راز  
 لکھ کر اے سُننا ہو ہزاروس تو کہیے

۲۶ یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہا  
 زال دنیا ہا عجب طرح کی علامہ دہر  
 تیرہ بجتی مری کرتی ہا پریشاں مجھ کو  
 شمع گھبرا نہ تپ غم سے کہ اک دم میں ابھی  
 فائدہ دے ترے بیمار کو کیا خاک و  
 غنچہ ہنستا ترے آگے ہر جوگ تاخی سے  
 شمع بھی کم نہیں کچھ عشق میں پر وائے  
 کتنے سنتے نہیں کچھ ہم تو شبِ ہجر میں ہا  
 زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہا  
 مرد و پندار کو بھی دہریہ کر دیتی ہا  
 تہمت اس لاف سبہ فام پہ دھرو دیتی ہا  
 آگے کا فور سفیدی حسرت دیتی ہا  
 اب تو اکسیر بھی دیجے تو ضرور دیتی ہا  
 چٹنا منہ پہ وہیں بادِ حسرت دیتی ہا  
 جان دیتا ہا اگر وہ تو یہ سرو دیتی ہا  
 نالہ دل کا جواب آہ جگر دیتی ہا

کوئی غماز نہیں میری طرف سے اذوق  
کان اس کے مری فریاد ہی بھرتی ہو

۲۷ مزا تھا ہم کو جو بلسل سے دودھ کرتے  
مڑے جو موت کے عاشق بیاں کھجوتے  
غرض تھی کیا تھے تیروں کو آب پچاں سے  
اگر یہ جانتے چن چن کے ہم کو توڑینگے  
سمجھو دارو رسن تار و سوزن اذ منصوبہ  
عجب نہ تھا کہ زمانہ کے انقلاب ہم  
کہ گل تمہاری بہاروں میں آرزو کرتے  
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے  
مگر زیارتِ دل کیونکہ بے وضو کرتے  
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ بکرتے  
کہ چاک پر وہ حقیقت کا ہیں فو کرتے  
تیمم آئے اور خاک سے وضو کرتے

سرخ عمر گزشتہ کا لیجئے گزوف  
تمام عمر گزر جائے جستجو کرتے

۲۸ دروازہ میسکہ کا نہ کہ بند محسوب  
خنجر کہیں نہ یار کا بہ جائے ہو کے آب  
اُس بُت پہ گر خدا بھی ہو عاشق تولے ٹنگ  
ہر برگ گل کے لبے ٹپکتا ہو خوں پڑا  
ظالم خدا سے ڈر کہ دیر تو بہ باز ہو  
میسے گلے میں نالہ آہن کہ از ہو  
ہر چند جانتا ہوں کہ وہ پاک باز ہو  
گلشن میں کس کی خاک شہیدانِ ناز ہو

اذوق کیوں سب کھلے تیرا راز عشق  
جو نالہ ہو کلیدِ درِ گنج راز ہو

۲۹ ساقیا عیب ہو لا بائے سے مینا بھکے  
روز اس گلشنِ رخسار سے لیجاتے ہیں  
دل ہو آئینہ صفا چاہیے رکھنا اس کا  
نخم پر جوش کی مانند چھلکتا ہو پڑا  
جام خالی بھی لگا منہ سے نہ کلمہ کے ساتھ  
کہ پیاسے ہیں عوِ آشام مہینہ بھر کے  
اپنے دامانِ نظر مردِ مہینا بھر کے  
زناست بھرتا ہو کیوں اس میں کینہ بھر کے  
خونِ حسرتِ لبوں تاک مر اسینہ بھر کے  
ذوق کے ساتھ قبحِ ذوق سے مینا بھکے

<p>۳۰ عدو نیش نین کے گھر سے کب جبیں نکلے چھٹے کیا ہم سے شوق حسن گندم گوں کہ گندم تسے انداز سے سوسو طح کے ناز ہوں پیدا پہرے جا کر نئی دنیا سے بھی گرد پکھو دنیا میں خدا دے دور بینی اور اس چشم تصور کو زیادہ جان کے جانے سے غم ہی تیرے جانے کا نہ ہو غربت میں گردِ صفا پاکیزہ گو ہر کی تباہی میں ہر مودی کی حلاوت اہل عالم کی</p>	<p>۳۰ الہی بیجِ عنقریب قمرِ جلدی کہیں نکلے ہمارے جا اجمد چھوڑ کر خلدِ بریں نکلے ترے ہر ناز پر سو سو کا دم کی نازیں نکلے تو خالی خاکِ آدم سے نہ چپا بھر میں نکلے کہ لاکھوں کام اس سے دور کے بے دریں نکلے اہلی جانے سے پہلے مری جانِ حزبِ نکلے تو کیوں نہ ریا سے یکتا ہو کے پھر دوشیں نکلے کہ ویراں خانہ زنبور ہو جب انگلیں نکلے</p>
<p>اسنا کرتے تھے شہرہ ذوقِ جن کی پاسبانی کا وہ سب باخرا بات اپنے نکلے نمشیں نکلے</p>	
<p>۳۱ غنچے تری غنچہ دہنی کو نہیں پاتے وہ کونسی شے ہو جسے پاتے نہیں دل میں میں ایسا ہوا گم کہ عزیزانِ عدم بھی وہ دن ہیں کہاں بہتے تھے جو چشم سے چٹھے</p>	<p>۳۱ ہنستے تو ہیں پر تیری ہنسی کو نہیں پاتے لیکن نہیں پاتے تو خوشی کو نہیں پاتے گم ہو کے مری گم شگی کو نہیں پاتے اب نغم کو بھی ان میں غمی کو نہیں پاتے</p>
<p>معلوم نہیں اس کے دہن ہو کہ نہیں ہو او ذوق ہم اس ترغی کو نہیں پاتے</p>	
<p>۳۲ نبضِ غلی ہو کہاں میری غلاطوں چلتی کھولہ و انگھول پٹی نہیں کھپوں کا تمھیں جب ہر نیلے سے چلا۔ سر پہ یہ بولی حسرت میں تو ان انگھوں کی گردش کی بلا گردان ہوں عمر ہو کر رہی ہر دم سفرِ حجب فنا</p>	<p>۳۲ ہو ضیف اب تو کہ چنٹی بھی نہیں یوں چلتی پر پھری اپنی تو گردن پہ میں کھپوں چلتی تو اکبلا نہیں میں ساتھ ترے ہوں چلتی کہ نہیں تیری جاں گردشِ گردوں چلتی جس کو تو سانس کہے ہو دل محروں چلتی</p>

<p>سچھے ہوا کب کشتی کہ ہر ساحل چلتا</p>	<p>چتریت میں ہر کشتی سرجیوں چلتی</p>
<p>ذوق گل اور کوئی تازہ کھلا چاہتا ہو</p>	<p>کہ ہوا باغ جہاں میں ہو دگرگوں چلتی</p>
<p>خط بڑھا کا کل بھی نہیں کیسے بڑھے</p>	<p>بعد بخش کے گلے ملتے ہوئے رکتا ہوں</p>
<p>۳۴ کہ ساتھ اوج کے پستی ہو آسماں کے لیے تو بوسے ہم نے بھی اس سنگِ ستار کے لیے عصا پر کو اور سیف ہو جو ان کے لیے ہوں سبے بیٹھا ہوا مرگ ناگہاں کے لیے کہ ہاتھ رکھتے ہیں کانوں پر سب ان کے لیے بہشت تھا ہیں آرم جاوداں کے لیے شکست تو بے لے ارمنانِ رمنان کے لیے لگا رکھا ہو ترے خنجر و سناں کے لیے ہوا بہانہ مری مرگ ناگہاں کے لیے</p>	<p>ثبات کب ہو زمانہ کے عروشاں کے لیے جو سنگ کعبہ کے بوسے میں چمکے ہو شیخ نہ دینا ہاتھ سے تم راستی کہ عالم میں نگاہ نازنے کی دیر ورنہ میں تیار ابھی کان میں ہو کیا صنم نے پھونکا دیا امید ہو گئی ہمسایہ ورنہ خائف یاس چلے ہیں یہ کو مدت میں خافہاہ سے ہم و بال ووش ہو اس ناؤں کو سر لیکن اتنا رچنم کا تیری یکا یک اور قاتل</p>
<p>بنایا ذوق جو انساں کو اس نے جزو ضعیف</p>	<p>تو اس ضعیف سے گل کام دو جہاں کے لیے</p>
<p>۱۵ یہ دوشہر مشاعرے کی تصنیف ہیں اور اس مشاعرہ میں جو نواب اصغر علی خاں نے بعض خواہین رام پور کے دہلی آنے پر ان کی ضیافت طبع کے لیے منقہ کیا تھا مرزاں کے اصوار سے سنائے تھے ۱۶</p> <p>۱۵ کانوں پر ہاتھ رکھنا۔ انکار کرنا۔ منکر بنانا۔ کان میں کچھ چھونکنا۔ کسی کو اندر ہی اندر ہرک دینا۔ ۱۶</p>	

چو دل قمار خانہ میں بست لگا سکے  
 زہر آب یا شراب ہیاں سب ہوشیاں  
 اچھا کیا وفا کے عوض تم نے کی جفا  
 لے دل زمین کا بوجھ ہو یا آسماں کا بار  
 موت سے موت زیت پڑے ہیں گلے کا بار  
 باڑیا دیکھنے سے نہ آتش رخوں کے دل  
 حاجت نہیں ہوتی شہید و ن غل کی  
 ہو معرکے میں عشق کے قاضی نہ کیونکہ موت  
 تم بھول کر بھی یاد نہیں کرتے ہو کبھی

۳۵ وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے  
 ساتی پیالہ منہ سے ہم اتو لگا چکے  
 جانے دو تم بھی اب کہ کیا اپنا پا چکے  
 ہیں اب تو سر پہ بارِ محبت اٹھا چکے  
 تیغ نگہ تری کہیں قصہ چکا چکے  
 سو بار آبلے اسے آنکھیں دکھا چکے  
 ہیں تیغ ابدار سے خوں میں نہا چکے  
 جھگڑا یہ وہ نہیں ہو کہ جو بے قصا چکے  
 ہم تو تمہاری یاد میں سب کچھ بھلا چکے

مسی میں بیٹھ گیا ہو چلو میکہ کو فوق  
 اٹھو کہیں وظیفہ بست بر برا چلے

چکے چکے غم کا کھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے  
 ذکر حسن شمع لانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

۳۶ جی ہی جی میں تملانا کوئی ہم سے سیکھ جائے  
 اُن کو در پردہ جلانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

۱۔ اس غزل کے مطلع کی وجہ تصنیف معلوم کرنے سے حکومت منلیہ کے آخری زمانہ کی بد نظمیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے ایک خواجہ سرا محبوب نامی بہادر شاہ کی ذی اختیار نگیم کا منظورِ نظر تھا جب نگیم وزارت کی ناک ہو گئیں تو میاں محبوب کو بھی مقدمات دربار کے انفصال کے معاملہ میں سیاہ و سفید کے اختیارات حاصل ہو گئے اور وہ نواب محبوب علی خاں بن گئے۔ لیکن ایک بے علم ناقابلِ جوری بد بطن کے ذی اختیار ہو جانے سے شرفا اور امرانا لاں تھے بادشاہ تک شکایتیں پہنچیں۔ شاہی عتاب کی تاب نہ لا کر میاں محبوب نے حج جانے کا ارادہ کر لیا لیکن یہ ارادہ زبانی منزل سے گزر کر عملی صورت اختیار نہ کرتا تھا جب استاد کے سامنے اس کا ذکر ہوا استاد نے فی البدیہہ یہ مطلع کہہ دیا جس میں اس کے اس ارادہ اور قمار بازی کی طرف اشارہ ہے ۱۲



پیلے اُس کا ناز اُٹھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے  
 سیکھے گرا پنا بھلانا کوئی ہم سے سیکھ جائے  
 سچ تو یوں ہر مسکرانا کوئی ہم سے سیکھ جائے  
 دردِ دل اپنا جتنا کوئی ہم سے سیکھ جائے  
 دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے  
 جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے  
 بات کا ایسا بھی پانا کوئی ہم سے سیکھ جائے  
 ہیشوا لینے کو جانا کوئی ہم سے سیکھ جائے  
 کیا سکھائے گا سکھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

لطف اُٹھانا ہو اگر منظور اُس کے ناز کا  
 پوچھے ملے سے جسے کرنا ہو سجدہ سہو کا  
 دیکھ کر قاتل کو بھڑائے خراشِ دل میں  
 خط میں لکھو اگر انہیں بھیجا تو مطلعِ درو کا  
 تنج تو ابھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے  
 جب کہا مرنے والوں نے وہ بولے مرنے والے  
 واں ہلے ابرو یہاں بھری گلے پر ہم تنج  
 مَن کے آمدان کی از خود فتنہ ہوجاتے ہیں ہم  
 جو سکھایا اپنی قسمت نے فکر نہ اس کو غیر

کیا ہوا اگر ذوقِ ہرچیزِ مذمک ہم روینا  
 لیکن آنکھوں میں سما نا کوئی ہم سے سیکھ جائے

۳۷ آہستہ یہ گھر اسی مہاں کے لیے ہو  
 ہر فی میں بھری آگ نیتاں کے لیے ہو  
 اک کھل بصرِ چشمِ غزالاں کے لیے ہو  
 باقی ہو تو میری سب بھراں کے لیے ہو  
 چسید کسی خجے مرغِ گال کے لیے ہو

جو کچھ کہ ہر دنیا میں وہ انسان کے لیے ہو  
 انہوں سے نل اپنے ہیں سب پنوں کے دشمن  
 میر کس کی نگاہوں کا ہوں جیسی کہ مرغِ خاک  
 کچھ میرے نصیبوں سے زیادہ جو سیاہی  
 وہ زلفِ سیہ بھینکتی کیوں دم ہو دل

دل قیدِ تعلق سے نکل سکتا نہیں فوق  
 کیا در زمین اس خانہ زنداں کے لیے ہو

۳۸ ستاروں میں کیا کیا چنان و چین ہو  
 خبر بھی نہیں یاں کہ ہو یا نہیں ہو  
 تو دل ہو۔ نہ جاں ہو۔ نہ یاں نہ ویں ہو

چنی توئے افتالِ جواہرِ مہ جبین ہو  
 نہ پوچھو کہ دل شاد ہو یا حزین ہو  
 یہی گزری چشمِ سحرِ آفریں ہو

جہاں ناتواں بین و باریک ہیں ہو  
مرا عشق کم خرچ و بالانشیں ہو  
میاں منتظر لب پہ جان حزیں ہو  
کہ میں ہوں کہیں دل کہیں جہاں کہیں ہو  
دم سرد ہو نالہ آتشیں ہو

ہرک چاند دیکھے ہو اُستقیوس کا  
رُکے اشک اور آہ پہنچی نکاک پر  
تغافل سے فرصت نہیں واں نظر کو  
پڑے تفرقہ یہ جدائی سے تیری  
شب غم میں دما زو و لہو زاپنا

نہی آہ تیرا زخم دل پر اٹھائے  
تجھے آفریں ذوق صد آفریں ہو

مفتون چشم کو یوں ہی اک تیر مارے  
یاں وہ فتنے نہیں جنیں ترشی آتا روے  
پلٹے اگر نہ مجھ کو دل بے قرار ہے  
قاصد جواب زندگی مستار ہے  
جنش اگر نہ مجھ کو نسیم ہمارے  
ہنس کر گزرا یا اسے رو کر گزار دے  
برق جہاں کو آتش مرودہ قرار ہے  
پھر جان کس امید پہ یہ جاں نثار ہے  
جاں اپنی اس پہ بلبل شیدا ہزار ہے  
مانگول و ایک قطرہ نہ آئینہ وار دے

تو چشم میں نہ سرمہ و نہ بالہ دار دے  
وشت نام ہمہ کے وہ ترش ابرو ہزار دے  
وہ ناتواں ہوں میں کہ نہ جنش کروں کبھی  
ایسا نہ ہو کہ اتنے ہی آتے جو اب خط  
میں ہوں وہ گل کہ پہنچوں گلبن خاک تک  
اچھو شمع تیری عمر طبعی ہو ایک راستہ  
میں ہوں وہ زندہ دل کہ مرے جانے قرار ہے  
خونم ہو نہ پاس مر و ت نہ منتہی  
ہو گر مٹی و فاسے شگفتہ نہ گل کا دل  
بے فقیض چشم آب مصفا کا ہو تو کیا

یہ غزل مرزا غالب کی شہزادہ کے منامہ کی ایک طری غزل میں لکھی تھی تاکہ یہ شعر حکم آغا جان  
پیش کیاں شہزادہ کو شمع دہی ہو، دہی ہو کس لیے، تو تھوڑی سی رہ گئی جو اسے بھلا دے  
نکیر صاحب شاد نے منصف مزاج تھے اسٹاؤ کا شعر شکر خوش ہوئے اور فرمایا کیا خوب کہا ہو  
ان بات کو غلام شاہ نے یاد کیا۔

پیشے سے سیکے شیوہ مردانگی کوئی	جب قصدِ خوں کو آئے تو پہلے پکارے
اس جبر پر تو ذوقِ بشر کا یہ حال ہو کیا جانے کیا کرے جو خااختیار ہے	
۳۰ رہنمائی کی نہ رکھ چشمِ دلا رہزن سے نکلے زنا رِ محبت نہ مری گردن سے ایک فریادِ نخلتی ہو دل آہن سے میرا پیرا ہن تن میرے جدا ہو تن سے کثرتِ زخمِ بدن پر نہیں کمِ جوشن سے دُر کے خورشید بھی جھانکا نہ جہاں وزن سے یہ نہ چھوٹا ہو نہ چھوٹے کانترے دامن سے دل کی جو چھانسن تھی نکلی نہ سرسوزن سے اس پہ مرتے ہیں کہ تعظیمِ قوی دشمن سے	پوچھنت راہ و فاسِ مجھ پر فن سے کافرِ عشق ہوں گر میر بھی جدا ہوتن سے تا ہر ساز کے پردہ میں محبت کے سبب ہوں میں نہ سوختہ جوشِ شمع کہ مثلِ فانوس یتیم غم سے ہو نہ کیوں سینہ سپرِ مرد و فا تیرہ بختوں کا ہو وہ کلبہ تارِ ایک بلا خوں مرادِ اغ نہیں دھوتا ہو تو کیا قائل ہو گیا کاغذِ سونن زدہ سینہ سارا گر تجھے تیغِ تری سرا بھی حاضر ہو کہ ہم
چھوڑ کر گھر سے ہاتھوں سے نکل جائیں گے تنگ ہساریوں کو اور ذوقِ نہ کرشیوں سے	
۳۱ کہ مہر و ماہ سے دن راتیاں اک جام چلتا ہو جدا بھر چلتا ہو بن کر موت کا پیغام چلتا ہو یہ تیرا خوب جادو اور خیالِ خام چلتا ہو تو یہ جانو کہ نابینا کس را بام چلتا ہو	ہمیشہ دو عشرت ہی جو تم ہوا ل کیفیت ترا تیر نگہِ پیاکِ قضا سے کم نہیں قائل کیا پختہ مزاجوں کو مسخر تو نے دنیا میں ارادہ گر کرے ناقصِ علاوہ جاہِ کامل کا
خود نے رازِ عالم کچھ نہ پایا ذوقِ الہیایا کہ بے آغاز آیا اور بے انجام جیتا ہو	

۳۲	پھولانیں سانا جو گل پیرہن میں ہو مہ میں کہاں جتا بے رخ سیم تن میں ہو دم کو نہیں ہو سینہ میں آہم ایک دم یاد آتا ہو جو آب دم تیغ کا مزہ	آتا یہ کس بھروسہ پہ ہنستا چمن میں ہو پردہ ساعنکبوت کا سقف کہن میں ہو یہ وہ غریب ہو کہ مسافر وطن میں ہو بھرتا میرے زخم کے پانی دہن میں ہو
----	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

ہوش و خرد کو دیکھ لیا در سرفروغ

آہم کو بھی دیکھ کہ دیوانہ پن میں ہو

۳۳	یہاں کے آنے کا مقرر قاصد وہ دن کہے جب کہا قاصد نے دن وعدہ کا آیا تو کہا دن قیامت کا تو ہو پر میرا طو مار عمل	جو تو ابھیگا وہی دو گنا خدا وہ دن کہے اس سے کہ دیوں مجی شرمگاہ وہ دن کہے ہائے اتنا ہو کہ امکاں کیا وفا وہ دن کہے
----	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

ذوق کستا تھا کرونگا جمعہ کو جب کا عمل

کوئی اس کو جا کے تھلائے ہلو وہ دن کہے

۳۴	کوئی کمر کو تری ہوا اگر کمر تو کہے مری حقیقت پر درد کو کوئی اُس سے شبہ عشق کا ہر قطرہ خون انا ملحق ہو بھرے گا بار محبت کی کہا فلک باہمی	کہ آدمی جو کہے بات سچ کر تو کہے یہ آہ و نالہ نہ کہوے چشم تر تو کہے کہے حق کو فی منصور اس قدر تو کہے یہ حوصلہ کوئی رکھے جس نہ بشر تو کہے
----	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

سرساک چشم مے ہیں کہ ہو گئے سوزوں

مری طرے کوئی ذوق شعر تر تو کہے

۱۰ یہ غزل سولستو برس کی عمر میں کہی تھی اور اس طرح کہی تھی کہ مشاہیر کے بیٹے : جہ الدین مشیر خواہ سہاؤ نے  
ہم عمر تھے ایک دن باتوں باتوں میں یہ قرار پایا کہ وہ نون ایک ہی جگہ بیٹھ کر مقابلہ میں غزل لکھیں۔ چنانچہ وہ نون  
نوجوان شعرانے غزلیں لکھیں یہ غزل اسی سر کے کی یادگار ہے۔

۱۱ یہ غزل بھی عین عالم جوانی سولستہ برس کی عمر میں لکھی تھی۔

۳۵ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائینگے  
 سامنے چشم گہ بار کے کدو دریا  
 غالی اور چارہ گروہونگے بہت ہم داں  
 پہنچینگے رہ گزریاں تلک کیونکر ہم  
 ہم نہیں وہ جو کریں خون کا دعویٰ تجھ سے  
 مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے  
 چڑھ کے گر آئے تو نظروں سے اتر جائینگے  
 پر مرے زخم نہیں ایسے کہ بھر جائینگے  
 پہلے جب تاک نہ دو عالم سے گزرجائینگے  
 بلکہ پوچھے گا خدا بھی تو کدھر جائینگے

ذوق جو مدرسہ کے بچے ہوئے ہیں ملا  
 اُن کو میخانہ میں لے آؤں سورجائینگے

۳۶ دل کے کیونکر توں کی چشم شوخ و تنگ سے  
 ہو تغافل کش جلدی آکھو واقف نہیں  
 بل بے باکی کہ گویا تیرا ہر تار سخن  
 ایک ہی نکلے میری صیغہ دلخوش  
 جوش گریہ ہے رہی برسات برسوں پر بھی  
 پہلے یہ نیت ضوکی ہو نماز عشق میں  
 میرے رونے کے اثر سے تھکے پتھر بھی آب  
 اپنا گھر تو سو جاتا ہو سیکڑوں فرنگ سے  
 اس دل مباح جان مضرب دھنگ سے  
 جنتی میں گھج کے نکلے ہو دہان تنگ سے  
 خوں اگر ٹپکے نلے مرغ خوش آہنگ سے  
 اس کی تیغ تیز آلودہ نہ دیکھی رنگ سے  
 دل سے کدے بجھنے کے دعویٰ اتھ نام ونگ سے  
 جھڑتے ہیں جائے شرابی کے قلم سے سنگ سے

ذوق زیبا ہو جو ہویش سفید شیخ پر  
 وہ آب سنگت مہندی جو گل رنگ سے

۳۷ کتب جمع ازل کا ہو خلیفہ انساں  
 بن جلتے شمع کے پردانہ نہیں جل سکتا  
 یہ پھر کرے کون اگر یہ ہی خلافت نہ کرے  
 کیا کرے عشق اگر حسن ہی بہت نہ کرے

پھر چلا تل عشاق کو قاتل ذوق  
 سر پہ بیاہیں کشتوں کے قیامت کے

۳۸ ذوق مرثیہ افادیں یہ سرعاس طبع لکھا تو مر گئے پر نہ لگا بھی تو کدھر جائیں گے

<p>یہ قیدار ڈالے گی دم گھوٹ گھوٹ کے دل میں بھرا جو دروئے کوٹ کوٹ کے دریا سے جب تلک نہ ملے ٹوٹ چھوٹ کے</p>	<p>چلتا ہو ذوق قید سے آستی کے چھوٹ کے بیدر و سینہ کو ٹٹنا خالی نہیں مرا کیونکہ حباب ہو سکے دریا سے سبکراں</p>
<p>اس شمع رو سے رات کو نصرت ہو ذوق نئے ہیں دل کے لیے کیا پھوٹ چھوٹ کے</p>	
<p>جواہر ہر سینہ میں سو فوارہ خوں ہر قسمت جو پر گشتہ ہوئی بخت لنگوں ہر جوناں ہر ایوان محبت کا ستوں ہر کیسا ہی اگر درد ہو دل میں نہ کہل ہر میری سی تپ سیرید تپ سوزانیوں ہر دم ہونٹوں پہ آجائے مگر میں نہ کہل ہر</p>	<p>ہر دم دلِ غول گشتہ میں ایک عشق فزوں ہر پھر جاتی ہر سینہ کو مری آہ بھی اُلٹی قائم ہر بنا درد کی نسر یاد سے میری مرجاؤں مگر راز محبت نہ جتاؤں تلخا بہ حسرت کو پیوں کیوں نہ منے سے آلودہ اظہار نہ ہو راز محبت</p>
<p>دکھاتی اپنی گلکاری ہر کیا کیا زخم کاری کہ میں نے خاک بھری ان کے منہ میں خاک کاری مے نہویا ہے ہوشی ہر ہتر ہو شہ کاری سہا جاتا ہر دل خوں ہونے اپنا اشکباری اگر پرہیز کو پوچھے کہو پرہیز گاری سے خبر کی اگر اڑتی سین باؤ بہاری سے زمین کو جا لگا سر جھکے اپنا نرساری سے</p>	<p>کرے ہر کام تیغ یا رکس کس آباری سے زباں کھولنے مجھ پر بد زباں کیا بدکاری گذرتی ہر مزہ بین ندگی غفلت شعاری سے رواں ہر تیغ کے لشکوں میں جی جی خاک گل کاری جو پوچھے نہاد خشک اپنی دار و کدہ نرپی لے قفص کو لے اڑیں صیاد اسیر مضطرب تیرے کبھی گر سر اٹھا اپنا تو جوں اشک سرمہ گان</p>
<p>نہیں تانے لے رحم و ذوق اس سنگ کو بلا سے خوش ہو جاتا ہر میری آہ و زاری سے</p>	

<p>۵۱ کاشکے ایسے ہی بار بار لکویاروں کے گلے تیز چوں مہینزشت تیر جب کہ خاروں کے گلے اگ دم میں آشیانوں کو نہاروں کے گلے</p>	<p>یار تہنہ حال پر ہم دلفکاروں کے گلے اور بھی چمکا نہند وشت اپنا وشت میں ہو اگر گرم فغاں مرغ چمن میری طبع</p>
<p>ذوق صحرائے جنوں میں ہو گیا ہو گرد باد قوسِ وشت کو ہیں مہینز خاروں کے گلے</p>	
<p>۵۲ دل کے لگ جانے سے جینا بھی برا لگتا ہو نخلِ آدمی کا کہیں اکھرا ہوا لگتا ہو</p>	<p>دل کہاں سیر تماشے پہ میرا لگتا ہو جو حادثہ سے زمانہ کے گرا اکب اٹھا</p>
<p>۵۳ سوا بتائے کہ لعنقارِ طوطی سخن ہو خوش رہے بیدار ساری ات ہم ایک حبِ افیون ہوا پنہا دم ہوا ہوتا تیری چشمِ پراسیوں سے گل حکمت کے کتنے ہی خم خاکِ فلاموں سے کہ ٹپکے جائے شبنمِ اشکِ انجمِ چشمِ گدووں کریں اگر چہ افاں ساغرِ صبا کے گلگوں سے</p>	<p>اُڑائی طرنا لہ کی تھی اکیدم تیرے محض نہ شبِ آنکھوں نیچا لبِ یا خیالِ خالِ شکوے اُڑا میں پون جا دو گر بلا سے ہم نہیں بڑے یہ دُنیا ہو وہ خمخانہ کہ جس میں دو گر دوں نے اثر ہونا لہ پُرورد کا اتنا تولے بلبل شہیدِ چشمِ میگوں ہوں کہو تربتِ پیسِ پیش</p>
<p>اسی باغِ سخن میں فوقِ جی اپنا بہلتا ہو جہاں ہوش کی آتی ہو کچھ کھانے مضمون</p>	
<p>۵۴ چلی تھی برجھی کسی پر کسی کے آن لگی نہ ہائے ہائے میں تالو سے پھر زبان لگی ہے تیری طرف چشمِ یک جہاں لگی نہیں ہو کس کو ہوا زیرِ آسمان لگی نہیں پکے پکے میری ایک آن لگی</p>	<p>نکد کا وار تھا دل پر پھرنے جان لگی تراز باں سے ملانا زباں جو یاد آیا تو وہ ہلالِ جبین ہو کہ تاسے بن کر اُڑائی حرص میں اگر جہاں میں بے تک کسی کی کاوشِ خگاں سے آج ساری ملت</p>

تباہ بحر جہاں میں تھی اپنی کشتی عمر سو لوٹ چھوٹ کے باسے کنائے آن لگی

خندنگ یار کو کس طرح پہنچ لوں دل سے  
کلاس کے ساتھ ہوا سو ذوق میری جان لگی

۵۵ وہ ہوں ہیں پر معاصی سوختہ سوزِ ندامت سے  
۵۶ ہوں ایک سب میں یکہ لوچم حقیقت سے  
دم تکبیر اٹھائے وہاں سے ہاتھ یکا باری  
حریصوں کو نہیں جا بہمت آباد قناعت میں  
الف کو تیری قامت کے کیا استادِ قدرت نے  
لب ہر زخم میرا ہر ہلالِ عید سے خوشتر  
بہت اچھا کیا مجھ کو کیا گر قتلِ قاتل نے  
علاجِ زخمِ حسرت ہر مرائیز اب تنج اس کا  
ہوئی حرفوں میں یک نقطہ رحمت سے سوا رحمت

زبانِ پیچھے کر دی زبانِ لہلہ لایت کی  
محبتِ فوق کو از بسکہ ہر شاہِ لایت سے

۵۵ جواں لگی میں مثلِ صبا آئے جائے ہر  
۵۶ ٹوٹا ہر کس پتنگ کا بازو کہ شمعِ بزم  
لکھو کے بھیج دیتا ہر ایک پر چہ گاہ گاہ  
ابرِ مرثہ بریں کے اگر گھس گیا تو کیا  
نوارہ سے بجا ہر تواضع کا سیکھنا

۵۵ ولایت سے مراد ایران ہر ذوق کے زمانہ میں اس لفظ کا یہی مفہوم تھا اب انگریزی علماءِ ادبی میں ولایت سے

مکمل افغانستان مراد لی جاتی ہے ۱۶  
۵۶ اس غزل کی روایت بتا رہی ہے کہ ابتدائی مثنوی کی غزل ہے ۱۷



کیا حالِ حیم زار کہوں۔ سوزِ عشق سے مضمونِ اضطراب کا ہر یہ بھی ایک اثر تا بوت تیرے کشتہ کو پینس سے کم نہیں سو کوس کیا! نہ جاسکے مجنوں تو دو قدم	ایک بال ہو کہ آگ لبل کھائے جلے ہو وہ مرغِ نامہ بر کو جو پھر کائے جائے ہو کیا پاؤں اپنے چین پھیلائے جائے ہو پر شوقِ مدعا ہو کہ دوڑے جائے ہو
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

جب تک جانِ تن سے نکل جائے گی ذوق

دل میں درد ہو سو کوئی ٹائے جائے ہو

کچھ نہیں چاہتے تجھیز کا اسباب مجھے کل جیاں سے کہ اٹھالائے تھے احباب مجھے جمنِ دہریں جوں ہیرہ نشیر ہوں میں سفرِ عمر ہو یارب کہ ہو طوفانِ بلا کنجِ تنہائی میں دیتا ہوں دلا سے کیا کیا ہو گیا جلوہ انجم مری آنکھوں میں نمک	۵۷ عشق نے کشتہ کیا صورتِ سیاب مجھے لے چلا آج وہیں پھر دل بیتاب مجھے آب کی جائے دیا کرتے ہیں ہر اب مجھے ہر قدم پہلِ حوادث کا ہو گزrab مجھے دل بیتاب کو میں اور دل بیتاب مجھے کیونکہ آئے شبِ ہجراں میں کو خواب مجھے
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

گردشِ چرخِ ہوا کی ذوقِ مندرس کے لیے

آسمان اس کو نظر آتا ہو دو لائے

تیرا سُنکے کا گردِ دلِ مضطرب میں گھر کرے کیڑا ذرا سا اور وہ پتھر میں گھر کرے یوں تیرے دل میں جھپتی ہو دنداں کی سُنکے آب گنبد میں گردِ باد کے مجنوں نے گھر کیا یو زنگِ رخ پہ اس کے جاہِ مرا خیال خونِ شہیدِ ناز کو دھونا تھا کیا بسلا دزدِ سُنکے تو آنکھوں میں گھر کرے ہر ذوق	۵۸ ناسورِ عشق زخم کے پھر گھر میں گھر کرے انساں وہ کیا بنو دلِ دلبر میں گھر کرے ہیرے کی جو کئی لگے ہیر میں گھر کرے گزشتہ ایسا کون کہ چکر میں گھر کرے جس طرح رنگِ برگِ گلِ تر میں گھر کرے یہ زنگِ ہ نہیں ہو کہ خنجر میں گھر کرے دل جس کا گم ہو۔ کو کس گھر میں گھر کرے
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

۵۹ اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے  
 بہتر تو ہو ہی کہ نہ دنیا سے دل لگے  
 کم ہوں گے اس بساط پر ہم جیسے بد قرار  
 ہو عمر خضر بھی تو کہیں گے بوقت مرگ  
 لیلیٰ کا ناقد و شہسوار کھلاتا ذوق شوق  
 نازاں نہ ہو خرد پہ جو ہونا ہو۔ وہ ہی ہو  
 دنیا نے کس کا راہِ فانیں دیا ہو ساتھ  
 اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے  
 پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے  
 جو چال ہم چلے سونہایت بُری چلے  
 ہم کیا ہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے  
 سُن کر فغانِ قیس بجائے حدی چلے  
 دانش تری نہ کچھ مری دانشوری چلے  
 تم بھی چلے چلو ہو نہیں جب تک چلی چلے

جاتے ہوئے شوق میں ہیں اس چرخِ شوق  
 اپنی بلا سے با و صبا اب کبھی چلے

۶۰ لیا ایمان و دین نے اگر چاہا یکے مانے سے  
 ستمگر تو نے رو کا سب مجھے پاس آنے سے  
 ڈھلنیکے شمع کے سانچے میں گندے سر پہ جو گندے  
 پڑے سبج زار پر نگاہ مست اگر تیری  
 کہاں جاؤ بگھاؤ اگر طائر بے بال پر ہوں میں  
 نہیں اس بچ بھی تو ظالم ترا ایمان بھگانے سے  
 اجل بھی ابھی آئے تو آئے کچھ بہانے سے  
 بہنیکے آنسوؤں میں ان کے آگے اس بہانے سے  
 تو ٹپکے باوہ اگلو راس کے دانے دانے سے  
 نفس صیاد کا بہتر ہو مجھ کو آشیانے سے

نہ کچھ خوانِ دِل تمہت پہ ہاتھ افروغِ آلودہ  
 کہ یہ کھانا مرے آگے نہ دہتر نہ کھانے سے

جاں غش لبِ جاں بخش پر۔ دل غش خطِ مشکیں پہ ہو  
 عیسائی اپنے دیں پہ ہو۔ موسائی اپنے دیں پہ ہو  
 دے سین کی سورت، دکھا۔ تو ہمیں کے دانت اپنے ذرا  
 یاسین۔ کیا پڑھو رہا۔ قاتل مرے بالیں پہ ہو

بلبل کا دل ہو غمِ قتال ہیں عشق کی نیرنگیاں  
 سسرنخی رنگِ گل کہاں یہ دامن گلپیں پہ ہو  
 حرفِ زبانی ہو کہ خطِ قول اُن کا سچ ہو یا غلط  
 میری تو اب تسکین فقط احوالِ تری تسکین پہ ہو  
 ہر خوشہ اُلواریا کرتا ہو دل پر آبلہ  
 صد خندہ ونداں نما شبِ خوشہ پرویں پہ ہو  
 دو جامِ نو بھر کر چڑھا پھر دیکھ کیفیت ہو کیا  
 یہ خوب عینکِ اعجازِ چشمِ حقیقت ہیں پہ ہو  
 ہو کہو مکے چشموں سے واں پانی نہ کیوں شیریں واں  
 دی جانِ شیریں کھو جہاں فرما دے شیریں پہ ہو  
 یک لکڑوں اظہارِ غم ہو بارِ نسیم پر بارِ غم  
 دن رات ایک انبارِ غم میرے دل ٹکس پہ ہو

صیقل نہ ہو گر تیغ پر جو ہر پہ ہو کس کو نظر  
 اے ذوقِ یارِ قادرِ انوارِ آتش و تریں پہ ہو

دلارِ بطاؤں سے رکھنا کم ابھی سے نہیں ہو دیر اگر جانے میں اُن کے بے آنسو تو دامن کیا کہیں گے تھا راجھ کو پاس آبر و نقسا نکلتے ہی دم اٹھواتے ہیں مجھ کو	جتنا دیتے ہیں تم کو ہم ابھی سے نہیں اپنے بھی دم میں دم ابھی سے ہوئی ہو آستیں پر تم ابھی سے مگر نہ اشک جاتے تم ابھی سے ہوسے بزار کیوں ہم دم ابھی سے
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

وہاں انہی تیروں سے اے ذوق  
 کہ پھر نہ ہیں خوش غم ابھی سے

<p>حالت نشہ میں دیکھنا اس بے حجاب کی کوچہ میں آپڑے تھے ترے خاک ہو گئے ہم قاصد جو اب جان مری دے چکی تھے نکلے ہو میکہ سے ابھی منہ چھپا کے تم</p>	<p>۶۴ ہر ناز سے ٹپکتی ہو مستی شراب کی ہیاس تو صبا نے اور بھی مٹی شراب کی پہنظر ہو آنکھوں میں خط کے جواب کی دوبے ہوئے نعل میں صراحی شراب کی</p>
<p>ایرِ ذوق بس نہ آپ کو صوفی بتائیے معلوم ہو حقیقت ہو حق جناب کی</p>	
<p>۶۳ قفلِ صد خانہ دل آیا جو توہ ٹوٹ گئے چارہ گر سوزِ ن قدیر میں کچھ اوہیں تا سیکڑوں کاسہ سروہر میں مانندِ حباب دخترِ رز نے وہ انداز دکھائے سرِ بزم چشمِ مخور کے ایک جام میں سیاروں کے کیا بیاں تم سے کروں و رنگستِ دل کا مُردِ تر پہ اُمٹ کر جو شب اے آنسو گلشنِ عشق ہو کیا بارور اللہ اللہ</p>	<p>۶۳ جو طلسمات نہ ٹوٹے تھے کبھو ٹوٹ گئے جیب کے تار جو ہو ہو کے رُو ٹوٹ گئے کبھو ای چرخ بنے تجھ سے کبھو ٹوٹ گئے رات یاروں کو باغِ غسل وضو ٹوٹ گئے رات سرِ شہداء اعمالِ نیکو ٹوٹ گئے کہ مری خاک سے بن کے سبھو ٹوٹ گئے شہادتِ گریہ سے مو بربر ہو ٹوٹ گئے یہ تم لائے کہ سرو لب جو ٹوٹ گئے</p>
<p>۶۵ دیدہ آبلہ پا پہ ہی مڑگاں پیدا ساقیا بادہ کشی میں کٹی ساری مہیات رونگئے یار کے پشتِ لب شیریں پہ نہیں نوکرِ قافِ قفس گر یونہی تڑپے صیاد</p>	<p>۶۵ پاؤں میں چھچھ کے مئے خازن ٹوٹ گئے عمدہ و پیمان مئے سب ایکے پس ٹوٹ گئے شہدِ پرہیز کے ہیں اپنے گس ٹوٹ گئے کوئی دم میں یہ سمجھنا کہ قفس ٹوٹ گئے</p>
<p>ذوقِ ہم ہو گئے کم ایسی ہوئی کم آواز آج کیا قافلے کے سارے جس ٹوٹ گئے</p>	

<p>۲۶ کہ باگ و لاوت کو مولد سمجھے کہ تھے عشق علوائے بے دوسم وہ کافر کسی کو نہ موجود سمجھے ہم الفت کو عجا زبداؤد سمجھے</p>	<p>ہم اول ہی سے خود کو نابود سمجھے ہوانا کہ جب دود آلود سمجھے خدا کی خدائی اگر آگے آئے ہمارا جودل ہو گیا موم اُن پر</p>
<p>کیا دل کا بازار الفت میں سودا زیاں کو ہم اے ذوق یاں سو سمجھے</p>	
<p>۶۷ حسن کی سرکار میں جتنے بڑے - ہندو بڑے شاخ گلبن نیں شگل گل میں نکٹ بوڑھے اب مناسب ہی کچھ نیں جھن کچھ تو بڑے ایک مطلع اور زیر مطلع ابرو بڑے ہاتھ کے ناخن بڑے سر کے ہالے مو بڑے چاہتے ہیں و شرار شیخ آتش بڑے جس کے اک قطرے سے سیزں صبر میں لو بڑے جس کو ش پانی کے باعث سروا بج بڑے حُسن تیز روز بروز اسی ہلال ابرو بڑے پروہاں قابو نہیں کس طرح بے قابو بڑے</p>	<p>خط بڑھا کمال بٹھے زلفیں نہیں کیسو بڑے تیرے جلو سے چمن ہیں فاقی اے کلرو بڑے بعد رنجش کے گلے ملتے ہوئے رکنا ہر جی کہہ ماہر حسن کے دیواں میں خطا پشت لب بڑھتے بڑھتے بڑھ گئی وحشت و گرنہ پہلاہ تجھ کو دشمن اُن شرارت سے جو بھڑکے ہیں وز واہ ساتی کیا ہنی ہی ہر دار فائے فرصت فرا یوں دم گر یہ ہوا دل سے مے نالہ بلند چرخ پر نورِ قمراتوں بڑھے راتوں گھٹے چاہتا ہوں دل بڑھے الفت کی اُن رسم و رواج</p>
<p>پیشوائی کو غم جاناں کی شہیم دل ذوق جب ٹھہرائے تو اُن سے پیشتر آفوبہ</p>	
<p>۶۸ رہ جاؤں میں نہ کیونکر یہ تو بُری سنائی جب تک کہانی اپنی ہم نے نہ تھی سنائی دیتا نہیں مجھے تو اے بیخودی سنائی</p>	<p>آتے ہی تو نے گھر کے چھ جانے کی سنائی مجنون و کوہکن کے سُننے تھے یار فقے کیا جانے کیا کہے گا کچھ کہنے کو ہر ناصح</p>

صورت کھائے اپنی کھینچ کس طرح	آواز بھی نہ جس نے ہم کو کبھی سُنائی
قیمت میں صبرِ ل کی مانگا جو ذوقِ سہ	کیا کیا پھر اُس نے ہم کو کھوٹی کھڑائی
<p>ثابت اس تیاضِ چشم میں ہیں خطِ سرمہ سے ۶۹</p> <p>دکھلائے ہم نے لیکے جو دہنِ پُر آشک</p> <p>جل جائے خاکِ وحشی چشمِ بتانِ گھاس</p> <p>ہم جیتے جی جان سے معدوم ہو گئے</p> <p>رُسووانہ ہوتے کرتے نہ گرجِ بیسینہ چاک</p> <p>مطلب نہ کفر سے ہر نہ اسلام سے ہر کام</p>	<p>جو انتخابِ نیرِ افسوں گری ہوئے</p> <p>قائل ہماری آنکھ کے سبب ہری ہوئے</p> <p>لیکن ہر بن کھری نہ ہے بن ہری ہوئے</p> <p>اتنے نظر سے گم سببِ لاعی ہوئے</p> <p>ہم آپا پنی باعثِ پردہ دری ہوئے</p> <p>دل دیکے اسی صنم تجھے سب سے بری ہوئے</p>
ای ذوقِ آج سامنے اس چشمِ مست کے	باطل سب اپنے دعوے و فتنہ ہی ہوئے
<p>۷۰ لیکن بلا سے یار کے زانو پہ سر تو ہو</p> <p>ہم خوش ہیں یہ کہ آنے کی آنِ کج تو ہو</p> <p>صدِ شکر بارے نخلِ وفا بار و تو ہو</p> <p>ہو جاتی راتِ اس میں بلا سے بسر تو ہو</p> <p>دلسوز اگر کوئی نہیں سوزِ جگر تو ہو</p> <p>خانہ خرابِ خوش ہو کہ آباد گھر تو ہو</p> <p>چپ ہو گیا وہ باسے مجھے دیکھ کر تو ہو</p> <p>سینے میں سوزِ دلِ داغِ جگر تو ہو</p> <p>کر دیتی اک دم میں دھرتی اُدھر تو ہو</p>	<p>اک صدمہ دیوِ دلِ مری جان پر تو ہو</p> <p>آنا ہو اُن کا گرچہ قیامت پہ منحصر</p> <p>ہو شہیدِ عشق کا زیبِ سنانِ یار</p> <p>اگر شمعِ دل ہو رونے میں جلتا تو کیا ہو</p> <p>ہو دل میں درد اگر نہیں ہر دم سے پاس</p> <p>اگر دلِ ہجومِ رنج و الم سے نہ تنگ ہو</p> <p>اُس بت نے غائبانہ کہا یا نہیں کہا</p> <p>تربت پہ دل جاؤں کی نہیں گچھاں و گل</p> <p>کشتی بحرِ غمِ سرے حق میں ہو تیغِ یار</p>
لہ ہر کھری ایک گھاس ہوتی ہے جس کی شکل ہر کس قسم سے ملتی ہو ۱۱	

وہ دل کہ جس میں منجبت ہوئے فوق بہتر ہو اس سنگ کے جس میں شر ہو	۴۱ بتو نہ بن کے فطر آؤ تم بہار مجھے پکار تے رہے دیر و حرم ہزار مجھے دکھائی دیتے ہیں لہائے داغدار مجھے تو کرنا کیا تھا فطر بند انتظار مجھے دکھا ہے ہیں چمن کی یہ کیا بہار مجھے	خدا نے میرے دیا بندہ لالہ زار مجھے جہاں یار نے مڑ بھی دیکھنے نہ دیا تمہارے عشق میں ہی سے تابہ ماہ فلک نظر و لطف کی ہی روز و ریل پر موقوف ہوئے دادی و حشت مجھے موافق تھی
نہ دیتا عشق اگر چہ تم انگبار ایہ ذوق جلا چکی تھی مری آہ شعلہ بار مجھے	۴۲ نہ دوا یاد رہے اور نہ دعا یاد رہے چارہ گر لیجئے چٹکی سے اٹھایا رہے بھولے بندہ جو خودی کو خود یاد رہے	مرض عشق جسے ہو اسے کیا یاد رہے داغ دل پر میرے پھا پائیں ہی انگار گر حقیقت میں ہی رہنا تو نہ رکھ خود بینی
عالم حسن خدائی ہی بتوں کی ہی ذوق چلے بت خانہ میں بھیکو کہ خدا یاد رہے	۴۳ میکشتو قفل میں مینا کی صدایا رہے سبق عشق اگر تجھ کو دلایا رہے	ہو لیکن یک حرم یا یہ اذان سجا دو ورق میں کف کسرت دو عالم کا غم
جو اتنے بھی نہ ہو عشق تھاں میں ذوق چاہیے بندے کو ہر وقت یاد رہے	۴۴ کچھ نہ بھی خبر ہی تیری تقدیر میں کیا ہی تصویر کا کیا دیکھنا تصویر میں کیا ہی پھر آپ ہی اکسیر ہو اکسیر میں کیا ہی	تدبیر نہ کر۔ فائدہ تدبیر میں کیا ہی ای اہل نظر عالم تصویر کو دیکھو پارہ کی جگہ کشتہ اگر ہو دل بیتاب

<p>کچھ سلسلہ جنباں جنوں ہو ترا جنوں          بیٹھا ہو در کعب پہ حیراں ترا شیدا          غیغیغہ تصویر کھلا ہو نہ کھلے گا          اُترا تھا گلے سے کہ جسگر ہو گیا ٹھنڈا</p>	<p>غل دیکھ با خانہ ترخیر میں کس ہو          لبتیک میں کیا ہوتا ہو تیر میں کیا ہو          کیا جانے دل عاشق دلیگر میں کیا ہو          کیا جانے اُس آبِ مِٹھیر میں کیا ہو</p>
<p>۵۰ پر پرو کیا شکر پیشر ایسے نہ ہونے تھے          کسی کی فتنیں یاد آگئیں ہیں رنہ مرگان پر          خدنگ عشق کھا کر زخمِ دل فزا دے باہم          سفرِ دل کے جاں کا حضرتِ دل بیٹھے حیر میں          کتابِ دل شرا عشق سے ہی جل اُٹھی شاید          ہمارے آبلوں میں آبِ ہی یا آباری ہو</p>	<p>ذوق اس لبتیر میں کا جو تو وصف ہو کہتا          کیا کہیں حلاوتِ سائری تقریر میں کیا ہو</p> <p>۵۱ لیکن جیسے تم ہونے گرا لیسے نہ ہوتے تھے          نمایاں قطرہ خون جگر ایسے نہ ہوتے تھے          لگے کہنے کہ شیریں شکر ایسے نہ ہوتے تھے          پریشاں رنہ جوں گردِ سفر ایسے نہ ہوتے تھے          کہ مضمونِ زول کے پیشتر ایسے نہ ہوتے تھے          کہ پہلے خارجِ حوا تیز تر ایسے نہ ہوتے تھے</p>
<p>۵۲ نہ کھینچو عاشق نہ جگر کے تیر پہلو سے          نہ لے اڑنا و کر افغنِ دل کو میسے چیر پہلو سے          دل سپارہ کو لے نا متعے یزوں میں تیک کے          وہ ہوں دستِ پاسبانِ ساسی جب نہ ہوتا فی          یہ دل بستانِ تیج یار کا ہو رات بھر کرتا          نہ کہنا استخوان ان کو یہ عالم لاغری کا ہو          خیالِ ابرو سے جانان نہیں دل بھولتا ان کو</p>	<p>ہمارے شعرِ سن کر ذوق جیسے نرم عالم میں          ہوئے قال میں ابلِ نظر ایسے نہ ہوتے تھے</p> <p>۵۳ کھالے پر ہر مثل ماہی تصویر پہلو سے          کہ وہ تو جاچکا ساتھ آہ کے جوں تیر پہلو سے          نہ سر کا یہ حال ہی بُت بے پیر پہلو سے          گیا تا پائے قال از تہِ شمشیر پہلو سے          صدائے لعلش جوں نالہ شہگیر پہلو سے          کہ ہر دکھار ہا میرا دل دلیگر پہلو سے          سپاہی ہو جدا کرتا نہیں شمشیر پہلو سے</p>



تمام اہل سخن بزعم میں قہر میں  
ملاجو قافیہ تو نے کیا تحریر پہلو سے

برق میرا اشیاں کب کا جلا کر لے گئی  
اس کے قدموں تانت بیتابی بڑھا کر لے گئی  
نا توانی ہم کو ہاتھوں ہاتھ اُٹھ کر لے گئی  
صبح رخ سے کون شام نصف میں جاتا تھا آہ  
خون سے فرماو کے رنگیں ہوا دامن کوہ  
نوک ٹرگاں جبت لئی سینہ فگار و س و چار  
دکھی کچھ دل کی کشش لیلیٰ کہ نا قہ کو ترے  
نہشت و حشت میں بگولا تھا کہ دیوانہ ترا  
انگ میں ہی کون گر پڑتا مگر پروانہ کو  
اگر ہی پہلو سے نیسے کیا کہوں تیری نگاہ

کچھ جو خاکستر بچا اندھی اڑا کر لے گئی  
بلے دو پلٹے دیے اور پھر ہٹا کر لے گئی  
چیونٹی سے چیونٹی دانہ چھڑا کر لے گئی  
اودل شامت سے وہ اشامت لگا کر لے گئی  
کیوں نہ بوج شیر یہ دھتیا چھڑا کر لے گئی  
پارہ ہائے دل سے گل بستہ بنا کر لے گئی  
سوئے جنوں آنریش بستہ بھلا کر لے گئی  
روح مجنوں ہر استقبال اک لے گئی  
آتش سوئے مجتہدی حسب اک کر لے گئی  
دل اڑا کر لے گئی یا پر لگا کر لے گئی

ذوق مر جانے کا تو اپنے کوئی موقع نہ تھا  
کوئے جاناں میں جل ناع لگا کر لے گئی

حذر قلم سے وصف جیں ہر صنم پرے  
کیوں گرم اضطراب ہو اس رجبہ او شرار  
ہر موج ریگ بادیکیا۔ ایک گام میں  
یہ کیا شب وصال کہ دونوں ہم تو ہیں  
گرشتہ بخت ہوں کہ پھر جائے ناز سے

۸، برحق ہر تلخ سدرہ سے لوح و قلم پرے  
ہستی سے کستی دور ہر ملک عدم پرے  
ہونگے سوار کشتی نقش قدم پرے  
پر ہم سے وہ ہیں بیٹھے پے ان سے ہم بچے  
مڑگاں تک اس کی آکے نگاہ کرم پرے

لے یہ غزل شاہ نصیر کے میاں مشاعرہ میں پڑھی تھی وہ زمانہ عنفوان شباب کا تھا لیکن غزل کے نیروہی نامہ  
سے ذوق کی استادی کا پتا دے چکے تھے ۱۲

## کتابہ کیا مسافت نزل کا فکر و فوق

ہو اب یہاں سے ملک ہم دو قدم پہے

ذکر مزاں تیرا جس کے رو برو نکلا کرے  
کرفاں اچھا نہیں تو چپ بھی رہنا ہو بُرا  
لائے گریبا و صبا اس لف مشکیں کی شیم  
دیکھے میے آنسوؤں کی آبداری کو اگر  
چشم مست یار اگر دکھلائے تاثیرِ نظر  
اچھندم پیدا کرے جو دل میں تیری آرزو  
خطِ مشکیں کا تمہارے وصف گر کیجے قلم  
حضرتِ دل ہم تو جب تائیں کما تاپ کی  
تیرے ترکِ شمع کو گر شوقِ خونریزی نہ ہو

۱۰ اس کے بے نشتر رگ جاں لہو نکلا کرے  
کچھ تو سینہ کا بخارا دل کچھ نکلا کرے  
شمع کے گل سے گلِ شبو کی بو نکلا کرے  
آبِ ریاست گہرے آبِ رو نکلا کرے  
تاقیامت پھر دل آہو ہے ہو نکلا کرے  
پھر نہ اُس کے لبِ حرفِ آرزو نکلا کرے  
خطِ مشک افشاں قلم سے ہو نکلا کرے  
کھلے دھلے دُعا اس گھر سے ہو نکلا کرے  
باندھ کر تاوار کیوں اسی جگہ نکلا کرے

## خدمتِ پیرِ غیاں سے لو وہ دارِ چنگِ وق

نشہ تو جس سے بے جام و بو نکلا کرے

ختمِ آبرو تیرا جب یارِ نظر آتا ہو  
جب ترا شعلہ رخسارِ نظر آتا ہو  
کیا تمہیں ادا و لوالِ ابصارِ نظر آتا ہو  
معنی رنگِ خموشی سے جو دل ہوا گاہ  
ہو غضبِ سرمہ نے چمکایا تیری آنکھوں کو  
بارِ احساں ہو صبا کا بھی سرِ نکمتِ گل  
ہائے اسی دستِ جنوں یا نفس چھوڑ دیا

۱۱ کوئی کھینچے ہوئے تاوارِ نظر آتا ہو  
سردِ غورِ شید کا بازارِ نظر آتا ہو  
یاں تو اغیار میں بھی یارِ نظر آتا ہو  
برگِ گل میں لبِ اظہارِ نظر آتا ہو  
آج فتنہ ہمیں بیدارِ نظر آتا ہو  
کون گلشن میں سبکبارِ نظر آتا ہو  
تن پہ تو مجھ کو نہیں تاں نظر آتا ہو

لے بعض دیوانوں میں یہ مصرع اس طرح درج ہے: "خاتری ملک کا جب یارِ نظر آتا ہو"

روز گب خستِ روم دارِ نظر آتا ہے  
شیرِ پنجے میں گرفتارِ نظر آتا ہے  
شرم سے چرخِ نگوِ نساں نظر آتا ہے  
اس کا کھلنا مجھے دشوارِ نظر آتا ہے  
دامنِ وادی گسارِ نظر آتا ہے  
کہ برس میں کبھی اک بار نظر آتا ہے  
فلک اک نقطہ ہیکہ نظر آتا ہے  
گردنِ شیشہ میں زناں نظر آتا ہے  
نخلِ پانی میں نگوِ نساں نظر آتا ہے

بڑھ کے چوکھڑا زلنے میں دلہانی دیا کم  
جو جو انحر و علائق میں پھنسا جو وہ مجھے  
دیکھ کر ای بُتِ مغرور یہ اندازِ ستم  
دلِ پُر و سوسہ کا عقدہ ہے قفلِ سواں  
خزودہ ای آبلہ پائی کہ پھر آنکھوں میں ہی  
کم نمائی سے ہوا ہواہِ لقاعید کے چاند  
دل نے ہے دیکھ لیا دفترِ تقدیر تمام  
چشمِ ساقی نے یہ میخانہ میں پھیلا کفر  
صحبتِ اہلِ صفادیتی ہے سرکشِ کُٹالٹ

درِ مضمون ہیں سے ذوقِ بس بیش بہا  
کم کوئی ان کا سرِ دیدارِ نظر آتا ہے

کاٹا سا ہے کھلتا ہوا ان بدن مجھے  
زنجیرِ پا ہے موجِ نسیمِ چین مجھے  
کیساں ہے داغِ تازہ و داغِ کھن مجھے  
شیرِ پن ہوئے خونِ سر کو ہن مجھے  
آتا نظر ہے دیدہ غفا دہن مجھے  
دیتا ہے جامِ ساقی پیاں شکن مجھے  
اس سادہ پن کے ساتھ تیرا لیکن مجھے

ہمدمِ اوبال و دوش نہ کر پیرِ پن مجھے  
پھرتا لیلِ جن میں ہے دیوانہ پن مجھے  
اک سرزمینِ لالہ بہار و خزاں میں تیں  
خسرو سے تیشہ بولا چاٹوں نہ تیرا خون  
ریخ پر تمہارے دم جو ڈالا ہے سبزہ نے  
رکھتا ہے چشمِ لطف کیس کس اد کے ساتھ  
دکھلاتا اک ادائیں ہے سو سو طرحِ نناؤ

آیا ہوں نورِ لیلے میں بزمِ سخنِ فی وقت  
انکھوں پہ سب بٹھائیئے اہلِ سخن مجھے

کہ وہم سے نہ کوئی دیکے نشانی مانگے

مار کر تیر جو وہ دلبرِ جانی مانگے

<p>خاک سے تشنہ دیدار کے سبزہ جو اٹھے دل مرا بوسہ بہ پیغام نہیں ہی ہمدم</p>	<p>تو زباں اپنی نکالے ہوئے پانی مانگے یار لیتا ہو تو لے اپنی زبانی مانگے</p>
<p>جلوہ اس عالم معنی کا جو دیکھنے فوق لطف الفاظ نے حسن معانی مانگے</p>	
<p>نہ دیں گواہی جو دل غم کہن نہیں دیتے اجل ہی پوچھتی پھرتی مرا پستا یا رو حدم کی راہ میں بھی کچھ تو ہو خطر کا گزر وہ تیر کھینچے ہو پہلو سے کہلے دل ہار زبان حلاوت الفت کا لے مرہ کہ نلے سنبھال ناخن جوشت کو اپنے دست جنوں</p>	<p>دکھائی کیا مے تن چہن نہیں دیتے بتاؤ سے میرا بیت الخزن نہیں دیتے کہ ساتھ لینے بجز نیک کفن نہیں دیتے کہ ہر نشانی ناوک ننگن نہیں دیتے لب اپنی حد سے گزرنے سخن نہیں دیتے کہ سینے یہ مرا چاک کفن نہیں دیتے</p>
<p>انگوں سے بن چکے جبے نو ہاتھ گلبرستہ تو بولے روق جلا تن بدن نہیں دیتے</p>	
<p>اے صنم تیریں ہم جیتے بھلا پتھر تھے وہ بھی دن یاد میں جب کہ صنم میں جل میسے نابوں نے تو پتھر سے بہائے چشمے</p>	<p>۸۴ سینہ تھا ہاتھ سراپنا تھا یا پتھر تھے بستر خاک تھا اور بکجہ کی جا پتھر تھے اے صنم ہی پیسجہ نہ در اپتھر تھے</p>
<p>کعبہ عشق کا اے ذوق کیا ہم نے طواف آنہ خاک تھی اور سنگ صفا پتھر تھے</p>	
<p>تاج شاہی میں جلے پانی تو کیا ہاتھ آیا کتنا رویا ہوں ولیکن نہ پیسجہ وہ سنگ</p>	<p>اور دھڑے کر تیرے در پر تھے تو کیا پتھر تھے سنگدل گر نہ سنگر تھے تو کیا پتھر تھے</p>
<p>اختیار و کافاظ ذوق کی شاعری کے زمانہ ابتدائی میں دائرہ غزلیات میں اصل خاتوعہ میں متروکات میں مشال ہو گیا تھا اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکپن کی غزل ہے ۱۱</p>	

سنگ دل نہ ہوا ذوقِ بندہ میں مے  
غیر کے حق میں جو گھر تھے تو کیا پتھر تھے

گر جناے پہ نہیں قبر پہ آئے وہ مری ۸۶ شکوہ کیا کیجے غیبت ہو کہ آئے تو سہی  
بارہ مصحفِ دل تھے تے کوچہ میں پڑے آتے پاؤں کے تلے شکر کہ پائے تو سہی  
گہ گھٹانا ہو گئے مہ کو بڑھاتا ہو فلک پر شنبِ ہجر کو ہم دیکھیں گھٹائے تو سہی  
کروں اک نالے سے میں حشر میں برپا خوشتر شورِ محشر مجھے سوتے سے جگائے تو سہی

تھے تھیں نکلے جو اُن املائے ذوق  
ورنہ تھے پیچ میں اُن لف کے آئے تو سہی

خیالِ دل میں پری نہ لاؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو  
تم آتے آؤ نہیں نہ آؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو  
یہ دل ہو آئینہ تم ہو صورت نہیں ہو یاں نام کو کدورت  
کسی کو گھر میں بلائے تھاؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو  
خل بنائے مکاں کو پہنچے تو ہو گا نقصاں کہیں کو پہلے  
مکاں کو دل کے نہ تم گراؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو  
غلط ہو تہمت ہو افترا ہو کہ ہم نے دل اور کو دیا ہو  
کسی کے کہنے پہ تم نہ جاؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو  
مکانِ دیدہ پسند خاطر اگر نہیں ہو کہ ہوں گے ظاہر  
تو خیر شریف تم نہ لاؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو  
تم اُس کو دو داغِ مشلِ لالہ دیا کرو بیٹھ کر اجالا  
بگاڑو تم اس کو یا بناؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو

یہی زبان سے ہو ذوق کتنا تمہارا ہو دھیان اس میں رہتا  
جدا مکاں اور کیوں بناؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو

## متفرق اشعار ردیفی

۸۸ زبان پہ اکرونچ آسیا سینے میں نکلیں سے  
اڑائے خوب گلچھترے نخل مجنوں نے زنداں سے  
چمکتی ہو سر مجنوں پہ بجلی سنگ باران سے  
یہاں کٹا تو ان میں ہم گز جائیں اگر جاں سے  
اسی باعث ہے: ایہ طفل کو افیون دیتی ہو  
دہن کا ذکر کیا یاں سر ہی غائب ہو کر بیان سے  
برستے پھول ہیں سر پر شرار سنگ طفلان سے  
لگے گی ابر حمت کی بھری آب چشم گریاں سے  
اٹھائے شور لاشہ کو ہمارے دست ترکان سے  
کہتا ہو جائے لذت شناس تلخی و زان سے

۸۹ پھرتا سر گشت نہ زمانے میں بھلا کیوں خوشید  
وہ میسے آخر طالع کی ہو واڑوں گردش  
کر دیا کیا ترے ابرو نے اشارہ قاتل  
جل کے پھرتا نہ تھا اک بار جہاں وں اں مچھلو  
ہو بس گرمی بازار لیئے پھرتی ہو  
کہ فلک کو بھی نگوں سار لیئے پھرتی ہو  
کہ قضا ہاتھ میں تلوار لیئے پھرتی ہو  
بے قراری ہو کہ سوار لیئے پھرتی ہو

۹۰ کون قتا اٹلے کڈ راچی کو گھبرانے ہوئے  
وہ نہ جاگے رات اور یاں خند سے بخت کی  
چاک آتا ہو نظر پیرا ہن صبح سہار  
موت آتی ہو اجل کو یاں تلکس آتے ہوئے  
بج گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتے ہوئے  
کس شہید ناز کو دیکھا ہو کفناں ہوئے

۹۱ پیشوائی کو بڑے گر کشش دل آگے  
جائے اس طرح سے اس کو چیں ہین ل اور ہم  
دوڑے مجنوں کی طرف ناقہ سے محل آگے  
دل سے ہم گئے کبھی ہم سے کبھی دل آگے

<p>ایک ہر گم شہ گئی کی ابھی منزل آگے کاملیت ہر کہاں ہمچے کال آگے</p>	<p>۹۲ گرچہ ہر وادی عفت سے ہے سو ساقیان تجھ سا ناقص بھی غنیمت ہے اب اس وقت ذوق</p>
<p>جو کور ہو عینک سے اُسے کیا نظر آئے پانی دہن چشمہ کوثر میں بھرائے ناقوس کا دل آبلہ کی طرح بھرائے جوں شمع مجھے لاکھ پسینا اگر آئے</p>	<p>۹۳ ناقص کا صفائش سے مطلب نہ برائے فردوس میں فراس لب شیریں کا گرائے بت خانہ میں گراہ کروں عشقِ صنم سے ممکن نہیں کم ہوئے تپ سوزِ محبت</p>
<p>چار چاند اور نقاب پر مہر روشن کو لگے</p>	<p>۹۴ نعل جب شکل مہر تو ترے توس کو لگے</p>
<p>بے درد اگر دل بہ خدا بھی ہے تو کیا ہے ہر درد دوا دیکھو دوا بھی ہے تو کیا ہے ای ذوق جو وہ آبِ بقا بھی ہے تو کیا ہے</p>	<p>۹۵ زاہد کو اگر صدق و صفا بھی ہے تو کیا ہے آزارِ محبت کا مزہ کیا کہوں جس کی سیراب نہ ہو جس سے کوئی تشنہ مقصود</p>
<p>ہو وہ مثل کہ پھول نہیں پنکھڑی ہے سچ پوچھئے تو چوٹ ہمیں نے کڑی ہے ٹھہرا رکھوں کہ اور بھی یاں دو گھڑی ہے</p>	<p>۹۶ گریح کا بوسہ دیتے نہیں لب کا دیبچے فرما د! ضربِ تیشہ سے ہے سخت ضربِ غم تم دو گھڑی کو آؤ تو میں لب پہ جان کو</p>
<p>واسطے دس کبھی کچھ یا سب نہیں کے واسطے اس سکندر کس لیے؟ دو گز زمیں کے واسطے یا الہی اپنے ختم المرسلین کے واسطے</p>	<p>۹۷ کیا وہ دنیا جس میں شوقِ حنہ دیں کے واسطے خوں کے دریا بہ گئے عالم تہ و بالا ہوئے ذوقِ عاصی ہے ہر اس کا خاتمہ کچھ بخیر</p>

۵۸	سوزِ دل سے مرے نالے جو شرابا ہوئے مکڑے اُڑ جائیں قفس کے تو اُڑینگے نہ کبھی چمنِ دل سے ہوئے کم نہ گلِ نختِ جگر	معنی جل گئے اچھا ہوا فی النار ہوئے ہم ہیں صیاد کی الفت کے گرفتار ہوئے دوا گر شکستہ ہے اور ہے چار ہوئے
----	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------

۹۹

چھپا کے پھولوں میں منہ صبا سے جو مسکرائے سحر کلی ہو  
تسم اُس گل کا یاد کر کے عجب ہوئی دل کو بے کلی ہو  
تیش دکھائی جو میں نے دل کی تو لوٹا پروانہ دغ کھا کر  
دکھایا تم نے جو روئے روشن تو شمعِ محفل میں کیا جلی ہو  
بناؤ بند چوبِ صندل سے میرا تابوت اے عزیزو  
کہ قتلِ مجھ کو کیا کسی نے دکھا کے رنگ اپنا صندلی ہو

۱۰۰	ساتھ تیرے ہم بھی جوں سایہ مقرر جائینگے آگے جائیں پیچھے جائیں جائینگے پرجائینگے	
۱۰۱	گرد و دھڑکھونا دل مضطر سے کسی کے دل بس میں پڑا اُس کے کہ جو بس میں آیا	پانی تو پلا وار کے سر پر سے کسی کے جادو سے نہ ٹونے سے نہ منتر سے کسی کے
۱۰۲	جو دل کیشِ طرہ دوتا میں پڑے ہوائے سایہ طوبے نہیں ہر مستوں کو بتوں کے دزدِ نظر سے ہو دل مرانا لاں	تو پھر بلا کو غرض ہو کوئی بلا میں پڑے رہینگے تاک کے نیچے کہیں ہر امیں پڑے یہ چور وہ ہیں کہ جو خانہ خراب میں پڑے
۱۰۳	اک کلابِ ہس ہو شرجِ غم کے واسطے کون نیند واسطی ڈھونڈے قلم کے واسطے	



سرقہ تین پر مرے تیج ستم کے واسطے	پر لگا رکھتے ہیں وہ جھوٹی قسم کے واسطے
اویذوق نہ کروں میں آمیزشِ ظلمت	۱۰۴ کیا کام تیرے کو محبت میں علی کی
مقابل اُس مِخِ روشن کے شمع گر بجائے	۱۰۵ صبا وہ دھول لگائے کہ بس سحر بجائے
وہ دل میں کھتا ہوں میں آہِ انشیں اذوق	کہ برق دیکھے توفی النار والسفر بجائے
اسیری پر تری مر تا ہوں از دفری لڑکپن سے	۱۰۶ جراتن سے ہوئی گردن اترا طوق گردن سے
بچھے گوارہ بھی تھا کشتی طوفاں زدہ آسا	رہا جوں طفلِ ایشاک آفتِ سیدہ میں فتن چپن سے
یاں لگ چکے سب یں دلِ جاں ٹھکانے	۱۰۷ اب تک میں کافر تیرا ایمان ٹھکانے
کیا جانے خبر لایا ہر کیا وال سے کہ قاصد	آتے نہیں تیرے نظر اوسان ٹھکانے
مے حسنِ عمل سے نصیحت بھی کر کرتی ہو	۱۰۸ مری توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہو
اگر انسان قانع ہو تو ہوا کسیر سے بہتر	ہوا احرص لیکن اُس کی مٹی خوار کرتی ہو
ہم ہیں غلام اُن کے جو ہیں وفا کے بندے	۱۰۹ اس کو یقین کرنا گر ہو خدا کے بندے
مت بھول یناگی پر غرہ میں اکے بندے	زاہد سے ابہ فاسق سب میں اکے بندے
ہم ہوں کو اپنے جذبِ ل سے کھینچے جائیگے	۱۱۰ پر بڑے پتھر ہیں یہ مشکل سے کھینچے جائیگے
پھینک بک تانک نہیں کرتے تیرے دل میں اثر	ہم بھی نالے اپنے جذبِ ل سے کھینچے جائیگے

۱۱۱	کام بیچے گا کہیں اور ہی دانائی سے کیونکہ عینک کو نہ آنکھوں سے لگاؤں ادا رہے	ناصحو جاؤ نہ لپٹو کسی سودائی سے چار آنکھیں ہوئیں تجھ قوتِ بنیائی سے
۱۱۲	کوفسے دن نگہ تیز نہ غور نہ رہے آتشِ عشق تو ہو گلشنِ جنت کی ہوا	مجھ پہ ظالم تری ہر روز چھری تیز رہے یاں مگر آتشِ دہش سے بھی کچھ تیز رہے
۱۱۳	ہم کو کیا یاں راہ پر ہی کوئی یا گمراہ ہو کیا بشر مانند یوسف کیا بشر مار و تار	اپنی سبک راہ ہو اور سبکے یاد اللہ ہو عشق کے ہاتھوں سے ہو جانا سیرِ جاہ ہو
۱۱۴	عزیز و ناقہ لیلیٰ کے دیکھو گے شتر غریبے کہاں ہم اور کہاں غم میکشوں کو غم سے کیا نسبت	اگر مل جائے گی مجھوں کو خدمتِ سار بانی کی مگر اے حضرتِ دل آپ نے یہ مہربانی کی
۱۱۵	ہمے خاطر نہ بے شغل محبت کیونکہ بندہ اپنی زمین کیا ہو؟ فلک پاؤں کے نیچے سے نکل جائے	کلیدِ قفلِ دل نہ یاد ہو مثلِ سپند اپنی ہماری خاک پر دکھلا دو رفتارِ سمنہ اپنی
۱۱۶	جدول سے اپنے دم آتشیں نکل جائے ستم نے سیم تنوں کے کیا ہو ناک میں دم	فلک کے پاؤں تلے سے زمین نکل جائے انہی تن سے مراد دم کہیں نکل جائے
۱۱۷	چیش آ کر ام سے ساری کراست ہو چہی لے مرضِ الموت کے شروع ہو جانے کے دو تین بعد وفات سے دو ہفتہ قبل حافظ و یلان کی فرمائش پر پیشمر	عادتِ بد ترک کر تو خرقِ عادت ہو چہی

پھرتے ہیں لکھے شمعے سوئے میں مالِ جاہ کے	۱۱۸	طفلِ کتب بہتے ہیں گنبد میں بسم اللہ کے
لُحڑ کو چاہئے یوں پیرِ پشتِ خم دیکھے	۱۱۹	سر کو جیسے تھکا اونٹ دم دم دیکھے
پلا محو آشکارا ہم کو کس کی ساقیا چوری	۱۲۰	خدا کی جنبیں چوری تو پھر بندہ کی کیا چوری
رہی اس طرح بعد از مرگ نیا کی ہوسنا کی	۱۲۱	شرابی کے تو بہرِ طرح ہو جائے تریا کی
راقوں کو نہ جو حق کرا شیخِ مناجاتی	۱۲۲	سوئے ہوئے چنکیں گے زندانِ خرابا کی
کیا ہم بخنی کرتا ہو اس گل کے دہن سے	۱۲۳	غنجہ سے یہ کدو کہ بیخ جائے چین سے
<p style="text-align: center;">۱۲۴</p> <p>قطرہ قطرہ آنسو جس کی طوفاں طوفاں شدت ہو کٹاڑے کٹاڑے دل جو پڑا ہی تو وہ تو وہ حسرت ہو</p>		
جسے ہم چاہتے ہیں نہ بتِ گمراہ بھی چاہے	۱۲۵	ہمارے دل نے تو چاہا مگر اللہ بھی چاہے
کل کے جو سل کے مال میں نظریں پھرتے	۱۲۶	آج تنہا خفانی سے ہیں گھر میں پھرتے
ہم اور غمبیر یکجا دو دنوں بہم نہ ہونگے	۱۲۷	ہم ہونگے وہ نہ ہونگے وہ ہونگے ہم نہ ہونگے
<p>اس سکہ پر حرنے سے تین گھنٹہ پہلے ہم صفرِ شہادہ کو یہ کسا تھا جسے کتے ہیں نہ ذوقِ جاں سے گزر رہا کیا خوب آدمی تھا خدا منت کرتے</p>		

جنوں کے بہت مبارک ہیں یہی ہر کوئی لگے	۱۲۸	رہا بھی تار نہ باقی کہ جو کفن کو لگے
لاشہ کو دفن کیجئے میرے کہ پھینک دیجئے	۱۲۹	مردہ بدست زندہ جو چاہئے سو کیجئے
معلوم ہوا بینی و ابروئے بتاں سے	۱۳۰	اک تیرا گویا کہ چڑھا ہی دو کہاں سے
<p>۱۳۱</p> <p>ڈسا ہو کالے نے جس کو کافر تو وہ فسون کے اثر سے کھیلے</p> <p>دہان و گیسو کا تیرے مارا نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے</p>		
بے قراری کا سبب ہر کام کی اُمید ہے	۱۳۲	اُمیدی سے مگر آرام کی اُمید ہے
اگر اٹھے تو آزدہ جو بیٹھ تو خفا بیٹھے	۱۳۳	لگایا جی کو اپنے روگ جبے جی لگا بیٹھے
باقی ہر دل میں شیخ کے حسرت گناہ کی	۱۳۴	کا لا کرے گا منہ بھی جو داڑھی سیاہ کی
عیاں ہوا شک کی گرمی ہو یا سوزشِ دل ہے	۱۳۵	کہ آتا اپنا اشکِ سوختہ مانندِ فلفل ہے
دردِ دل سے لوثتا ہوں میرا کس کو درد ہے	۱۳۶	میں ہوں لفظِ درد جس پہلو سے دیکھو درد ہے
<p>۱۳۷</p> <p>دل گرفتار ہوا یا رگی عیاری سے</p> <p>ہم گرفتار ہوئے دل کی گرفتاری سے</p>		

<p>جو کوئے تم کہیں گے ہم بھی ہاں یونہی ہی</p>	۱۳۸	<p>آپ کی یونہی خوشی ہو مہرباں یونہی ہی</p>
	<p>جس در پر یہ غل تھے کہ آتی کان پڑی آواز نہ تھی غفل سحر اس در پہ تھی حیران کھڑی آواز نہ تھی</p>	
	<p>راز درونِ خم سے کہے اس پر وہ میں آگاہی ہو یوں تو ہر ایک زعم میں اپنے افلاطون الہی ہو</p>	
	<p>وہ لعل شیریں کسی کے دل کی الہی کیا ہو گیا دوا ہو کہ میٹھا میٹھا سا در دل سے مرے کلیجے میں ہو رہا ہو</p>	
<p>کتنے مفلس ہو گئے کتنے تو بنگر ہو گئے</p>	۱۳۲	<p>خاک میں جب مل گئے دونوں برا ہو گئے</p>
<p>اب ہو جا زیرِ مٹیلاں تھے دیوانوں کی</p>	۱۳۳	<p>مذتوں چھان چکے خاک بیا بانوں کی</p>
<p>الفت کا نشہ جب کوئی مر جائے تو جائے</p>	۱۳۴	<p>یہ دوسرا ایسا ہو کہ سر جائے تو جائے</p>
<p>رات جوں شمع کٹی ہم کو جو روتے روتے</p>	۱۳۵	<p>ہر گئے اشکوں میں ہم صبح کے ہوتے ہوئے</p>
	<p>کوئی جو اس کو پڑھ کر عاشق کا خط سنا اک حرف مدعا پر سو بے فقط سنا</p>	

نہیں پہنچی پہ پہنچی شام سے اک دم ٹھہرتی ہو	۱۲۸	ترے بیمارِ غم کو موت شاید یاد کرتی ہو
<p>۱۳۸</p> <p>ناخن سے منقار کی میسے داغ جنوں کو زانگ کھجائے عشق یہ تیری فطرت ہو تو سر سہلائے بھیجا کھجائے</p>		
چاہیے زراں بتانِ سیم تن کے واسطے	۱۴۹	یاں قلندر ہیں نہیں کوڑی کفن کے واسطے
پھر سہارا آئی کفِ ہر شلخ پر پیمانہ ہو	۱۵۰	ہر روش پر جلوہ بادِ صبا مستانہ ہو
ہوتا نہ اگر دل تو محبت بھی نہ ہوتی	۱۵۱	ہوتی نہ محبت تو یہ آفت بھی نہ ہوتی
مصرفِ چارہ دیکھا کیا چارہ گر کو میرے	۱۵۲	مرچیں سی لگ رہی ہیں ختم جگر کو میرے
مٹی سے اپٹی مٹی جو تربت میں مل گئی	۱۵۳	جو کچھ کہتے مراد محبت میں مل گئی
بد نہ بولے زیرِ گردوں گر کوئی لمیری سنے	۱۵۴	ہو یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے
لال کتاب اپنی اب بادۂ لال رنگ ہو	۱۵۵	میکدہ اپنے واسطے مدِ سہِ فزنگ ہو
<p>۱۵۶</p> <p>کیا تاب دل جلوں سے جو برقِ لاگ کچھ دوزخ بھی ہو تو ان کی چلوں پہ آگ کچھ</p>		

کرے کعبہ میں کیا جو ستر بچانہ سے آگے ہو ۱۵۷ یہاں تو کوئی صورت بھی ہاں اللہ ہی اللہ ہو

ہمیشہ کام مجنوں کو رہا صحرا نوروی سے ۱۵۸ بسایا خانہ زنجیر ہم نے پائے عری سے

جنوں سے میرے مجنوں بھاگتا جیسے بگولا ہو ۱۵۹ کہ میں صورت میں خشک کی وہ پونہ کی سیلا ہو

خاک لٹاؤشت میں جب تیرا سودا لی پھیرے ۱۶۰ پھیر بگولا تو ہو کیا آندھی بھی بولانی پھیرے

جہاں نیامیں کیا سچ کے اور چھوٹ فائق ہو ۱۶۱ کہ پہلے صبح کا ذب ہو تو پیچھے صبح صادق ہو

ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے ۱۶۲ کر کے مضبوط ہنسی کیوں میں ناخن اپنے

کترے پر رکھنے میں صیاد یہ اغماض کے ٹائے ۱۶۳ ملتی اس پر کیف افسوس ہو مقرر ضلے ٹائے

وخت اگر پتنگ کو ہووے گی دلغ سے ۱۶۴ زنجیر گھر کے ڈالینگے دو د چراغ سے

تری عمرو دروزہ خال ایک پتلی ہو دو کل کی ۱۶۵ کہ اک کل و آخر کی ہو اک کل و اول کی

۱۔ کتب تصوف میں لکھا ہے کہ جب انسان کو بہت ہنسی آئے تو ناخوں کو دیکھنے لگے ہنسی ختم جائے گی۔ سبب یہ کہ یہ لکھا ہے کہ جب حضرت آدمؑ بہشت سے نکلے تھے تو ان کا جسم مبارک ایسا صاف اور روشن تھا۔ جیسے ہن ہنیاں آکر بہت شروع ہوا۔ اور اولاد کا رنگ بدلتے بدلتے ایسا ہو گیا کہ ظاہر ہو کہ جب انسان ناخوں کو دیکھتا ہو تو وہ جانی دکھاہی سے دل متنبہ ہوتا ہو اور افسوس میں ہنسی جاتی رہتی ہو۔ (ازروچان و قلعہ منبہ آزاد)

دکھانے کو نہیں ہم مضطرب حالت ہی ایسی ہے	۱۳۱	مثل ہے روہے ہو کیوں کہا صدمت ہی ایسی ہے
پہلے توں کے عشق میں ایمان پر مبنی	۱۳۲	پھر ایسی آہنی کہ مری جان پر مبنی
جس طرح ماہ سائے ستاروں میں ایک ہے	۱۳۸	یوں میرا منہ جبین بھی ہزاروں میں ایک ہے
قسمتِ برگشتہ دیکھو اک نگہ کی تھی ادھر	۱۳۹	سو بھی آ کر تا میرے مڑکاں جیسا سے پھر گئی
<p>کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گزر گیا کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے</p>		
گلِ بھلا کچھ تو بہا ریں اسی صبا د کھلا گئے	۱۴۱	حسرت اُن غنیمتوں پہ ہے جن کھلم کھلا گئے
کیا کہوں اس ابروئے پیوستہ کے لب میں ہے	۱۴۲	ایک طمچ مچھلیاں دو کشمکش آپس میں ہے
اشک کے قطرے جو مڑکاں پر اکھٹے ہو گئے	۱۴۳	خوشہ اناور کے بھی دانت کھٹے ہو گئے
<p>لے یہ وہ شہر ہے جو مرنے سے تین گھنٹہ قبل کہا تھا گویا مستند ذوق کا آخری نتیجہ غمزدہ ہے۔          لے بعض زبانوں پر یہ مصرع اس طرح چڑھا ہوا ہے: "بھول تو دو دن بہارِ بیاں فراہ کھلا گئے" یہ مطلع اس نزل کا ہے۔          ذوق نے بادشاہ ظفر کے دوازدہ سالہ شہزادہ مرزا بلالی کی وفات کی خبر سنا کر مستند میں تصنیف کی تھی اس مطلع میں          اسی کم عمر شہزادہ کی وفات کی طرف اشارہ ہے ۱۲</p>		
<p>تمام شد</p>		



# غلطنامہ مخا عن لیاث وق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
		دھوکا	دھوکا	۱۰۱	۹		
		نزلہ ہوسے غریب کا سر دیوں بھی پڑا جاتا ہے۔ دین کی گری پھرنے آب نفاذ کیا	۱۰۶	۱۰۶			
۲	۱۶	دستیات	دستیاب	۱۰۹	۱۳	عوق	عوق
۳	۳	ہوازنہ	موازنہ	۱۱۰	۸	سوجاہی	مجتاہ
۸	۹	خان	جان	۱۱۱	۱۰	سوزن	سوز
۱۸	۲۰	اخر	اثر	۱۱۲	۳	گیا	گیا
۲۷	۵	ساتھ	ہاتھ	۱۱۴	۷	خانہ	خانہ
۲۸	۸	مارانا	مارا	۱۱۸	۱۷	بھڑکاتے	بھڑکاتے
۳۲	۶	ہو گیا	ہو گیا	"	۱۷	چشم	چشم
۲۳	۸	شمبیر	شمبیر	"	۱۹	حائے	حائے
۳۳	۵	میں کرنا ہی	میں خون کرنا ہی	۱۳۰	۹	شعلہ	شعلہ
۳۴	۷	درومال	زرومال	۱۳۱	۳	کبیر	کبیر
۳۶	۱۰	سو جائے	ہو جائے	"	۱۹	تشد	تشد
۳۳	۱۳	مرض الموت تین دن پہلے	مرض الموت تین دن پہلے				
۳۴	۱۳	کشا داول	کشا داول	۱۳۸	۱۱	بح	بح
۵۴	۷	موکے	ہوکے	"	۱۳	جان	جان
۶۴	۱۳	نہر کی نہر کا مطلع اس طرح بھی مشہور ہے۔		"	۱۴	نہیں	نہیں
		بہت حد تک دل آواز گوشت ہیں ہندوستان میں کھیل کر کہتے ہیں		۱۳۹	۱۶	اک	ایک
۷۰	۱۳	یادگار	یادگار	۱۳۶	۳	چہرہ بگولا	یہ بگولا
۷۱	۱۳	تماشا	تماشا	"	۹	مال	مال
۷۲	۲	دیکھے	دیکھے	"			فاضل
۹۰	۱۶	مام	تمام				
۱۰۱	۳	جنتا ہی چرایا	بیتا ہی چرایا				



۸۹۱۵۴۱۵ ۲-۱ غ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار  
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔

---

۱۵۹۷۳

1915 7410

۴۱۵  
مجلس  
انتخابات

[illegible]







